فارسی متن مع اردو ترجمہ

اسرار القادری

تصنیف لطیف

سلطان الفقر، سلطان العارفین، برہان الواصلین
حضرت سلطان باہوؒ

حق باہو منزل، گلشن راوی، لاہور

فارسی متن مع اردو ترجمہ

اسرار القادری

تصنیف لطیف

سلطان الفقر، سلطان العارفین، برہان الواصلین
حضرت سلطان باھوؒ

*

حق باھوؒ منزل، گلشن راوی، لاہور

مترجم و شارح

پروفیسر ڈاکٹر کے، بی، نسیم
ایم اے (پنجاب) پی، ایچ۔ ڈی (مانچسٹر)
سابق ڈین السنۂ شرقیہ پشاور یونیورسٹی

نام کتاب ——— اسرار القادری
مترجم و شارح ——— پروفیسر ڈاکٹر کے، بی، نسیم
مطبع ——— انتخاب جدید پریس، لاہور
کاتب ——— فضل الٰہی کیلانی
تعداد اشاعت ——— ایک ہزار
جلد بندی ——— جاوید بک بائینڈنگ ورکس، لاہور

ھدیہ ——— تقسیم فی سبیل اللہ برائے فیض خلق خدا

بار اول ——— دسمبر ۱۹۹۶ء

ملنے کا پتہ

حق باھوؒ منزل، جی ۱۴۴، گلشن راوی، لاہور

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

"تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقاء"، "مجالستہ النبیؐ"، "کشف الاسرار"، "اورنگ شاہی"، "دیوان باہوؒ"، "روحی شریف"، "عین الفقر"، "کلید جنت"، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار" اور "مفتاح العارفین" کے بعد "اسرار قادری" سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی یہ پندرھویں قلمی تصنیف ہے، جو ذاتی حیثیت سے راقم الحروف کی جانب سے تدوین وار دو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

"اسرار قادری" کے قلمی نسخہ کو تدوین و تہذیب کرتے وقت گل محمد سندری علمار کاتب بہاڑپوری کے قلمی نسخہ کو جو انہوں نے یکم ربیع الاوّل ۱۳۳۵ھ میں بایماء خاطر جناب مولوی غلام محمدؐ صاحب متوطن علو والی سابق سائنس ماسٹر سکول سرگودھا، تحریر کیا تھا، متن قرار دیا گیا ہے۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ "اسرار قادری" کا کوئی اور قلمی مسودہ مجھے میسر نہ آسکا، جس کے ساتھ اس زیر ترتیب مسودے کے ساتھ موازنہ کیا جا سکتا۔ زیر نظر مسودہ بظاہر مکمل معلوم ہوتا ہے اور اس میں کچھ زیادہ اغلاط بھی نہیں ہیں چونکہ نستعلیق رسم الخط میں لکھا گیا ہے، اس لیے اس کی عبارات پڑھنے میں چنداں مشکلات پیش نہیں آئیں۔

دو مزید فارسی قلمی نسخے "دیدار بخش خورد و کلاں" زیر ترتیب ہیں۔ دونوں قلمی مخطوطات حال ہی میں دریافت ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسی طرح حضرت سلطان باہوؒ کے مزید فارسی قلمی نسخے منصۂ شہود پر آجائیں۔ اس سے یقیناً آپ کی تعلیمات و افکار کو سمجھنے میں اور زیادہ مدد مل سکے گی۔

راقم الحروف کے عزیز دوست پروفیسر صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی چیئرمین بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ، کوئٹہ ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سلطان العارفینؒ کی تصنیفات

کے تراجم کی جلد بندی ان کے شایانِ شان بہت جاذبِ نظر اور دیدہ زیب ہونی چاہیے۔ چنانچہ قارئین کرام نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اب چھاپ شدہ سلطان صاحبؒ کی ہر کتاب کی جلد سازی پر پوری توجہ مبذول کی جا رہی ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ صاحبزادہ ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب کی اس خواہش کا پورا پورا احترام کیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ زیرِ نظر کتاب "اسرارِ قادری" کی جلد نہایت عمدہ اور دلکش ہے۔ اس کا ڈیزائن میرے مخیر محترم دوست جناب احمد ندیم صاحب کا تجویز کردہ ہے، بلکہ یہ ڈیزائن بھی انہیں کا فراہم کردہ ہے جناب احمد ندیم محتاجِ تعارف نہیں۔ وہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ سے گہرا لگاؤ اور عقیدت رکھتے ہیں۔

میں "حضرت سلطان باہوؒ اکیڈمی" کے صدر جناب صاحبزادہ سلطان حمید صاحب کا بے حد ممنون ہوں جو پیہم اپنے قیمتی مشوروں سے مجھے نوازتے رہتے ہیں۔

آخر پر ربّ العزت جلّ شانہٗ کی بے پایاں نوازشات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے اس قلمی تصنیف کو ایڈٹ کر کے اردو میں ترجمہ و تشریح کرنے کی بندہ کو توفیق بخشی۔ اسی حامل ستودہ صفات سے اپنی آخرت سنوارنے کی درد مندانہ اپیل کرتا ہوں۔

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

احقر
کے، بی، نسیم
۱۴۴ جی، گلشن راوی، لاہور

لاہور ۱۹۹۶ء

سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کے مختصر سوانح حیات

دین حق کے فروغ اور ترویج کے لیے اولیاء اللہ اور صوفیاء کرام نے چار دانگ عالم میں علمی، فکری اور روحانی سطح پر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور اسلام کے نور سے قریہ قریہ اور بستی بستی سینوں کو منور کرنے کا جو فریضہ ادا کیا ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام مذاہب عالم میں اپنی حقانیت اور اپنی آفاقی تعلیمات کی بدولت سرفہرست نظر آتا ہے اور علمی، عملی اور فکری سطح پر یہ تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ بطور نظام حیات اسلام کے عملی نفاذ کے امکانات پہلے سے کہیں زیادہ روشن اور درخشندہ ہیں۔ آج کے بے سکون اور بے طمانیت معاشروں میں یہ احساس جڑ پکڑ رہا ہے کہ اگر دنیا امن و سلامتی اور عافیت کی تلاش میں ہے، تو اسے سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دہلیز پر جھک جانا ہوگا۔ اپنی اُخروی زندگی کو سنوارنے کے لیے اپنے آپ کو عشق مصطفےٰؐ سے سرشار کرنا ہوگا۔ پھر یقین جانیئے گا کہ بحر و بر اس کے گوشۂ دامن میں آجائیں گے۔ علامہ اقبال نے اسی موقع کی مناسبت سے کہا تھا:۔

ہر کہ عشق مصطفیؐ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

امن عالم کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک ہم دلوں میں خوف خدا پیدا نہ کرلیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتۂ غلامی کو از سر نو استوار نہ کرلیں۔ خوفِ خدا تصوف کا پہلا سبق ہے۔ اسی لیے خانقاہی نظام کی بحالی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سنگ میل ہے، جو قافلوں کی صحیح اور درست سمت میں راہنمائی کرتا ہے۔ کیونکہ تصوف قرآن و سنت کی روحانی تعبیر کا دوسرا نام ہے۔

اس پس منظر میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ کی تصوف کی بیشتر

تصانیف خانقاہی نظام کی بحالی کی راہ میں گویا روشن چراغ ہیں۔

حضرت سلطان باہوؒ سلسلۂ قادری کے وہ جگمگاتے ماہتاب ہیں جن کے روحانی فیوض و برکات سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے۔ آپ کا مقام تصوف کی زبان میں فنا فی اللہ بقا باللہ ہے۔ آپ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد میں سے ہیں[1]۔ آپ ضلع جھنگ پنجاب کے ایک قصبے شورکوٹ (اور بعض سینہ بسینہ زبانی روایات کے مطابق انگہ شریف، ضلع خوشاب) میں ۱۰۳۹ ہجری بمطابق ۱۶۳۱ عیسوی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت محمد بازیدؒ اپنے وقت کے ولی کامل، حافظ قرآن، متشرع اور فقیہ مسئلہ دان بزرگ ہوئے ہیں، جو سلطنت مغلیہ کے خاص منصب دار تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مائی راستیؒ بھی اپنے وقت کی ولیہ کاملہ ہوئی ہیں۔ حضرت سلطان باہوؒ اپنی کتب متبرکہ میں اس بات کا بار بار شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باہوؒ رکھا۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کے اسم مبارک میں وہ باطنی مقناطیسی اور نوری قوت جاذبہ پائی جاتی ہے کہ اکثر طالبان حق نے جب آپ کا نام سن لیا ہے، تو بے اختیار آپ کے والہ و شیدا ہو گئے ہیں۔ آپ نے ۶۳ برس کی عمر میں یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری بمطابق ۱۶۹۴ء میں رحلت فرمائی ہے۔ آپ کا مزار مبارک ضلع جھنگ تحصیل شورکوٹ تھانہ گڑھ مہاراجہ سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر دریائے چناب سے جنوب مغرب کی طرف واقع ہے، جو زیارت گاہ خواص و عوام اور مرجع جملہ انام ہے۔ توحید کے متوالوں کا ہر وقت تانتا لگا رہتا ہے۔ چہار دانگ عالم سے جام عرفان کے متلاشی پروانہ وار جوق در جوق آپ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور تسکین دل و جان اور منزل مراد حاصل کرتے ہیں۔

بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ آپ اپنی زندگی میں محرم الحرام کے دنوں میں جو عرس اور یاد حضرت امام حسین علیہ السلام کی منایا کرتے تھے، وہ آپ کا یوم وصال نہیں ہے، بلکہ آپ کا یوم وصال جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے، یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ ہجری بمطابق ۱۶۹۴ء ہے۔ اس عرس کے موقع پر ملک کے گوشے گوشے سے لوگ جوق در

---

[1] مناقب سلطانی از حضرت سلطان حامدؒ بن حضرت شیخ غلام باہوؒ، لاہور، ۱۳۴۵ ہجری، ص ۶

جوق حاضر ہوتے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں یہ واحد مزار ہے جس پر لاکھوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں اور سنت رسولؐ کے مطابق نعت خوانی کرتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں اور حق باہوؒ اللہ ہو کا ورد کرتے ہیں۔ کوئی میلہ ٹھیلہ تھیٹر وغیرہ نہیں لگتا۔ رقص و سرود اور فحش حرکات بالکل نہیں ہوتیں اور یہ طریقہ ہی شرک و خرافات سے مبرا ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ کا طریقہ سروری قادری ہے۔ باقی سب طریقے اس کے تابع اور فروع ہیں، جیساکہ اس پاک طریقہ کے سردار اور پیشوا سلطان الاولیا حضرت غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا قول ہے۔

وَكُلُّ وَلِيٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّيْ عَلٰى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

(یعنی ہر ولی کا ایک خاص قدم ہے، لیکن میرا قدم اپنے جد بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہے)

اور جس طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانبیا ہیں، اسی طرح حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الاولیا ہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

غوث الاعظمؓ درمیان اولیاءؒ چون محمدؐ درمیان انبیاءؑ

اس ضمن میں آپؓ کا مشہور و معروف قول تمام اولیاء کرام پر فضیلت و برتری رکھنے پر دال ہے:

قَدَمِيْ هٰذَا عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ ط

(یعنی میرا قدم جملہ اولیاء کی گردن پر ہے)

علم تصوف میں حضرت سلطان باہوؒ نے ایک سو سے متجاوز کتابیں تحریر فرمائی ہیں، جو تصوف کے موضوع پر سند کی حیثیت رکھتی ہیں، لیکن بدقسمتی سے اب صرف چونتیس قلمی کتابوں کے علاوہ باقی کتابوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ ان قلمی تصنیفات کی تدوین و تراجم و تشریحات کا کام بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے۔ اب تک ان کی سترہ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اور دو قلمی کتابیں "دیدار بخش خورد و کلاں" طباعت کے لیے تیار ہیں۔

آپ کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قاری پر مطالعہ کے دوران ہی

ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اکثر طالبانِ حق ان کتب کے باقاعدہ مطالعہ ہی سے صاحبِ منزل ہو جاتے ہیں۔ حضرت فقیر نور محمد کلاچوی رقمطراز ہیں:۔

"علم تصوف میں اس فقیر کا مطالعہ بہت وسیع رہا ہے اور تقریباً ہر زبان اور ہر زمان کے جملہ متقدمین و متاخرین سالکین و مشائخ کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا ہے، لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سلطان العارفینؒ کی کتابوں میں پائی ہے، دیگر تصانیف سے کہیں اس کی بو بھی نہیں آئی۔ اور کس قدر مبارک ہیں وہ کان جو اس القائے حق سبحان سے شنوا ہیں اور کتنی سعادتمند ہے وہ آنکھ اور دل جو اس سخن کُنہ کُن اور علم من لدن سے بینا اور دانا ہے"[1]

گو مشہور ہے کہ حضرت سلطان باہوؒ نے باطنی فیوضات سب سے پہلے راوی کے کنارے گڑھ بغداد میں ایک بزرگ شاہ حبیب اللہ قادریؒ اور پھر اُنکے پیر و مرشد حضرت سید عبدالرحمٰن قادری دہلویؒ، جو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے منصب دار تھے، سے حاصل کیے، مگر آپ کی تصانیف میں ان بزرگوں میں سے کسی کا ذکر واضح طور پر کہیں نہیں ملتا۔ ہاں البتہ پنجابی زبان کی سہ حرفی کے صرف ایک بند میں گڑھ بغداد کا ذکر ملتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ان بزرگوں سے باطنی طور پر فیضیاب ہوئے ہوں، مگر آپ کو باطن میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست بیعت فرمایا ہے۔

آپ اپنی کتاب "امیر الکونین" میں فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس سال تک مرشد کامل کی طلب میں جابجا پھرتا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس طویل عرصہ میں بے شمار مرشدوں کو دیکھا ہے اور ان میں سے اکثر کاملین و عارفین کو ملے اور ان کی جان و دل سے خدمت کی ہے اور ان کے فیوضات سے حظ وافر حاصل کیا ہے۔ لیکن اس زمانے کے ان فیوضات اسماء و صفات سے آپ کا قلب قلزم سیراب نہیں ہو سکا، کیونکہ آپ کو ازل سے ہی ذاتی انوار کی فطرتی طلب اور تلاش تھی۔ آخر وسیع

---

[1] حق نمائے، ص ۱۲-۱۳۔

حوصلگی اور جذب و عشق حقیقی نے آپ کو اس سرورِ دو جہان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جمیع ذات ستودہ صفات تک پہنچا دیا اور اس بحرِ انوار ذات میں سے اس قدر حصۂ وافر حاصل کیا اور نورِ مطلق ہو کر فقر کے ایسے ارفع ترین مقام پر اپنے آپ کو پہنچایا، جہاں سے اوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ کا ہمسر نہ رہا۔ چنانچہ آپ "کلید التوحید" میں فرماتے ہیں:۔

"یعنی جہاں میں پہنچا ہوں، وہاں پر کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں تو لامکان کا شہباز ہوں، وہاں مکھی کو جگہ نہیں ملتی۔ وہاں لوح و قلم، عرش و کرسی، اور دونوں جہانوں کا دخل نہیں ہے۔ وہاں فرشتہ کی پہنچ ہے اور نہ وہاں ہوا و ہوس کی۔"

اپنی کتاب "توفیق الہدایت" میں آپ واضح طور پر بیان کرتے ہیں کہ باطنی ذرائع سے انہیں جو فیض ملا، اس نے انہیں "ظاہری مرشدی" کی حاجت سے بے نیاز کر دیا۔ "جس شخص کا باطن اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہو اور اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری حاصل ہو اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلیم تلقین اور دستِ بیعت حاصل ہو اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا رفیق بنایا ہوا ہو، اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باطنی پشت پناہی میں انہوں نے سلوک کی تمام منازل طے کر لیں اور تلقین و ارشاد کے ایسے مقام پر فائز ہوئے کہ وہ طالبان حق کو اپنے سایۂ عاطفت میں تربیت کے حصول کی ایسی دعوت دیتے ہیں کہ عصر حاضر میں اس کی مثال شاذ ہی ملتی ہے۔ رسالہ "روحی شریف" میں فرماتے ہیں:۔

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم	ز ابتدا تا انتہا یکدم برم
طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا	تا رسانم روز اوّل با خدا

(یعنی جو کوئی بھی حق کا (سچا) طالب ہو، تو میں (اس کی راہنمائی کے لیے) حاضر ہوں۔ میں ایک دم میں اسے ابتداء سے انتہا تک پہنچا دوں گا۔ اے طالب (حق) آ، اے طالب! آ، اے طالب! آجا، تاکہ میں پہلے روز ہی تجھے خدا تک پہنچا دوں)۔

اسرار القادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اوّل

اَللّٰہُ تَقَدَّسَ بِاَسْمَآئِہٖ وَتَعَالٰی کِبْرِیَآئِہٖ ط

خالق کلّ مخلوقات و رازق کلّ مرزوقات ۔ ہژدہ ہزار عالم جنّ و انس، وحوش و طیور۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ [۱] ط

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا [۲] ط

و درود نا محدود بر سیّد السّادات محمّد محمود سلطاناً نصیراً محموداً قاب قوسین اسرار المنتہیٰ مقام اُو لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ [۳] نعت او فنا فی ذات متبرکات اُو خاتم النّبیّین رسول ربّ العالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واھل بیتہٖ اجمعین ط

بعدہٗ می گوید مصنّف تصنیف بندہ درگاہ طالب با مطلوب مرید لایرید باہُوؒ ولد بازیدؒ غلام سروری قادری عرف اعوان ساکن قلعہ شور این کتاب را اسرار القادری نام نہاد، جامع الجمیعت را خطاب دادہ شد۔ چند کلمات از معرفت اِلَّا اللّٰہ ذات و مجلس مشرف حضوری سرور کائنات پیغام تمام و الہام مالا کلام علم علوم رسم رسوم و علم علوم مِنْ لَّدُنّی حیّ قیّوم تا ہر طالب مولیٰ روشن معلوم نماید۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَۃِ وَعِلْمُ الْمُکَاشَفَۃِ [۴] ط

علم مثل محک است تحقیق کند وجود نیک و بد انسان را۔

---

[۱] سورہ البقرہ ۲: ۲۱۲۔ [۲] سورہ ہود، ۱۱: ۶ [۳] شرح تعرف، ج ۲، ص ۴۶ [۴] الحدیث

باب اوّل

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ رب العزت کے تمام نام پاک ہیں اور اس کی کبریائی بلند ہے۔ وہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے۔ چنانچہ جن و انس، وحوش اور چرند وغیرہ اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے:-

"اور اللہ جل جلالہٗ جسے چاہتا ہے، بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے:-

"روئے زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں، جس کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو۔"

جناب رسالت پناہ شفیع المذنبین سید السادات حضرت محمد مصطفےٰ سلطان نصیر قاب قوسین اور اسرار منتہیٰ کے مالک" اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا، تو آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا" کا مقام رکھنے والے، ثنائی اللہ خاتم النبیین رسول رب العالمین کے لقب والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ واہل بیتہٖ اجمعین پر بیشمار درود وسلام ہو۔

بعدازاں مصنف تصنیف بندۂ درگاہ الٰہی طالب با مطلوب مرید جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو باہوؒ ولد بازیدؒ جو سروری قادری غلام ہے، جس کا عرف اعوان جو قلعہ شورکوٹ کا رہنے والا ہے، کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام "اسرار القادری" رکھا گیا ہے۔ اور اسے جامع الجمیعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس میں معرفت ذات اِلّا اللہ اور مجلس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کی حضوری کا شرف حاصل ہونے کے بارے میں چند کلمات بیان کیے ہیں۔ اس میں مکمل پیغام اور الہام مالا کلام، علم علوم، رسم رسوم اور علم علوم لدنی حیّ وقیوم کا تذکرہ ہے، تاکہ ہر طالب مولیٰ کو علم اور روشنی حاصل ہو جائے۔

ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:-

علم دو ہی قسم کے ہیں: (۱) یا علم معاملہ یا (۲) علم مکاشفہ۔

علم بمنزلہ کسوٹی کے ہے۔ جس سے انسان کے وجود میں نیک و بد کی پرکھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اوّل

اَللّٰہ تَقَدَّسَ بِاَسْمَآئِہٖ وَتَعَالٰی کِبْرِیَآئِہٖ

خالق کلّ مخلوقات و رازق کلّ مرزوقات ۔ ہژدہ ہزار عالم جن و انس، وحوش وطیور ۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :

وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ[1]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُہَا[2]

و درود نامحدود بر سید السادات محمد محمود سلطانا نصیر المحمود آگاہ قوسین اسرار المنتہی مقام او لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ[3] نعت او فنا فی ذات متبرکات او خاتم النبیین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین ۔

بعدہٗ می گوید مصنف تصنیف بندہ درگاہ طالب با مطلوب مرید لا یرید باہُو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور این کتاب را اسرار القادری نام نہاد، غلام سروری قادری عرف اعوان ساکن قلعہ شور ۔ جامع الجمیعت را خطاب دادہ شد، چند کلمات از معرفت اِلَّا اللّٰہ ذات و مجلس مشرف حضوری سرور کائنات پیغام تمام و الہام مالا کلام علم علوم رسم رسوم و علم علوم مِنْ لَّدُنِّی حی قیوم تا ہر طالب مولیٰ روشن معلوم نماید ۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُعَامَلَۃِ وَعِلْمُ الْمُکَاشَفَۃِ[4]

علم مثل محک است تحقیق کند وجود نیک و بد انسان را ۔

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۱۲ ۔ [2] سورہ ہود، ۱۱ : ۶ [3] شرح تعرف، ج ۲، ص ۲۴۶ [4] الحدیث

باب اوّل

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ رب العزت کے تمام نام پاک ہیں اور اس کی کبریائی بلند ہے۔ وہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے۔ چنانچہ جنّ وانس، وحوش اور چرند وغیرہ اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے جیسا کہ خود فرمایا ہے:۔

"اور اللہ جلّ جلالہٗ جسے چاہتا ہے، بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"روئے زمین پر کوئی ایسا ذی روح نہیں، جس کے رزق کا ضامن اللہ تعالیٰ نہ ہو۔"

جناب رسالت پناہ شفیع المذنبین سیّد السادات حضرت محمد مصطفےٰؐ سلطان نصیر قاب قوسین اور اسرار منتہیٰ کے مالک "اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا، تو آسمانوں کو بھی پیدا نہ کرتا" کا مقام رکھنے والے، فنا فی اللہ خاتم النبیین رسول رب العالمین کے لقب والے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واہل بیتہٖ اجمعین پر بیشمار درود وسلام ہو۔

بعد ازاں مصنّف تصنیف بندۂ درگاہ الٰہی طالب با مطلوب مرید جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو باہُوؒ ولد بازیدؒ جو سروری قادری غلام ہے، جس کا عرف اعوان جو قلعہ شور کوٹ کا رہنے والا ہے، کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام "اسرار القادری" رکھا گیا ہے۔ اور اسے جامع الجمیعت کا خطاب دیا گیا ہے۔ اس میں معرفت ذات اِلاَّ اللہُ اور مجلس حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرور کائنات کی حضوری کا شرف حاصل ہونے کے بارے میں چند کلمات بیان کیے ہیں۔ اس میں مکمل پیغام اور الہام مالا کلام، علم علوم، رسم رسوم اور علم علوم لدنّی حیّ وقیوم کا تذکرہ ہے، تاکہ ہر طالب مولیٰ کو علم اور روشنی حاصل ہو جائے۔

ارشاد نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے:۔

علم دو ہی قسم کے ہیں: (۱) یا علم معاملہ یا (۲) علم مکاشفہ۔

علم بمنزلہ کسوٹی کے ہے۔ جس سے انسان کے وجود میں نیک و بد کی پرکھ

قَالَ النَّبِیُّ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم :-

لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ ؕ[1]

علم ظاہر عبادت وعبادت باسعادت است۔ وعلم باطن عین است بارادت ۔ باجازت الہام کہ در الہام عارف باللہ را در معرفت می کشاید :

اَلْاِلْھَامُ اَلْقَاءُ الْخَیْرِ فِیْ قَلْبِ الْغَیْرِ بِلَا کَسَبٍ ؕ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ :

خُذْ مَاصَفَا وَدَعْ مَاکَدَرَ ؕ[2]

آن سالک سلک کدام است کہ بی ریاضت را گنج بی رنج ومحبت بی محنت ومشاہدہ بی مجاہدہ وطالب طلب بی طاعت۔ از سالہا سال ریاضت کامل برساند دریک ساعت کل وجزدریک نقطہ در آید واز یک نقطہ تماشای کونین می کشاید ومی نماید۔

المطلب آنکہ بیک نظر عارف باللہ وبتصور اسم اللہ ذات وبہ تیغ کلمۂ طیبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ۔ وبیک ختم قرآن تلاوت آیات ازنجات نفس را می کشت معائنہ ہر دوجہان می نماید بر ناخن پشت ، آنرا چہ احتیاج است خواندن ونوشتن وقلم گرفتن بانگشت۔ این مشکل کشای یکبارگی رسیدن بمعرفت خدا این است مراتب باصفا حضوری صحیح محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ازحاضرات اسم اللہ ذات است صاحب حاضرات ہرکرا نوازد درطرفۃ العین مرتبۂ طالب بمرتبۂ خود برابر سازد۔

ہفت قفل در وجود آدمی است ، چنانچہ قفل لسان وقفل قلب وقفل روح وقفل سر ، وقفل خفی ، وقفل یخفی وقفل توفیق الٰہی کہ آنرا اسرار الانوار ہدایت گویند۔ ہمچنان ہفت قفل ہفت طبق زمین

[1] الحدیث ۔ [2] الحدیث ۔

ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"انسان اور حیوان میں فرق صرف علم کی وجہ سے ہے۔"

ظاہری علم عبادت ہے اور عبادت سے سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اور باطن کا علم عین بارادت ہے۔ اس میں الہام کی اجازت ملتی ہے اور الہام میں عارف باللہ پر معرفت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ الہام القائے خیر کو کہتے ہیں، جو کسی کے دل میں بغیر کسب و محنت کے بندے کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو پاک وصاف ہے، اسے لے لو اور جو میلا ہے، اسے چھوڑ دو۔"

وہ سلک سلوک کونسا ہے، جس سے بے ریاضت آدمی کو بغیر رنج و محنت کے راز کا خزانہ اہلِ محنت کے محبت، اور بغیر مجاہدہ کیے مشاہدہ اور بغیر طلب کیے طاعت کے بغیر مطلوب نصیب ہوتا ہے۔ کامل مرشد سالہا سال کی ریاضت کے بغیر ایک ہی ساعت میں تمام کل و جز ایک نقطہ کے اندر دکھا سکتا ہے اور اسی ایک نقطہ سے دونوں جہان کا تماشا کھول کر دکھا دیتا ہے۔

مطلب یہ کہ عارف باللہ کی ایک نگاہ اسم اللہ ذات کے تصور اور کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی تلوار اور ایک ختم قرآن اور تلاوت آیات سے نفس کو نجات مل جاتی ہے۔ اس سے نفس امارہ مر جاتا ہے۔ جو شخص پشت ناخن پر دونوں جہان کا تماشا دکھا سکتا ہے، اس کو لکھنے پڑھنے اور انگلیوں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ایسی مشکل کشا ہے کہ اس سے یکبارگی معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب اس آدمی کے لیے ہیں، جس کا باطن صاف ہو اور جسے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حضوری حاصل ہو۔ اور یہ مراتب حاضرات اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ صاحب حاضرات جس کو نوازنا چاہے، اسے ایک لحظہ میں اپنے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔

(اے طالب صادق!) تو جان لے کہ وجود انسانی میں سات قفل ہیں۔ مثلاً (۱) زبان کا قفل (۲) قلب کا قفل (۳) روح کا قفل (۴) سر کا قفل (۵) خفی کا قفل (۶) یخفی کا قفل (۷) توفیق الٰہی کا قفل جسے اسرار الانوار الہدایت بھی کہتے ہیں اسی

است۔ وہفت قفل آسمان۔ و نیز قفل عرش وقفل لوح قلم وقفل لوح محفوظ وقفل کرسی و نیز قفل مقام ازل وقفل مقام ابد۔ قفل مقام دنیا وقفل مقام عقبیٰ و قفل مقام معرفت توحید مولیٰ و نیز قفل مقام تجرید وقفل مقام تفرید و قفل مقام ناسوت و قفل مقام ملکوت وقفل مقام جبروت وقفل مقام لاہوت وقفل مقام مکان لامکانی الاّ اللہ وقفل دوام مجلس مشرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

دانی کہ این جملہ قفل جہل ویک حائل وپردہ، ازانکہ درمیان بندہ و اللہ تعالیٰ حائل وحجاب جہل ویک است۔ مرشد کامل آنست کہ دریک دم وبریک قدم ازکلید اسم اللہ ذات کہ آن کلید محض نص، حدیث ازقرآن آیات است وآن کلید مطلق اسماء الحسنیٰ باری تعالیٰ نود ونہ نام متبرکات است۔ وآن کلید ازطریق تحقیق کلمہ طیبات است ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ مرشدی کہ اینچ کلید دریک قفل می اندازد وہریک قفل راواسازد ومی کشاید ومی نماید، مرشد مرد کامل است۔ صاحب نظر ناظر بنظر طالبان را بیک مرتبہ می برد بمد نظر اللہ منظور ودر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضور لایحتاج گرداند۔ مرشدیکہ بدین صفت موصوف نباشد، ناقص خام، ازو تلقین گرفتن حرام کہ سیماب کشتہ نشود ولایق خوردن کیمیا نگردد، مگر ازاستاد عامل ومعرفت توحید اللہ حاصل نشود مگر ازمرشد کامل کہ در وجود طلسمات رامرشد صاحب طلسمات کشاید گنج بخش گنج می نماید ومعمارا صاحب معما کشاید۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مرشد کامل بہتر وناقص مرشد ازان کمتر۔ این ہریک مراتب از حاضرات اسم اللہ ذات کلید درجات است۔ عارفان رالبس است واحمق درہوس است۔ ہرکہ گنج ہردوجہانی ازین نیافت، جاہل مجہول بی عمل است یااز معرفت اللہ بی خبراست، بی چشم، سوال او بر گردن او وبال او۔

طرح سات قفل طبقات زمین کے بھی ہیں۔ اور سات ہی قفل آسمان کے ہیں۔ علاوہ ازیں عرش، لوح، قلم، لوح محفوظ، کرسی، مقام ازل، مقام ابد، مقام عقبیٰ، مقام توحید باری تعالیٰ، نیز مقام تجرید، مقام ناسوت، مقام ملکوت، مقام جبروت، مقام لاہوت، مقام مکان لامکانی الا اللہ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قفل دوام۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ یہ سب قفل تعداد میں اکتالیس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین اکتالیس پردے حائل ہیں۔ مرشد کامل وہ ہے کہ جو ایک لحظہ میں ایک ہی قدم پر کلید اسم اللہ ذات سے جس کی نص، قرآن وحدیث آیات قرآن سے ثابت ہے۔ (دوسری) کلید ننانوے نام باری تعالیٰ اسماء الحسنیٰ کے تبرکات کی ہے۔ (تیسری) کلید کلمۂ طیبات لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے طریق کار کی ہے۔ جو مرشد (ان کلیدات میں سے) جب کسی چابی کو کسی تالہ میں ڈالتا ہے۔ اور ہر ایک قفل کو کھول کر دکھا دیتا ہے، وہی مرشد مرد کامل ہے۔ صاحب نظر ناظر مرشد ایک ہی نگاہ میں ایک ہی مرتبہ طالبوں کو نظر اللہ میں منظور اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں لے جاکر لا یحتاج بنا دیتا ہے۔ جو مرشد اس صفت سے متصف نہ ہو، وہ ناقص اور خام ہے۔ اس سے تلقین لینا مطلق حرام ہے، کیونکہ جس طرح کسی کامل استاد کے بغیر پارہ کشتہ نہیں ہوتا، جو کھانے کے قابل ہو، اسی طرح توحید الٰہی کی معرفت مرشد کامل کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، کیونکہ وجودی طلسمات کو صاحب طلسمات مرشد ہی کھولتا ہے۔ گنج بخش (مرشد) ہی خزانہ دکھاتا ہے اور اس معمہ کو صاحب معمہ ہی حل کرتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مرشد کامل بہتر ہوتا ہے اور ناقص مرشد کم تر ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک درجہ اور مرتبہ کی کلید حاضرات اسم اللہ ذات ہے۔ عارفوں کے لیے یہی کافی ہے، لیکن احمق حرص وہوس میں مارا مارا پھرتا ہے۔ جس شخص کو اس سے دونوں جہاں کے خزانے نہیں ملے، وہ جاہل مجہول بے عمل ہے، یا وہ معرفت الٰہی سے بے خبر ہے۔ اندھا ہے۔ اور اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہے۔

بیت

باھُوؒ مرد مرشدی بردبر بمقام　　نامرد مرشد عاجز است ناموس نام

باید دانست کہ مراتب دو قسم است کہ می خیزد از وجود جسم کہ پیدا می شود از اسم اللہ۔

دویم رسم۔ پس معلوم شد کہ یک مرتبہ از اسم اللہ ذات توحید کہ ابتدائی و انتہائی او معرفت توحید است فنا فی اللہ با خدا۔ این محض مطلق نصیب عارف فقراء۔

مرتبہ کہ بمراتب ابتداء و انتہاء او از ہوا است۔ از آن معلوم باید کرد۔ ای مرد کسی را کہ شب و روز لوح محفوظ در مطالعہ باشد و نیک بد مردم را از مطالعۂ لوح محفوظ طالع نماید، این مراتب درویش است و فقیر این مراتب کمینہ کمتر را منجم گویند یعنی آشنا لوح شد نہ آشنا و متفق یگانۂ خدا۔ دیگر آنکہ ہر کہ را خدمات ہر ولایت از مشرق تا مغرب آنچہ در دیگھای نمک افتد، آنرا نیز معلوم کنند۔ این مراتب اوتاد ابدال۔ باین کمینہ مرتبہ فقیر نظر نکند کہ خام خیال است مراتب سیر زمین است، نہ مراتب وحدانیت معرفت عین الیقین است۔

بدانکہ ہفتاد منزل فوق العرش مراتب قطب است و ہفتاد مراتب فوق القطب مراتب غوث است۔ این مراتب ہا انا نفس، کشف کرامات، بی خبر از غرق وحدانیت۔ ذات فقیر برین مرتبہ کمینہ نظر نکند کہ بر ہوا بر باد است۔ در طلب طالب مرید شاد است۔

حدیث قدسی

عَبۡدِیۡ تَتَعَمّرۡبِیۡ وَاَنَسۡ وَاَنَا خَیۡرُ تَدۡکَ مِنۡ کُلِّ مَا سَوَی اللّٰہِ [1]

---

[1] الحدیث

بیت

اے باہُوؒ! مرشد کامل مرید کو ہر مقام پر لے جاتا ہے۔ ناقص پیر عاجز ہوتا ہے، مگر نیک نام مشہور ہوتا ہے (اور اس طرح لوگوں کو دغا دیتا ہے)

جاننا چاہیے کہ مراتب دو قسم کے ہیں۔ جو ایک وجود و جسم میں اسم اللہ ذات سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرے رسمی مراتب ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اسم اللہ ذات کا ایک مرتبہ توحید ہے، جس کی ابتدا و انتہا معرفت توحید الٰہی ہے۔ یعنی فنا فی اللہ باخدا ہونا۔ یہ مرتبہ صرف اور صرف عارف فقراء کو نصیب ہوتا ہے۔

دوسرا مرتبہ وہ ہے، جس کی ابتداء اور انتہا، حرص و ہوا ہے۔ ان مراتب کو اس طرح معلوم کرنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص رات دن لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے اور لوگوں کے اچھے اور بُرے حالات کا لوح محفوظ میں مطالعہ کرتا ہے، وہ کس مرتبے کا ہوگا؟ یہ مراتب درویش ہیں۔ فقیر اس کمینہ کمتر مراتب والے کو منجم کہتے ہیں۔ یعنی وہ لوح محفوظ کا آشنا بنا، یگانۂ خدا کا مشفق اور آشنا نہ بنا۔ دوسرے یہ کہ جس کو ہر ایک ولایت کی خدمت سپرد ہے، اُسے مشرق سے مغرب تک کی دیگوں میں جو نمک پڑتا ہے، اس کی بھی اُسے خبر ہوتی ہے۔ یہ مراتب اوتاد و ابدال کے ہیں۔ اس کمینہ مرتبہ کو بھی فقیر نہیں دیکھتا، کیونکہ یہ بھی خام خیالی ہے۔ یہ تو سیر زمین کے مراتب ہیں نہ کہ وحدانیت اور معرفت عین الیقین کے۔

اے طالب حقیقی! جان لے کہ عرش سے ستر منزل اُوپر قطب کے مراتب ہیں۔ اور قطب سے ستر منزل اوپر غوث کے مراتب ہیں۔ یہ مراتب انائے نفس، کشف و کرامات کے ہیں۔ ان مراتب والے غرق فی الوحدت سے بے خبر ہیں۔ فقیر کی ذات اس کمینہ مرتبہ کو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی۔ کیونکہ یہ بھی حرص و ہوا کے متعلق ہے۔ طالب مرید تو طلب (مولیٰ) میں ہی خوش رہتا ہے۔

حدیث قدسی

اے میرے بندے! تُو مجھ سے ہی نعمت طلب کر اور مجھ سے ہی انس رکھ، کیونکہ

یعنی ای بندهٔ من! عیش بگیر بمن والفت بگیر بمن زیرآنچہ من نیک ترم برای نواز
ہر چیز یکہ غیر من است ۔

پس معلوم شد کہ فقیر اہل خدا و اہل مراتب اہل ہوا۔ مجلس اہل خدا و اہل
ہوا راست نیاید ۔

پس سلک سلوک حاضری بدانکہ از وجود یکہ بکشاید وعینہ بعین می نماید۔ ہر
یک مقام کہ در و ابتدا، و انتہا ختم تمام مخلوقات پیدا و نہان خداوندی در طی اسم
ذات است ۔ و اسم اللہ ذات در طی قلب است، در طی قلوب است و قلوب
در طی سرّ است و سر در طی روح است و روح در طی اسرار است و اسرار در طی خفی است
و خفی در طی ہویدا است و ہویدا در طی سویدا است ۔ و چون مجموعہ در طی رو شنضمیر در آید، ہر علم علوم
بکشاید و می داند۔ از و ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند ۔ این راہفت قاری علم معرفت،
عالم فیض بخش گویند ۔

عالم اللسان و عالم عالم القلب و عالم الرّوح و عالم السّر و عالم الاسرار و عالم الخفی
و عالم النّور الہدایت ۔ عالم تمام تحصیل عارف خدا ۔ و از ہر یک علم چہاردہ علم برآید
و از ہر یک چہاردہ علم بیست و یکہزار علم بکشاید۔ ہر کہ یک علم در تحصیل در آید، آنرا
عالم حکیم عارف گویند و نزدیک اُو عوام و خواص جاہل است کہ این عالم خاص الخاص
حکیم است کہ قلب سلیم بحق تسلیم است ۔

حدیث

لَا تُکَلِّمُ کَلَامَ الْحِکْمَۃِ عِنْدَ الْجُہَّالِ[1]

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[2]

---

[1] الحدیث [2] حدیث: نقل از شرح شیخ فرید الدین عطار ۔

ہر ماسوائے اللہ سے بڑھ کر تیرے لیے میں ہی کافی ہوں۔
یعنی اے میرے بندے! تو مجھ سے ہی عیش حاصل کر، مجھ سے ہی الفت کر، کیونکہ میں تیرے واسطے ہر چیز سے بہتر ہوں، جو میرے سوا ہے۔
پس معلوم ہوا کہ فقیر اہل خدا ہوتا ہے اور اہل مراتب اہل حرص و ہوا ہوتے ہیں۔ سو اہل ہوا اور اہل خدا کی باہم ہمنشینی درست نہیں ہوتی۔

پس جان لو کہ سالک سلوک (مشق) وجودیہ سے حاضری نصیب ہوتی ہے اور عین بعین نظر آنے لگتا ہے۔ (واضح رہے) کہ ہر ایک مقام کی ابتدا و انتہا، تمام ظاہر و خفیہ مخلوقات خداوندی اسم اللہ ذات کی طے میں ہے اور اسم اللہ ذات قلب و قلوب کی طے میں ہے اور قلوب سر کی طے میں ہے۔ اور سر روح کی طے میں ہے۔ اور روح اسرار کی طے میں ہے اور اسرار یخفیٰ کی طے میں ہے اور یخفیٰ ہویدا کی طے میں ہے اور ہویدا سویدا کی طے میں ہے۔ اور جب یہ تمام طے مکمل ہو کر روشن ضمیر کی طے میں آجاتی ہیں، تو اس پر ہر علم علوم کھل جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رہتی۔ ایسے شخص کو علم معرفت کا ہفت قاری اور فیض بخش عالم کہتے ہیں۔

عالم لسان، عالم قلب، عالم روح، عالم سر، عالم اسرار، عالم خفی، عالم النور الہدایت۔ ان تمام کے حصول کا عالم عارف خدا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک سے چودہ علم نکلتے ہیں اور پھر ان چودہ علوم میں سے ہر ایک سے اکیس ہزار علوم نکلتے ہیں۔ جو کوئی ان میں سے ایک علم بھی حاصل کر لیتا ہے، اسے عالم حکیم عارف کہتے ہیں۔ اس کے نزدیک عوام و خواص جاہل ہوتے ہیں، کیونکہ یہ خاص الخاص عالم حکیم ہے، جس کا قلب سلیم بحق تسلیم ہوتا ہے۔

حدیث

"جاہلوں کے پاس حکمت کی باتیں نہ کرو۔"

حدیث

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اسکی زبان گونگی ہو گئی۔"

مرشدیکہ بریک قدم وبریکدم این ہر یک مقام ابتدا، وانتہا، تمام وجود از حاضرات اسم اللہ ذات نکشاید ونماید، آنرا مرشد نباید گفت کہ محرم قال است، بی خبر از معرفت وصال۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بدانکہ ہر کہ یافت از علم یافت۔ ہر کہ شناخت از علم شناخت۔

مصرعہ: کہ بی علم نتوان خدارا شناخت[1]

اَلْعِلْمُ دانستن۔ چہ چیز دانستن وچہ چیز شناختن وچہ چیز یافتن۔ اول علم بر لسان است۔ از عین است کہ بعین است اقرار۔

قَوْلُہٗ تعالیٰ:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[2]

علم قلب چون قلب زبان کشاید وگویائی گیرد، زبان از نطق بمیرد۔

قَوْلُہٗ تعالیٰ:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى[3]

چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

قُلْ خَيْرًا اَوْ اِلَّا فَاسْكُتْ[4]

قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ:۔

وَمَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجٰى[5]

ہر کہ قلب از الہ متوجہ تقلب نظر نگاہ۔

---

[1] شعر کامل از سعدی شیرازی اینطور است: بی علم چون شمع باید گداخت کہ بی علم نتوان خدارا شناخت

[2] سورہ العلق، ۹۶: ۱-۵ [3] سورہ النجم، ۵۳: ۳ [4] الحدیث۔

[5] من صمت نجا یعنی جس نے خاموشی برتی، وہ نجات پاگیا۔ (احیاء العلوم، جامع الصغیر، مسند احمد)

جو مرشد کہ ہر ایک مقام ایک لحظہ اور ایک قدم پر ابتداء و انتہا ر حاضرات اسم اللہ ذات سے تمام وجود میں کھول نہیں دیتا اور دکھلا نہیں دیتا، اُسے مُرشد نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ وہ قال کا محرم ہے۔ وہ معرفت وصال خداوندی سے بے خبر ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ جس کسی نے (کچھ) پایا، علم سے پایا۔ جس کسی نے پہچانا، علم سے پہچانا۔

مصرع: کیونکہ بے علم اللہ تعالیٰ کی شناخت نہیں کر سکتا۔ (سعدی شیرازی کے پہلے مصرع کا مطلب یہ ہے: کہ علم کے حصول کے لیے شمع کی مانند پگھلنا چاہیے) علم کے معنی ہیں جاننا، لیکن کیا جاننا؟ کس چیز کو پہچاننا اور کونسی چیز کو حاصل کرنا؟ اوّل علم زبانی ہے، جو عین بعین اقرار کرنا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اپنے پروردگار کے نام سے پڑھ۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا۔ پڑھ اور تیرا ربّ وہ ہے، جس نے انسان کو قلم سے لکھنا سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں، جنہیں وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔"

دوسرا علم قلبی، جب قلب زبان کھولتا ہے اور بولنے لگتا ہے، تو ظاہری زبان میں بولنے کی طاقت نہیں رہتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا۔"

چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"اچھی بات کر یا خاموش رہ۔"

"اور جو خاموش رہا، وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا۔ اس نے نجات پائی۔"

جس کو قرب الٰہی حاصل ہے، وہ ہمیشہ قلب کی نگہداشت کے لیے قلب کی جانب متوجہ رہتا ہے۔

○

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَمَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[1]

اینست صراط المستقیم۔ دید دل از آن بکشای عین از عین بہین۔ این است مراتب اہل الیقین۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ[2]

دوام از تصور اسم اللہ ذات ہزاران ہزار تجلیات۔ بر دل زندہ دل روشن و تابان تر شود۔ بی حجاب اللہ بی حجاب روشنی معرفت الٰہی بہ از آفتاب۔ درین مقام عین العیان کشف غیب الغیب ختم تمام بموجب این آیت کریمہ :۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا[3]

با خالق جمعیت انس قرار و از خلق فرار بموجب این آیہ کریمہ :

قَوْلُہٗ تعالیٰ :۔

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ[4]

حدیث

اَلدُّنْیَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُهَا سِهَامٌ اَلْاِنْسَانُ هَدَفٌ وَمَا رَمَاهُ رَبٌّ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ حَتّٰی نَجَی النَّاسُ[5]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :

مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّتُہٗ مَعَ الْخَلْقِ[6]

---

[1] سورہ الشعرآء، ۲۶ : ۸۹ [2] الذٰریٰت، ۵۱ : ۲۱ [3] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱ [4] سورہ الذٰریٰت، ۵۱ : ۵۰

[5] الحدیث [6] الحدیث

ارشاد خداوندی ہے :-

جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا، یہی صراط مستقیم ہے۔ دل کی آنکھیں کھول اور عین کو عین سے دیکھ لے۔ حق الیقین والوں کے یہی مراتب ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور وہ تمہاری جانوں میں ہے، کیا تم اُسے دیکھتے نہیں؟"

اسم اللہ تعالیٰ کے دائمی تصور سے دل پر ہزار ہا تجلیات نازل ہوتی ہیں۔ جن سے دل زندہ، روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حجاب نظر آنے لگتا ہے۔ معرفت الٰہی کی بے حجاب روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔ اس مقام پر سب کچھ عین بعین دکھائی دیتا ہے اور اس آیت کریمہ کے بموجب غیب الغیب تمام منکشف ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور ہم نے آدم علیہ السلام کو ان سب کے نام سکھلا دیئے"۔

جب انسان پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے، تو اُسے اپنے پروردگار کے ساتھ جمعیت، انس اور قرار آتا ہے۔ اور وہ خلقت سے دُور بھاگتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"پس تم اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو"۔

حدیث

"دنیا کمان ہے اور اس کے حادثات تیر ہیں۔ انسان ان تیروں کا ہدف ہے اور رب تعالیٰ ان تیروں کو پھینکتا ہے، تو تم اپنے پروردگار کی طرف بھاگو، تاکہ لوگوں سے نجات پالو"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :-

"جس نے معرفت الٰہی حاصل کر لی، پس اسے خلقت کے ساتھ میل جول سے لذت حاصل نہیں ہوتی"۔

قول حضرت شاہ محی الدینؒ :

اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ ط[1]

از حاضرات اسم اللہ ذات می کشاید ہفت طریق تفسیر آیات ۔ علم و تفسیر آیت وعدہ و علم تفسیر وعید و علم تفسیر آیت قصص الانبیاء و علم تفسیر آیت امر معروف و علم تفسیر آیت نہی من المنکر ۔ و علم تفسیر آیت منسوخ و علم تفسیر آیت ناسخ۔ این جملہ آیات ختم قرآن موافق رحمان مخالف شیطان ۔ ہر کہ ہر یک آیات را تفسیر تحقیق بخواند ، لا یحتاج گردد ۔ و آنچہ گنج فی الدنیا و الآخرۃ از وی ہیچ چیز پوشیدہ نماند ، چنانچہ ۔

اول ، علم گنج کیمیا اکسیر ۔

دوم ، علم گنج دعوت تکثیر ۔

سیوم ، علم گنج تفسیر کہ از تفسیر یافتی اسم اعظم بخواندن اسم اعظم می شود ، روشن ضمیر ۔

چہارم ، علم گنج باتاثیر ۔

پنجم ، علم گنج بر ہر امور ، حاکم امیر ۔

مرشد کامل روز اول از حاضرات اسم اللہ ذات طالب اللہ را سبق می دھد این پنج گنج اکسیر کہ طالب اللہ می شود صاحب نظر ۔ اینست مراتب ازلی متقی تمام احوالات مرتبہ معلوم کند از مردم خاص و عام ۔

○

---

[1] قول سید شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ۔

حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے :-

"کہ اُسے اللہ تعالیٰ سے انس اور غیر اللہ سے وحشت ہوتی ہے۔"

حاضرات اسم اللہ ذات سے تفسیر قرآن کے سات طریقوں کا انکشاف ہوتا ہے :-

۱ - آیت وعدہ کا علم اور اس کی تفسیر -

۲ - آیت وعید کا علم اور اس کی تفسیر -

۳ - آیت قصص الانبیاء کا علم اور اس کی تفسیر -

۴ - آیت ناسخ کا علم اور اس کی تفسیر -

۵ - آیت منسوخ کا علم اور اس کی تفسیر -

۶ - آیت نہی کا علم اور اس کی تفسیر -

۷ - آیت منکر کا علم اور اس کی تفسیر -

ان تمام (سات قسم کی) آیات کا ختم قرآن موافق رحمٰن اور مخالف شیطان ہے۔ جو شخص ہر ایک آیت کو تحقیق کے ساتھ پڑھتا ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا، دنیا اور آخرت کا کوئی خزانہ اُس سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ اس سے حسب ذیل علوم کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ مثلاً :-

۱ - علم گنج کیمیا اکسیر -

۲ - علم گنج دعوت تکسیر -

۳ - علم گنج تفسیر، جس سے اسم اعظم حاصل ہوتا ہے، جس کے پڑھنے سے انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے -

۴ - علم گنج باتاثیر -

۵ - علم گنج : ہر امر پر حاکم امیر -

مرشد کامل پہلے ہی روز حاضرات اسم اللہ ذات سے طالب اللہ کو مندرجہ بالا پانچوں گنج اکسیر کا سبق دیتا ہے، جس سے طالب اللہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔ یہ مراتب ازلی متقی کے ہیں۔ جس سے وہ ہر خاص و عام لوگوں کے تمام احوال و مراتب معلوم کر لیتا ہے -

قَوْلُهٗ تعالیٰ :-

فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[1]

بعد ازان طالب اللہ را تلقین ذکر فکر و تعلیم علم فیض کہ بعلم فیاض فضل نصیب شد از آن روز ازل ۔

بیت

ہر حدیثی آیتی زآن بشنوی مرد عارف آن بود حاضر نبیؐ

بدانکہ از رجعت نفس و معصیت شیطان و حوادث خلق باخبر باش۔ عالم را آفات و رجعت طمع است۔ و فقیر را آفات رجعت رجوعات خلق است۔ مرید شدن بادشاہ و امراء نفس در آید با انا ہوا باز دارد از معرفت قرب خدا۔ و اہل دنیا را آفات رجعت بخل است ۔

باب دوم

شرح توجہ مرشد باطالب

بدانکہ توجہ بر سہ قسم است۔ توجۂ ذکر فکر۔ توجۂ مذکور۔ توجۂ حضور۔ توجۂ ذکر فکر مثل عوام، چنانچہ از مؤکلان فرشتگان پیغام ۔

[1] سورہ البقرہ، ۲: ۲ - ۳

ارشادِ خداوندی ہے:۔
"اس میں اُن متقی لوگوں کے لیے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔
بعد ازاں طالب اللہ کو ذکر و فکر کی تلقین کرتا ہے، اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے، کیونکہ علم فیاض سے پہلے دن سے ہی فضیلت نصیب ہوتی ہے۔

بیت

تُو ہر آیت اور حدیث اُن سے سُنتا ہے۔ مرد عارف اس کو سُن کر دربار رسالتؐ میں حاضر ہو جاتا ہے۔
(اے طالب صادق!) جان لے! تُو رجعت نفس، معصیت شیطان اور حوادث خلق سے باخبر ہو جا۔ عالم کو آفات اور رجعت لالچ سے ہوتی ہے۔ اور فقیر کے لیے آفات و رجعت رجوعات خلق سے ہوتی ہے۔ جب کوئی بادشاہ یا اس کے امراء کسی فقیر کے مرید ہو جاتے ہیں، تو فقیر کا نفس انانیت و ہوا و ہوس میں آجاتا ہے، جو معرفت الٰہی اور قرب خداوندی سے باز رکھتا ہے۔ دنیاداروں کے لیے آفات و رجعت (سراسر) بخل ہے۔

باب دوم

شرح توجّہ

مرشد کا طالب کو توجّہ دینا

اے طالب (اچھی طرح) جان لے کہ توجہ کی تین اقسام ہیں۔
(۱) توجۂ ذکر و فکر (۲) توجۂ مذکور (۳) توجہ حضور
ذکر و فکر کی توجہ عوام کے لیے ہے، جس میں مؤکلوں اور فرشتوں سے پیغام ملتا ہے۔

و توجہ مذکور کہ از شہرگ نزدیک تر الہام، این ہم حجاب است تمام۔
و توجہ حضور مثل صورت نورؒ، با جواب صواب در یکدم ہزاران ہزار آورد برد آن جواب صواب۔ توجہ نور از حضور۔ پس بغیر از توجہ مرشد کامل اگر طالب تمام عمر بریاضت مثل موی باریک واز بسیاری عبادت مثل پشت کوزہ گردد، از رنج و محنت ہیچ سود ندارد۔ واز ریاضت ہزاران ہزار بہتر است توجہ مرشد کامل یکبار۔

توجہ حضور از کدام چیز حاصل شود؟ ازانکہ توجہ بتصور اسم اللہ ذات۔ پس آن توجہ کہ از ذات است، توفیق تصرف از توحید معرفت ذات است کہ اصل اُو بر وصل است و وصل بر اصل است۔ کسی را کہ وصل واصل یکی گردد، آن ذات یکتا شود۔ مثل چنانچہ عارف خدا نہ خدا و نہ از خدا جدا۔ پس این را حضور الحق گویند یعنی در حقیقت تحقیق و در معرفت صاحب توفیق۔ و در ذکر قلب اُو قلزم و دریای عمیق۔ این تصرف را چہ دانند اہل مردہ دل زندیق یعنی در قید نفس بزوال، بی خبر از باطن الٰہی معرفت وصال۔ توجہ آنرا گویند کہ ہر دو جہان را کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم را در توجہ باطنی طی کند۔ طالبان را از توجہ طی بکشاید و می نماید۔ این را توجہ موجہات۔ در قید اُو شش جہات اہل ذات است توجہ را چہ دانستہ ای؟ اصل توجہ از نفس ترک است۔ فرحت روح۔ فنا فی اللہ غرق است۔ مطالعہ لوح محفوظ یک سطر از حرف دل ورق است از مردم عوام فرق است این توجہ را فیض بخش عوام گویند۔

اور توجہ مذکور کہ جس میں الہام شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، بمنزلہ حجاب تمام ہے۔

اور حضور کی توجہ صورت نور کی مانند ہے۔ اس توجہ سے ایک دم میں ہزاروں ہزار جواب باصواب کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ توجہ نور حضور خداوندی سے ہوتی ہے۔

پس مرشد کامل کی توجہ کے بغیر اگر طالب ریاضت کر کے بال کی طرح باریک ہو جائے اور عبادت کی کثرت سے اس کی پیٹھ بھی کبڑی ہو جائے۔ ایسی محنت شاقہ اور رنج سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور ہزاروں ہزار قسم کی ریاضت سے مرشد کامل کی ایک بار کی توجہ بہتر ہے۔

توجہ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ تو جان لو! کہ توجہ حضور اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔ پس وہ توجہ جو ذات سے متعلق ہے، تصرف کی توفیق، معرفت خداوندی اور توحید باری سے نصیب ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد وصل پر ہے۔ جس کی اصل اور وصل ایک ہو جاتی ہے، وہ ذات خداوندی کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ عارف گو خدا نہیں ہوتا مگر وہ خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔ پس اسی حالت کو ہی حضور الحق کہتے ہیں یعنی حقیقت میں وہ صاحب تحقیق ہوتا ہے۔ اور معرفت میں صاحب توفیق ہوتا ہے۔ اور حالت ذکر میں اس کا قلب قلزم اور گہرا سمندر ہوتا ہے۔ اس قسم کے تصرف کو مردہ دل اور بے دین کیا جانیں، جو نفسانی قید میں گرفتار ہیں اور زوال پذیر باطن میں معرفت وصال الٰہی سے بے خبر ہیں۔ توجہ اس کو کہتے ہیں کہ دونوں جہان کی اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کو توجہ باطنی سے طے کر لے۔ طالبوں کو (مرشد کامل) اپنی (باطنی) توجہ سے طے کی راہ کھول دیتا ہے اور دکھلا دیتا ہے۔ اس کو توجہ موجہات کہتے ہیں، جس کی قید میں اہل ذات کی چھ اطراف ہوتی ہیں۔ اے طالب حقیقی! تو توجہ کو کیا جانتا ہے؟ توجہ کی اصل نفس کو ترک کرنا ہے۔ اس سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ ایسا شخص فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ لوح محفوظ کا مطالعہ دل کے کاغذ کے حرف کی ایک سطر بن جاتا ہے۔ جس میں عام لوگوں سے علیحدگی ہو جاتی ہے۔ اس توجہ کو عوام فیض بخش کہتے ہیں۔

مصنفؒ میگوید کہ بغیر از قاعدہ توجہ طالب بحق متوجہ نشود۔ مرشد کامل خواہد کہ طالب اللہ را بہر مقام توجہ بتوجہ طی کناند۔ اوّل صورت طالب بہ تصور جہ در تصور تصرّف خود در آرد۔ در نفی لَآ اِلٰہَ فنا کند۔ چون در نفی لَآ اِلٰہَ صورت نفس از طالب در لَآ اِلٰہَ فنا شد۔ بعد ازان در تصور صورت طالب بتصرّف آوردہ باثبات اِلَّا اللہُ بردہ قلب و روح زندہ گرداند کہ پردۂ حواس خمسہ باطنی بکشاید و اوصاف ذمیمہ برخیزد۔ و از طالب ہیچ چیز پوشیدہ نماند۔ دوام در معرفت اللہ۔ بعد ازان صورت طالب بتوجہ در تصرّف آرد و در مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم می برد۔ حضور مشرّف گرداند و منصب بدہاند۔ طالب لایحتاج گردد۔ بہ ہیچ کس محتاج نماند۔ امّا اصل توجہ آنست کہ در یکدم صد مقام ذکر۔ و در ہر یک مقام ہزار ہزار بیشمار چنانچہ قطرات مطرات می بارد مقام اینست کہ ہر یک طی کنانده بسلامتی از ہر بلیات نفسانی و شیطانی بگذراند۔ وَمَنْ دَخَلَہٗ كَانَ اٰمِنًا[1] برساند مقام اینست توجہ معنی دارد وجہ روی است و ت درمیان پردہ از پردہ بردارند۔ ہر کار را رو برو آورند وجہ با وجہ رُو یار و مشاہدہ با مشاہدہ۔

توجہ سہ قسم است۔ توجہ مخنث، توجہ دنیا از برای دنیا، توجہ مؤنث از برای عقبیٰ، توجہ طالب عقبیٰ توجہ مذکر مرد طالب مولیٰ از برای مولیٰ اعلیٰ و اولیٰ۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَكَّرٌ[2]

---

[1] سورہ آل عمران، ۳: ۹۷ [2] الحدیث

مصنف کتاب (فقیر باہوؒ) کہتے ہیں کہ مرشد کو چاہیے کہ وہ توجہ کے قاعدہ کے بغیر طالب حق کی طرف متوجہ نہ ہو۔ جب مرشد کامل چاہتا ہے کہ وہ طالب اللہ کو ہر مقام توجہ متوجہ طے کروائے، تو اول طالب کی صورت کو اپنے تصور تصرف میں لاتا ہے۔ اور لاَ اِلٰہ کی نفی میں فنا کرتا ہے۔ جب لاَ اِلٰہ کی نفی میں طالب کے نفس کی صورت فنا ہو جاتی ہے، تو بعد ازاں طالب کی صورت کو تصور تصرف میں لا کر اِلاَّ اللہ کے اثبات میں لے جاتا ہے۔ جس سے طالب کا قلب اور روح زندہ ہو جاتے ہیں۔ حواس خمسہ باطنی کا پردہ کھل جاتا ہے۔ اور صفات بد زائل ہو جاتی ہیں۔ اور طالب اللہ سے کوئی چیز ڈھکی چھپی نہیں رہتی۔ وہ ہمیشہ معرفت الٰہی میں (مستغرق) رہتا ہے۔ بعد ازاں (مرشد کامل) طالب کی صورت کو توجہ سے تصرف میں لا کر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے جاتا ہے۔ حضوری سے مشرف کر کے منصب دلوا دیتا ہے۔ جس سے طالب لایحتاج ہو جاتا ہے۔ وہ کسی شخص کا محتاج نہیں رہتا لیکن اصل توجہ یہ ہے کہ ایک ہی لحظہ میں ذکر کر کے سینکڑوں مقام اور ہر ایک مقام میں ہزاروں لاکھوں، بلکہ بارش کے قطرات کی مانند بیشمار (مقامات) برسنے لگیں۔ مرشد کامل کا مقام یہ ہے کہ وہ ان مقامات میں سے ہر مقام کو سلامتی سے طے کرا لیتا ہے اور ہر قسم کی نفسانی اور شیطانی مصائب و آلام سے گزار دیتا ہے۔ اور وہ جو اس (حرم کعبہ) میں داخل ہوا، وہ امن میں داخل ہو گیا" کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ توجہ کے بھی یہی معنی ہیں کہ جو پردہ درمیان میں حائل ہو، اسے دور کر کے ہر کام کو سامنے لائیں۔ چنانچہ ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ سکیں۔ اور مشاہدہ با مشاہدہ ہو۔

توجہ کی تین اقسام ہیں:۔

۱۔ توجہ مخنث: جو دنیا کے حصول کے لیے کی جاتی ہے۔

۲۔ توجہ مؤنث: جو عقبیٰ کو پانے کے لیے کی جاتی ہے۔

۳۔ توجہ مذکر: جو طالب مرد اپنے اعلیٰ و اولیٰ مولیٰ کے لیے کرتا ہے۔

حدیث

"طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور طالب مولیٰ مذکر ہے"۔

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَلَهُ الدُّنْیَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَلَهُ الْعُقْبٰی
وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلُّ ط

پس کل کلید است۔ ہر کہ بتوجہ کلید نرسد، از اہل تقلید است، بی خبر از
توحید، مشاہد با مشاہدہ۔ نور با نور، حضور با حضور۔

ابیات

بدریای محبت راچہ آرائی خطاب   چون حباب از خود تہی شد گشت آب
ہر یکی از قطرہ یا بد من بدریا یافتم   چون ہمین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم

شرح مقامات

مقام علم و مقام بخش و مقام عطاء و مقام معرفت و مقام فضل و مقام قرب و مقام ذکر و مقام فکر و مقام فیض، و مقام قبض، و مقام بسط و مقام قوت و مقام توفیق و مقام شوق، و مقام ذوق، و مقام ترک و مقام توکل، و مقام مجاہدہ و مقام مشاہدہ، و مقام غرق و مقام حضور، و مقام توحید، و مقام الہام، و مقام دلیل، و مقام وہم، و مقام اوہام و مقام خیال و مقام وصال و مقام محمود و مقام حال و مقام ماضی و مقام مستقبل و مقام خلق، مقام سکوت، مقام ناسوت و مقام ملکوت و مقام جبروت مقام لاہوت و مقام حیرت، و مقام عبرت و مقام سودا و مقام سویدا و مقام ہویدا و مقام قلب و مقام وجد و مقام نور و مقام صدق و مقام جوہر الانفاس و مقام کنزرہ بنای اسلام و مقام طاعت و مقام ولایت و مقام عنایت و مقام غنایت و مقام مراقبہ و مقام محاسبہ و مقام مکاشفہ و مقام کرامت و مقام باللہ و مقام بقا باللہ و مقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مقام تجلی روح و مقام سر و مقام تمثل و مقام خفی و مقام طلب و مقام محبت و مقام مدنظر

جو دنیا کا طالب ہے، اس کے لیے دنیا ہے اور جس نے عاقبت کو چاہا، اسے عاقبت مل گئی۔ اور جس نے حق تعالیٰ کو چاہا، اس کو سب کچھ مل گیا۔
پس یہ (اسم اللہ ذات کی توجہ) ان سب کی کلید ہے۔ جو کوئی توجہ سے اس کلید کو حاصل نہیں کرتا، وہ اہل تقلید ہے۔ وہ توحید، مشاہدہ با مشاہدہ، نور با نور، حضور با حضور سے بے خبر ہے۔

ابیات

تو محبت کے دریا کو خطاب سے کیسے آراستہ کر سکتا ہے۔ جب بلبلہ خود سے خالی ہوگا، تو پانی بن جائے گا۔
جوابِ مصنفؒ:۔
ہر شخص (معرفت کا ایک) قطرہ پاتا ہے۔ میں نے دریائے معرفت پالیا۔
جب میں نے عین دریا پالیا۔ پھر خود کو اس دریا میں گم کر دیا۔

شرح مقامات

مقام علم، مقام بخشش، مقام عطا، مقام معرفت، مقام فضل، مقام قرب، مقام ذکر، مقام فکر، مقام فیض، مقام قبض، مقام بسط، مقام قوت، مقام توفیق، مقام شوق، مقام ذوق، مقام ترک، مقام توکل، مقام مجاہدہ، مقام مشاہدہ، مقام غرق، مقام حضور، مقام توحید، مقام الہام، مقام دلیل، مقام وہم، مقام اوہام، مقام خیال، مقام وصال، مقام محمود، مقام حال، مقام ماضی، مقام مستقبل، مقام خلق، مقام سکوت، مقام ناسوت، مقام ملکوت، مقام جبروت، مقام لاہوت، مقام حیرت، مقام عبرت، مقام سودا، مقام سویدا، مقام ہویدا، مقام قلب، مقام وجد، مقام نور، مقام صدق، مقام جواہر الانفاس، مقام کنزرہ بنائے اسلام، مقام طاعت، مقام ولایت، مقام عنایت، مقام غنایت، مقام مراقبہ، مقام محاسبہ، مقام مکاشفہ، مقام کرامت، مقام باللہ، مقام بقا باللہ، مقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، مقام تجلی روح، مقام سرّ، مقام تمثل، مقام خفی، مقام طلب، مقام محبت، مقام مدّنظر

اللہ منظور کہ نظر اللہ بر قلب است نہ بر وجود الیشان کہ اہل کلب است جیفہ طلب است نجس نجاست بعقل شیطانی منصوبہ اہل فراست۔ مقام استقامت، مقام تجرید و مقام تفرید و مقام مفتوح و مقام رجا، و مقام خوف و مقام تصور و مقام تصرف۔ این مقام جملہ مجموعہ جمعبندی دفاتر حق فنا فی اللہ مطلق۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1]

ہر کہ این ہر یک مقام را طالب تحقیق طی کرد، ہنوز خام است۔ مرشد او نامرد، از برای آنکہ یک رابیک تصوبہ توجہ یکتا چرا نکرد۔ آن خام را مرشد نخوانند۔ طالب عاجز ہمہ در استوار جان دادن طیار است۔ اگر مرشد کامل معرفت بخشیدہ پروردگار ہشیار است۔ مرشد ناقص راہزن شیطان است کہ طالب او محتاج پریشان است۔ فقیر ہر چہ گوید از روی حساب نہ از روی حسد۔ اَلْحَقُّ مُرٌّ واقع است۔ ہر کہ شود تلخ انسان نشود۔ مرتبۂ او ملخ۔ اگر ملخ بر ہوا پرد، ملخ و مگس مرتبۂ شہباز نیابد۔

مرشدیکہ منتہی نظار است، آنرا توجہ از برای طالبان چہ درکار است۔ بدست برد حضور سپرد۔ ہر کہ دوام حضور است، حضور کردن طالبان آنرا چہ مشکل و چہ دور است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

غرق را غم نیست فی اللہ غار دل   خلق را وہم است قالب زیر گل

---

[1] مرغوب القلوب، انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ

منظور۔ (جو ان مقامات کے حامل ہیں)، ان کی نظر قلب پر ہوتی ہے، نہ کہ وجود پر ہوتی ہے۔ اہل فراست اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے شیطانی منصوبہ بندی کرتے ہیں، وہ اہل کلب مردار اور نجس دنیا کی طلب میں ہوتے ہیں۔ (جو مقامات اوپر بیان ہوئے)، ان کے علاوہ کچھ مزید مقامات بھی ہیں، جو انفرادیت کے حامل ہیں، مثلاً مقام استقامت، مقام تجرید تفرید، مقام مفتوح، مقام رجا، مقام خوف، مقام تصور، مقام تصرف۔

یہ جملہ مقامات کا مجموعہ حق تعالیٰ کے دفتر ہیں، جس سے مطلق فنا فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہ خدا ہی ہوتا ہے۔"

جو طالب تحقیق ان مقامات کو جو اوپر مذکور ہوئے، ایک ایک کر کے طے بھی کرلے، پھر بھی وہ ابھی خام اور ادھورا ہے۔ اس کا مرشد نامرد ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ مرشد ایک ہی تصور اور ایک ہی توجہ سے (طالب) کو کیوں یکتا نہیں کر دیتا۔ ایسے خام کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ طالب بیچارہ تو ہمہ تن طلب میں جان دینے کے لیے بھی تیار ہے۔ اگر مرشد کامل ہوشیار ہے، تو وہ معرفت خداوندی طالب کو بخش دیتا ہے۔ اور اگر مرشد ناقص ہے، تو وہ گویا شیطان کی مانند راہزن ہے، جس کا طالب ہمیشہ محتاج اور پریشان رہتا ہے۔ فقیر جو کچھ بھی کہہ رہا ہے، حساب کی رُو سے کہہ رہا ہے، نہ کہ حسد کی وجہ سے۔ مثل مشہور ہے کہ حق بات کڑوی ہوتی ہے، جو کہ کڑوا ہو جاتا ہے، وہ انسان نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص کا مرتبہ ٹڈی کے برابر ہے، اگر ٹڈی ہوا میں اڑے، پھر بھی ٹڈی اور مکھی کو شہباز کا مرتبہ حاصل نہیں ہو جاتا۔ جو مرشد منتہی نظارہ کرنے والا ہے، اسے طالبوں کو توجہ دینے کی کیا ضرورت ہے، بلکہ وہ تو طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضور کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو کہ خود دائم حضوری ہے۔ اس کے لیے طالبوں کو حضوری میں لے جانا کیا مشکل اور بعید ہے۔ اللہ ماسوائے اللہ ہوس۔

بیت

صاحب غرق کو کچھ غم نہیں ہے، کیونکہ اس کا دل فنا فی اللہ ہے۔

(اور) مخلوق کو (یہ) وہم ہے کہ اس کا جسم (قبر میں) مٹی کے نیچے (دبا ہوا) ہے۔

از غایت تصور اسم اللہ ذات چون اسم اللہ ذات از سرتا قدم قلب قالب را می شود غالب، اسم تمام جسم را در قبض تصرّف خود کند۔ خساست، نفسانیت، کثافت جامۂ کثیف از وجود ازلیعہ عناصر برخیزد۔ و نیک خوی روحانیت پیدا و ہویدا گردد۔ نور تصور اسم ذات و نور معرفت الٰہی مشاہدۂ ذات و از نور محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرور کائنات و نور فنا فی الشیخ درجات موافق نص، حدیث، آیات۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيۡتَ[1]

دم از دم زندگی مدام ابد الآباد تمام۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ[2]

چون روح اعظم در وجود معظّم آمد و گفت: یا اللہ! تا قیامت برخیزد، ہنوز ماہیت انتہا، باسم اللہ ذات نرسیدہ باشد۔

پس معلوم شد کہ این چنین وجود نور را بہر حال و احوال و قال و افعال و اعمال معرفت، قرب، وصال از حضور است۔ چون نفس مطمئنہ تزکیہ نور گردد لباس قلب پوشد و قلب نور لباس نور پوشد و روح نور لباس سرّ پوشد و سرّ نور لباس اسرار پوشد، چون مجموعہ یکی نور گردد، در وجود صورت نور پیدا می شود کہ آنرا محض مطلق توحید توفیق الٰہی می گویند۔

عجب دارم ازان طائفہ احمق قوم کہ با تفکر تقلید، بی خبر از باطن معرفت الٰہی توحید دل را بدم لبستہ طرف چپ دل بگردانند

[1] سورۃ الکہف ۱۸: ۲۴
[2] سورۃ الحجر ۱۵: ۲۹

اسم اللہ ذات کے تصور کی کثرت سے جب اسم اللہ ذات سر سے قدم تک قلب قالب پر غالب آجاتا ہے، تو اسم تمام جسم کو اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ اس سے خباثت، نفسانیت اور جامۂ کثیف کی کثافت اربعہ عناصر کے وجود سے دور ہو جاتی ہے۔ اور نیک عادات اور روحانیت کا ظہور ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات کے نور سے معرفت الٰہی کے نور کا مشاہدۂ ذات ہونے لگتا ہے۔ نور محمدی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نور فنا فی الشیخ کے تصور سے (طالب اللہ کو) نص، حدیث اور آیات کے مطابق (اعلیٰ) درجات نصیب ہو جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تو بھول جائے۔"

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اس (آدمؑ) میں میں نے اپنی روح پھونکی۔"

ایسا کرنے سے جو سانس (تصور اسم اللہ ذات) سے لیا جاتا ہے۔ اس سے ابد الآباد کی دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ جب روح اعظم نے وجود معظم میں آکر یا اللہ کہا، تو چاہے (طالب اللہ) قیامت تک ذکر الٰہی کرتا رہے۔ تو بھی اسم اللہ ذات کی انتہائی ماہیت کو نہیں پہنچ سکتا۔

پس معلوم ہوا کہ اس قسم کے وجود نور کو ہر حال، احوال، قال، افعال و اعمال میں معرفت، قرب، اور وصال حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔ جب نفس کا تزکیہ ہو کر وہ نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ تو وہ نور بن جاتا ہے۔ اور وہ پھر قلب کا لباس پہن لیتا ہے۔ اور نوری قلب نوری لباس پہن لیتا ہے اور نوری روح سر کا لباس پہن لیتی ہے اور نوری سر اسرار کا لباس پہن لیتی ہے۔ جب سب مل کر ایک نور بن جاتے ہیں ; تو وجود میں نور کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، جسے محض توحید مطلق اور توفیق الٰہی کہتے ہیں۔

مجھے ان احمق اور ناداں لوگوں پر تعجب آتا ہے۔ جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں، وہ باطنی معرفت الٰہی اور توحید سے بے خبر ہیں۔ وہ دل کو دم کے ساتھ بند کر کے

ومی گویند این مقام قلب است۔ کلب را قلب دانند و می گویند این ذکر حبس است و ذکر حبس بحضوری مشاهده تعلق دارد۔ و شرح ایشان را ذکر حبس نیست، عبث است و باز دل را بدم لبسته جانب راست می گردانند و می گویند این مقام روح است و بی خبر است از مقام روح۔ ذکر روح مثل دریای طوفان نوحؑ است۔ در آن کشتی شوق است که از عرش فوق است۔ و در سر دماغ می گویند که ذکر خفی است و یخفیٰ است و قربانی است و سلطانی است۔ ایشان بی خبر از ذکر سلطانی۔

طالب دنیا متفق وسوسه واہمات خطرات خناس خرطوم در قید شیطانی است۔

ذکر اللہ، ذکر للہ، ذکر لہٗ، ذکر ہُو، ذکر سرّ ہُو، ذکر ہُوَ الحقُّ، ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔
جملہ ذکر ہفت است۔

ازین ہفت ذکر از ہر یک ذکر ہفتاد لکھ و سی۳۰ و سہ۳ ہزار ذکر بکشاید۔ بلکہ ذکر اللہ بسیار بےشمار است کہ در تحریر قلم و تقریر زبان زیادہ تر است کلمات ربانی ذکر اسم اللہ۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :۔

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا[1]

---

[1] سورہ الکہف، ۱۸ : ۱۰۹

اسے بائیں جانب پھرا کر کہتے ہیں کہ یہ دل کا مقام ہے۔ وہ کلب (کتے) کو قلب یعنی دل سمجھے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر حبس ہے۔ ذکر حبس تو حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کا اس طرح شرح کے ساتھ ذکر کرنا حبس نہیں، بلکہ فضول اور بے فائدہ ہے۔ اور پھر دم کو بند کر کے دل کو دائیں طرف پھرلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ روح کا مقام ہے۔ اور وہ مقام روح سے بیخبر ہیں۔ ذکر روح تو حضرت نوح علیہ السّلام کے طوفان کی مانند ہوتا ہے۔ جس میں شوق کی کشتی عرش سے اوپر تیرتی ہے۔ وہ (دم کو) سر دماغ میں بند کر کے کہتے ہیں کہ یہ ذکر خفی ہے اور یخفیٰ اور سلطانی ہے، حالانکہ وہ ذکر سلطانی اجسے دوسرے معنوں میں سلطان الاذکار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اسے بیخبر ہیں۔

وہ طالب دنیا وساوس، توہمات، خطرات، خنّاس و خرطوم سے متفق اور شیطان کی قید میں ہیں۔

تمام ذکر سات قسم کے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا ذکر: ذکر اللہ

دوسرا ذکر: ذکر للہ

تیسرا ذکر: ذکر لہٗ

چوتھا ذکر: ذکر ھُو

پانچواں ذکر: ذکر سرِ ھُو

چھٹا ذکر: ذکر ھُوالحق

ساتواں ذکر: ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ان سات ذکروں میں سے ہر ایک ذکر سے ستر لاکھ تیس ہزار ذکر کھل جاتے ہیں، بلکہ ذکر اللہ بہت اور بیشمار ہیں، جو تحریر و تقریر میں نہیں آسکتے۔ ذکر اسم اللہ ذات کے لیے کلمات ربانی بے انتہا اور بے حساب ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"فرما دیجئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میرے رب کے کلمات تحریر کرنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں، سمندر خشک ہوجائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور

این مجموعه اذکار بتوجه تصور تصرف توحید حاضرات اسم اللہ ذات سروری قادری جامع مرشد کامل روز اول سبق می دھد۔ طالب قادری با اخلاص خواند۔ آنچه جز کل مقامات گنج درجات مخفی و پوشیده نماند۔ و ہر طریقھا را انتہا بابتدای قادری ہرگز نمی رسد، اگرچه کسی بریاضت سر بسنگ زند۔ و دیگر طریقہ ہا مثل چراغ است باد نفسانی و باد زن آفات شیطانی و باد بلای دنیا پریشانی چراغ را کشته گردانی۔ و طریقۂ قادری مثل آفتاب روشن تر ابد الآباد خوف ندارد از زمانه باد۔ و اگر کسی از طریقہ بگوید۔

بیت

اگر گیتی سراسر باد گیرد | چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

جواب مصنفؒ :-

چراغی را چه حاجت آفتابم | چراغش را بتابش کشته سازم

و اگر کسی از طریقہ ہا می گوید :-

بیت

چراغی را که ایزد بر فروزد | ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

✿

جواب مصنفؒ :-

مرا داده است ایزد این بقوت | که ریشی نگہدارم با فتوت

ہر آنکس را که خواہم می نوازم | ہر آنکس را که خواہم جان ببازم

✿

سمندر ہی کیوں نہ آجائیں۔
ان تمام اذکار کا سبق جامع مرشد کامل سروری قادری اسم اللہ ذات کے تصور، تصرف، توجہ، توحید اور حاضرات سے طالب کو پہلے ہی روز دے دیتا ہے۔ طالب قادری جب اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے، تو اس پر کل و جز مقامات کے خزانے اور درجات مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتے۔ ہر دوسرے طریقہ کی انتہا بھی قادری طریقہ کی ابتدا کی ہرگز برابری نہیں کر سکتی، خواہ وہ (ساری عمر) ریاضت میں پتھر پر سر مارتا رہے۔ دیگر تمام طریقے چراغ کی طرح ہیں، جسے نفسانی (خواہشات) کی ہوا، آفات شیطانی کی ہوا اور بلائے دنیا پریشانی کی ہوا بجھا سکتی ہے، لیکن قادری طریقہ سورج کی طرح منور ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر روشن ہے، جسے ابد الآباد تک مخالف ہواؤں کا کوئی ڈر نہیں۔ اور اگر کوئی شخص دیگر طریقوں کے بارے میں یہ کہے کہ:۔

بیت

مقبول لوگوں کا چراغ کبھی نہیں بجھتا، اگرچہ تمام زمانہ سراسر ہوا (طوفان) ہو جائے۔

جوابِ مصنفؒ:۔

مجھے چراغ کی کیا ضرورت، میں تو سورج ہوں، میں اس کے چراغ کو اپنی نورانی چمک سے گل کر دوں گا۔

اور اگر کوئی شخص دوسرے طریقوں کے متعلق یہ کہتا ہے:۔

بیت

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کر دے۔ ہر وہ شخص جو اس کو پھونک مار کر گل کرنا چاہے۔ تو اس کی داڑھی جل جاتی ہے۔

جوابِ مصنفؒ:۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ قوت دی ہے کہ میں ریشم کو اپنی جوانمردی سے محفوظ رکھتا ہوں۔

میں جس کو چاہتا ہوں نواز دیتا ہوں جس سے چاہتا ہوں جان کی بازی لگوا دیتا ہوں۔

وانتہاء طریقہ طالب مرید قادری از ذکر مذکور الہام بگذرد غرق فنا فی اللہ فی التوحید نور شود۔

ابیات

ذکر را بگذار و بگذر از قلب — تا ترا حاصل شود توحید رب
قادری را این مراتب باحضور — قادری خاص است خاص الخاص نور
شد مریدم قادری روزش اوّل — این طریقہ فیض رحمت حق فضل
ہر کہ منکر زین طریقہ روسیاہ — رافضی زندیق شد دشمن اللہ
باھُوؒ قادری را می شناسد بانظر — ہمچو زرگر می شناسد سیم و زر

○

عجب دارم ازان قوم احمق کہ می گویند دین و دنیا ہردو من عطا است۔ این ہم فکر فریب حیلہ شیطانی از سر نفس ہوا است۔ و دین دنیا ہردو عطا بخش قوت قادری قدیر کہ حاکم ہر دو جہان امیر کہ:۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط [1]

در تصرف او و تصرف او گنج خزائن اللہ غیبی۔ بی جستجو از غنایت ہدایت ولایت غنایت دل غنی۔ و دوام حاضر مجلس نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم۔ این چنین مراتب قادری را چہ داند از اہل تنقی۔

○

---

[1] سورہ آل عمران، ۳: ۹۲

طریقۂ قادری کے طالب مرید کی انتہا یہ ہے کہ وہ ذکر، مذکور اور الہام سے گزر کر فنا فی اللہ فی التوحید میں غرق ہو کر نور بن جاتا ہے۔

ابیات

ذکر اور دلی ذکر دونوں سے گزر جا۔ تاکہ تجھ کو توحید رب حاصل ہو جائے۔

قادری کو یہ مراتب حضوری سے حاصل ہوتے ہیں۔ قادری خواصوں میں سے بھی خاص الخاص نورانی ہوتا ہے۔

میں روز ازل سے ہی قادری کا مرید ہو گیا تھا۔ یہ رحمت کے فیض کا طریقہ ہے۔ اس میں اللہ کا فضل شامل حال ہے۔

جو کوئی اس طریقہ کا منکر ہے، وہ روسیاہ ہے۔ وہ رافضی ہے، دل کا کافر اور خدا کا دشمن ہے۔

باہو قادری کو ایک نظر سے شناخت کر لیتا ہے۔ جس طرح زرگر سونے چاندی کو (پہلی نظر میں) پرکھ لیتا ہے۔

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو کہتے ہیں کہ مجھے دنیا اور دین دونوں عطا ہوئے ہیں۔ یہ بھی شیطانی مکر و فریب اور حیلہ ہے، جو نفسانی خواہشات کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ اور دین و دنیا ہر دو کی عطا و بخشش کی قوت قادری قدیر کو نصیب ہوتی ہے، جو ہر دو جہاں کا حاکم اور امیر ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کر سکو گے، جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے۔"

اس (قادری) کے تصرف میں اللہ تعالیٰ کے تمام غیبی خزانے ہوتے ہیں۔ بے جستجو عنایت سے ہدایت، ولایت اور غنایت سے دل غنی ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر رہتا ہے۔ بدبخت لوگ قادری کے ان مراتب کو کیا جانیں؟

○

ابیات

فقر گنج از گنج گنجی بی شمار
فقر با اخلاص صدق و اعتبار

فقر رحمت راز وحدت نور حق
در حکم فقر شش بود جملہ خلق

فقر را عاجز مبین مفلس حقیر
نظر فقر شش کیمیا روشن ضمیر

باہوؒ فقر نفس را رسوا کند بہر از گدا
مالک الملکی فقر بہر از خدا

○

قولہٗ تعالیٰ :-
وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰٓی اَمْرِہٖ[1]

○

بدانکہ فقر سہ حرف است۔ از حرف فؔ فاالفقر فناء النفس، نہ در وجود ہوا ماند و نہ ہوس۔ از حرف قؔ قالب قلب پر نور اللہ۔ از حرف رؔ رحمت نزدیک اللہ تعالیٰ۔ از حرف فؔ فرو فردانیت غرق مع اللہ فنا فی اللہ۔ از حرف قؔ قرب قوت قدرت جمعیت۔ از حرف رؔ راز قلب سلیم، ہر کہ قدم در فقر اندازد، از فقر فیض روشنی برد و بار فقر بر داشتہ نتواند، میل رجوع بسوی دنیا کند و از فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بازگشت خورد۔ از حرف فؔ فضیحت فتنہ مراتب فرعون۔ و از حرف قؔ قہر خدا مراتب قارون۔ و از حرف رؔ ردّ و مراتب راندہ ابلیس خبیث۔

اول مرشد کامل طالب اللہ را سہ مراتب بخشد، آشنائی فقر، استقامت بہ

---

[1] سورہ یوسف، ۱۲ : ۲۱

ابیات

بیشمار خزانوں میں سے فقر ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ فقر اخلاص، صدق دل اور با اعتبار ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

فقر اللہ کی رحمت وحدت کا راز اور حق کا نور ہے۔ تمام مخلوق ایسے فقر کے حکم کے تحت ہوتی ہے۔

فقر کو عاجز مت جان اور نہ ہی اسے مفلس اور حقیر جان۔ اس کے فقر کی نظر روشنضمیر لوگوں کے لیے کیمیا ہے۔

اے باہوؒ! فقر نفس کو ذلیل کرتا ہے۔ وہ گداگری کروا کر اور فقر خدا کے لیے تمام جہانوں کا مالک بناتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور اللہ کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے۔"

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ حرف ف سے مراد فنائے نفس ہے۔ نہ وجود میں نفسانی خواہشات رہیں اور نہ ہی ہوس رہے۔ حرف ق سے (فقیر کا) قلب قالب اللہ تعالیٰ کے نور سے پُر ہو جائے۔ حرف ر سے (فقیر) رحمت الٰہی کے قریب ہو جائے۔ حرف ف سے (فقیر) فرد، فردانیت، غرق مع اللہ۔ فنا فی اللہ ہو جائے۔ حرف ق سے قرب، قوت، قدرت اور جمعیت حاصل ہو جائے۔ حرف ر سے قلب سلیم کے راز حاصل ہوں۔ جو کوئی راہ فقر میں قدم رکھتا ہے۔ اُسے فقر سے روشنی کا فیض پہنچتا ہے۔ جو کوئی فقر کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ وہ دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجعت کھا جاتا ہے یعنی منقطع ہو جاتا ہے۔ اسے حرف ف سے فضیحت، فتنہ اور فرعونی مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اور حرف ق سے وہ قہر خداوندی اور مراتب قارونی پا لیتا ہے۔ اور حرف ر سے ردّ ہو کر راندۂ درگاہ ابلیس خبیث کے مراتب حاصل کرتا ہے۔

اوّل مرشد کامل طالب اللہ کو تین مراتب بخشتا ہے :-

از کرامت۔

دوم مشفق لشوق لذّت خدا روح در فرحت نفس فنا۔

سیوم مراتب یگانہ باحق خالق کہ یگانہ خلق از دنیا واہلِ دنیا مُردہ۔ بلکہ طالب مولیٰ از دنیا جیفہ برای گندہ مُردار چنان بدبوئی وگندگی می آید کہ از خود بخود طالب از دنیا واہل دنیا فرار خورد۔ اگر کسی طالب اللہ را ہفت اقلیم بادشاہی و ملک سلیمانی اختیار نکند۔ بعد ازان معلوم شود کہ فقیر است۔

باید دانست کہ فقیر کامل ہم صحبت و ہم سخن بمردم عوام ذکر مذکور و باطن روحانی حضور۔ چون فقیر لب از برای سخن بجنباند ظاہر مردم نفسانی می دانند کہ بما ہم سخن است و فقیر باشد مؤکلان و فرشتگان می دانند کہ بما ہم سخن است واللہ تعالیٰ می داند کہ بما ہم سخن است۔ و حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم می داند کہ بما ہم سخن است[۱]۔ این چنین جُثّۂ فقیر را جثّہ روشن نور ہمش آفتاب بہر مقام و ہمہ جا حضور۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزیدؒ (بسطامی) می فرماید سی سال با خدا تعالیٰ ہمسخن بودم و خلق می دانست کہ بما ہم سخن است۔

این مراتب اعلیٰ قرب باحق تعالیٰ از کنہٖ کُن است و فقیر را ہوشیاری ہم غلط است بغیر از غرق فنا فی اللہ و غرق فنا فی اللہ غلط است بغیر از مشاہدہ جواب باصواب ہشیاری۔

دانیکہ لسان سیف فقر ازان است کہ سیاہی از آن روز ازل جفَّ القلمُ بِمَا ھُوَ کَائِنٌ ط و روشنائی ازل مذکور بر زبان فقیران نہادہ و زبان فقر ہمیشہ بسیاہی

---

[۱] مسند احمد، ج ۱، ص ۳۰۷، کنوز الحقائق، ص ۵۵۔

مرتبۂ اوّل :۔ فقر کا آشنا بنا دیتا ہے۔ استقامت کرامت سے بہتر ہے۔
مرتبۂ دوم :۔ اسے مشفق بنا کر اس میں اللہ تعالیٰ ایسی لذّت شوق پیدا کرتا ہے جس سے اس کی روح کو فرحت اور اس کے نفس کو فنا حاصل ہوتی ہے۔
مرتبۂ سوم :۔ خالق حق سے یگانہ، مخلوقات دنیا اور اہل دنیا سے بیگانہ کر دیتا ہے۔ بلکہ طالب مولیٰ کو دنیا مردار سے اتنی گھناؤنی بدبو آتی ہے کہ اس کا دل خود بخود دنیا اور اہل دنیا سے بھاگ اٹھتا ہے۔ اگر طالب اللہ کو کوئی سات ملکوں کی بادشاہی بھی عطا کر دے۔ اور وہ ملک سلیمانی اختیار نہ کرے تو جان لو کہ وہ (واقعی) فقیر ہے۔

جاننا چاہیے کہ کامل فقیر ظاہر میں عوام الناس سے ہمسخن اور ہم مجلس ہوتا ہے۔ اور ان سے محو کلام ہوتا ہے، لیکن باطن میں اُسے روحانیوں کے ساتھ حضوری حاصل ہوتی ہے۔ جب فقیر کوئی بات کرنے کے لیے اپنے لبوں کو جنبش دیتا ہے، تو ظاہر کے دیکھنے والے نفسانی لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے باتیں کرتا ہے، مؤکل اور ملائکہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ مجھ سے کلام کرتا ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جانتے ہیں کہ ہم سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اس قسم کے فقیر کا جثہ سورج کی مانند روشن اور منور ہوتا ہے۔ وہ ہر مقام اور ہر جگہ حاضر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں اپنے رَبّ تعالیٰ عزّ وجل سے تیس برس ہمکلام رہا، مگر خلق خدا یہی خیال کرتی رہی کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے۔"

حق تعالیٰ کے قرب کے یہ اعلیٰ مراتب کُنہ کُن سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور فقیر کی ہوشیاری بھی غلطی ہے۔ غرق فنا فی اللہ کے بغیر سب کچھ غلط ہے، مشاہدہ کے بغیر جواب باصواب ہوشیاری ہے۔

جاننا چاہیے کہ فقیر کی زبان سیف الرحمٰن یعنی اللہ کی تلوار اس لیے ہوتی ہے کہ روز ازل سے جو کچھ ہونے والا ہے، اس کے متعلق قلم نے لکھ دیا ہے اور خشک بھی ہو چکا ہے، کے مطابق سیاہی اور روشنائی (جو قلم سے الگ کی گئی) فقرا کی زبان پر رکھی گئی ہے۔ فقیر کی زبان ہمیشہ ازل کی روشنائی سے تر ہوتی ہے۔ اس کا کلام

کُن است کہ از کُن وعدہ ازان اَلَسْتُ فقیر اگر می خواہد کہ زبان سیف تیز تر گردد.
وقت دُعا اوّل سہ مرتبہ کلمۂ طیبہ بخواند لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ونام اللہ اسم اللہ ذات بانفکر بر زبان مرقوم رقم مشق کند صاحب لفظ سیف تیغ برہنہ گردد. واز برای بدعا ردشمن منافق بر زبان چند مرتبہ یَا قَہَّارُ بنویسد، بی شک بروی قہر الٰہی شود.

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ :-

خُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی[1]

قَوْلُہٗ تَعَالٰی :-

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ[2]

اشارت بالیشان بشارت باد.

این چنین فقیر لایحتاج بی نیاز است کہ دوام غرق بوحدانیت اللہ راز است. قدس الارواح شہباز است.

بیت

نصیب است خران را نصیب از زر و مال ——— من از برای زر و مال خر نخواہم شد

بیت

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است ——— کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

بیت

دولت بسگان دادند و نعمت بخران ——— ما امن امانیم تماشہ نگران

---

[1] الحدیث [2] سورہ النور، ۲۴ : ۳۵

ہی کُن کی مانند ہوتا ہے۔ کُن سے اَلَسْتُ کا وعدہ یاد آتا ہے۔ جب فقیر چاہتا ہے۔ تو اس کی زبان تلوار سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ دُعا کے وقت پہلے تین دفعہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر اسم اللہ ذات تفکر کے ساتھ زبان پر لکھتا ہے۔ (تب) وہ صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اس کی زبان تیغ برہنہ بن جاتی ہے۔ اور دشمن اور منافق بد دُعا کے وقت چند بار زبان سے یَا قَہَّارُ پڑھتا ہے، بیشک اُلٹا اس پر ہی قہر الٰہی نازل ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :۔

"اللہ تعالیٰ نے علماء میرے سینے سے اور سید میری پشت سے پیدا فرمائے اور فقراء اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے نور سے تخلیق ہوئے ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ مثال اس کی روشنی کی ...."

یہ اشارہ ان کے لیے بشارت ہے۔ اس قسم کے فقیر لا یحتاج اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمیشہ وحدانیت اور ستر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ ایسا فقیر ارواح قدسی کا شہباز ہوتا ہے۔

بیت

سونا چاندی گدھوں کا حصہ ہے۔ میں مال و دولت کے لیے گدھا نہیں بنوں گا۔

بیت

مجھے اپنے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے علاوہ سب کچھ تباہ و برباد ہے۔

بیت

مال و دولت دنیا کتوں کو دے دی گئیں۔ اور نعمت گدھوں کو۔ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

روز قیامت اہل دنیا کہ از قبر می بر آید، ہمہ پشت بقبلہ۔ ہیچ کس را از اہل دنیا رو بقبلہ نباشد کہ در آن وقت دنیا روی اہل دنیا را از قبلہ بگرداند۔ و اہل مفلس فقیر مسکین را رُو بہ قبلہ باشد کہ نقر معرفت الٰہی فقیر را از دنیا روی بگرداند واہل فقر را شرح روئی با عظمت و عزت و روشن، چنانچہ نور چہاردہ ماہ باشد و روی اہل دنیا را سیاہ و زشت با کراہت نجاست نجس باشد۔ روز قیامت علما رحساب ثواب ۔ حَلاَلُهَا حِسَابٌ واہل دنیا را عذاب ۔ وَحَرَامُهَا عِقَابٌ و فقیر عارف اللہ بی حجاب اللہ بی حجاب و بی حساب اَلْمُفْلِسُ فِی اَمَانِ اللّٰهِ ندارد و نہ شمار دو نہ رو بحساب عرصات آرد۔ و ہر کہ اللہ تعالیٰ را بی حجاب یاد کند بی حجاب و بی عذاب در بہشت در آید۔

قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ :-

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ[1]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ[2]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِیَآءُ الدِّیْنِ[3]

حدیث

حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِیَآءُ الثَّقَلَیْنِ[4]

---

[1] الحدیث [2] الحدیث [3] الحدیث [4] الحدیث

اہلِ دنیا اور اہلِ فقر کا باہم موازنہ

روزِ قیامت جب دنیا دار اپنی قبروں سے باہر نکلیں گے، تو ان سب کی پشت قبلہ کی جانب ہوگی۔ کسی دنیا دار کا مُنہ قبلہ کی طرف نہ ہوگا، کیونکہ دنیا اُنکا رخ قبلہ سے دنیا کی طرف پھیر دے گی۔ لیکن مفلس و مسکین فقرار رُو بہ قبلہ ہوں گے کیونکہ فقر معرفت الٰہی فقیر کا مُنہ دنیا سے پھیر دیتا ہے۔ فقرار کا چہرہ عظمت و عزت کی وجہ سے چودھویں کے چاند کی مانند ہوگا اور دنیا داروں کا چہرہ دنیاوی نجاست کے باعث مکروہ، گھناؤنا اور سیاہ ہوگا۔ محشر کے روز علمار حساب و ثواب میں مبتلا ہوں گے۔ ان کے حلال کا بھی حساب ہوگا اور اہلِ دنیا کو بھی عذاب ہوگا۔ اور اُن کے حرام مال پر سزا ملے گی۔ لیکن فقیر عارف باللہ کو بے حجاب اور بے حساب (دیدارِ الٰہی) ہوگا۔ اسی لیے مفلس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے، کہا گیا ہے۔ نہ اُسکے پاس کچھ ہوتا ہے، نہ وہ گنتا ہے اور نہ ہی روزِ قیامت حساب دہی کے لیے پیش ہونا پڑتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کو بے حجاب یاد کرتا ہے، وہ بے حجاب اور بے حساب بہشت میں داخل ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔
"فقرار کی محبت جنت کی چابی ہے"۔

حدیث

"فقرار کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے"۔

حدیث

"فقرار کی محبت دین کی روشنی ہے"۔

حدیث

"فقرار کی محبت دونوں جہان کی روشنی ہے"۔

حدیث

حُبُّ الْفُقْرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ وَبُغْضُ الْفُقْرَاءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنَ[1]

پس معلوم شد کہ روایت ازبرای ہدایت است و فضیلت ازبرای طلب مرشد وسیلت است۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :-

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ[2]

علم وسیلہ نیست۔ علم روشنی راستی راہ است۔ وسیلہ مرشد ہمراہ نگہبان را حفظ حافظ رسانندہ معرفت اِلٰاست کہ از ہر مقام کشف آگاہ است و کشف ہفت قسم است۔

اوّل کشف القلوب۔

دوم کشف القبور۔

سیوم کشف الحضور۔

چہارم کشف المسرور۔

پنجم کشف المذکور۔

ششم کشف فنا فی التوحید نور۔

ہفتم کشف استدراجی، شیطانی، نفسانی، جنونیت، مقہور۔

از آن کشف خام خیال ترقی دنیا عزّ و جاہ و کشف حقیقی خاص الخاص از قرب اللہ و از حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حیرت عبرت گواہ ہر دم سوز د وجود شب روز می گذرد باہ آہ آہ۔ کشف جامۂ کثیف کثافت و کشف جامۂ لطیف لطافت

---

[1] زین الحلم از ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ [2] سورہ المائدہ، ٥ : ٣٥

حدیث

"فقراء سے محبت کرنا انبیاء کے اخلاق سے ہے۔ اور فقراء سے دشمنی کرنا فرعون کی خصلتوں سے ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ روایت ہدایت اور فضیلت کے لیے ہے۔ اور مرشد طلب وسیلت کے لیے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو"۔

علم وسیلہ نہیں ہے۔ علم روشنی اور راہِ راست ہے۔ وسیلہ مرشد ہوتا ہے۔ جو راستے کی حفاظت کرنے والا، نگرانی کرنے والا، وہ راہ (سلوک) کا حافظ ہے، جو حفاظت سے معرفت الٰہی تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر مقام کشف سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور کشف کی سات اقسام ہیں:-

(۱) اوّل کشف القلوب۔
(۲) دوم کشف القبور۔
(۳) سوم کشف الحضور۔
(۴) چہارم کشف المسرور۔
(۵) پنجم کشف المذکور۔
(۶) ششم کشف فنا فی التوحید نور۔
(۷) ہفتم کشف استدراجی، شیطانی، نفسانی، جنونیت اور مقہوری۔

اس کشف سے دنیاوی ترقی اور عزوجاہ کی خام خیالی دماغ میں سما جاتی ہے۔ اور خاص الخاص کشف حقیقی قرب الٰہی اور حضوری محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہے۔ اس کشف سے دو گواہ ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ ایک حیرت اور دوسری عبرت۔ ان دونوں کے سبب وجود ہر دم شب و روز سوزش میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور آہ آہ کرتا رہتا ہے۔ کشف کے کثیف جامہ سے کثافت اور کشف کے لطیف جامہ سے (وجود میں) لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔

بیت

نظر مشاہدہ معنی بچشم دل کردم   حجاب عینک چشم است مرد بینا را

امّا جواب مصنّف قدس سرّہٗ :-

چشم آن باشد کہ بر حق شد نظر   چشم ظاہر داشتند ہم گاؤ خر

بیت

مرشد آن باشد بود قربش اِلٰہ   طالبان را باز دارد از گناہ

قَوۡلُہٗ تعالیٰ :-

اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ[1]

ولیکہ از غایت طمع حرص است، دنیا فانی اشتغال لایعنی مُردہ افسردہ باشد۔ قدم در معرفت توحید مولیٰ نبردہ باشد اگر وعظ نصیحت تمام آیات جُملہ قرآن تفسیر و احادیث و مسائل علم فقہ و خوف رجا و قول مشائخ بروی می خوانی ہیچ سُود ندارد۔

قَوۡلُہٗ تعالیٰ :-

اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی ؕ[2]

ای محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) نتوانستی شنوانیدن۔

قَوۡلُہٗ تعالیٰ :-

صُمٌّۢ بُکۡمٌ عُمۡیٌ فَھُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ ؕ[3]

آخر انتہا سلک سالک عارف فقیر چیست؟ یعنی اِذَا تَمَّ الۡفَقۡرُ فَھُوَ اللّٰہُ ؕ[4]

---

[1] سورہ القصص، ۲۸ : ۵۶ [2] سورہ النمل، ۲۷ : ۸۰

[3] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۸ [4] مرغوب القلوب، ص ۱۸ د انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ۔

بیت

مشاہدہ کرنے والی آنکھ سے میری مراد دل کی آنکھ ہے۔ مرد بینا کے لیے آنکھ چشمہ کی طرح آنکھ کا پردہ ہے۔

لیکن مصنف (فقیر باہُوؒ) کا جواب یہ ہے:۔

آنکھ حقیقت میں وُہ ہوتی ہے، جس کی نظر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ ظاہری آنکھ تو گدھے اور بیل بھی رکھتے ہیں۔

بیت

مرشد وہ ہوتا ہے، جو مقرّب الٰہی ہو، تاکہ طالبوں کو گناہ سے باز رکھے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے میرے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! تم جسے چاہو، ہدایت پر نہیں لا سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔"

جس دل میں کثرت سے طمع و حرص ہوتی ہے، وہ دنیائے فانی کے بکھیڑوں میں پھنس کر مُردہ اور افسردہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید، معرفت میں قدم ہی نہیں رکھتا، خواہ اُسے قرآن پاک کی تمام آیات، احادیث، علم فقہ کے تمام مسائل، خوف و رجا، اور بزرگان دین کے اقوال وغیرہ پڑھ کر سنائے جائیں، تو بھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اے محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم! البتہ تو (اُن) مُردوں کو نہیں سُنا سکتا۔"

ارشاد خداوندی ہے:۔

"وہ گونگے، بہرے (اور) اندھے ہیں۔ وہ اللہ کی ہدایت کی طرف لوٹنے والے نہیں۔"

سلک سلوک کی آخری انتہا پر عارف فقیر ہی ہوتا ہے۔ یعنی "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وُہ اللہ ہی ہوتا ہے۔"

قولہ تعالیٰ :۔

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[1]

قولہ تعالیٰ :۔

رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ[2]

ختم فقر آنست جسم جثہ می شود از تصور اسم اللہ ذات فنا فی اللہ نور و در صورت سر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجلس حضور در مقام لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَّا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ[3]

اینست مراتب فنا فی اللہ عینہ عین فی التوحید غرق نور اللہ نور مشاہدہ با قرب اللہ منظور محض راز۔

بیت

رفت ذکر و رفت فکر و رفت مذکورش حضور
نور بودم نور باشم عاقبت شد خاص نور

حدیث

اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ[4]

حدیث

اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ[5]

نہایت با نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ہدایت با اصل نور اللہ است۔

قولہ تعالیٰ :۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ[6]

---

[1] سورہ محمد، ۴۷ : ۳۸ [2] سورہ القصص، ۲۸ : ۲۴ [3] بحر الاسرار، ص ۶۰
[4] خطبات احمد جان [5] الحدیث [6] سورہ الحدید، ۵۷ : ۴

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔"

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔"

فقر کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور سے (فقیر کا) جسم جُثّہ فنا فی اللہ ہو کر نُور ہو جاتا ہے۔ اور سِرّ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں حضوری مجلس میں داخل ہو جاتا ہے اور مقامِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ جس میں کسی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کو بھی دخل نہیں، سے حصہ حاصل کر لیتا ہے۔

یہ مراتب فنا فی اللہ فقیر کے ہیں، جو توحید باری تعالیٰ اور انوار الٰہیہ میں عین بعین غرق ہوتا ہے۔ وہ نُور مشاہدہ میں غرق اور قربِ الٰہی میں منظور ہو جاتا ہے۔ یہ محض راز ہے۔

بیت

ذکر و فکر روانہ ہوا۔ اور مذکور بھی۔ میں حضوری میں حاضر ہوں۔ میں نُور تھا، نُور ہو گیا اور میرا انجام خاص نورانی ہے۔

حدیث

"اللہ تعالےٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسا پہلے تھا۔"

حدیث

"ابتداء کی طرف لوٹ آنے کو انجام یا انتہاء کہتے ہیں۔"

ہماری نہایت نُور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ہدایت کی اصل نورِ الٰہی سے ہے۔ (اور یہی ہمارا منتہائے مقصود ہے)۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اور وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جہاں کہیں بھی ہو۔"

چنانچہ گفت عارف مرد حقانی حضرت خاقانیؒ:۔

بیت

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانیؒ
کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

بیت باہوؒ

بہ بحری غرق فی اللہ شو کہ باخود خود نمی مانی
دمی نامحرم است آنجا کہ غرقش راز ربانی

حدیث قدسی:۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ ط

ہر کہ از نفس فنا نہ بگذرد، بروح بقا نرسد۔ لائق معرفت لقاء و لایق مجلس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نشود۔

بیت

جلوہ بخشی زبہر مشتاقی
رفت فانی چو یافتم باقی

مقام فنائی متعلق بہ نفس ناسوت است۔ ربانی متعلق بروح بقا است مقام لاہوت لامکانی۔

بیت

خوش آنجائیکہ چون مغز اندرون استخوان باشد
خوش آن دردیکہ از چشم بداندیشان نہان باشد

سلہ زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ

چنانچہ عارف مردِ حقانی حضرت خاقانیؒ نے کہا ہے:۔

بیت

خاقانی پر تیس[30] سال کے بعد یہ معنی پایۂ تحقیق کو پہنچے، کہ ایک گھڑی واصل باللہ ہونا حضرت سلیمان علیہ السّلام کی سلطنت سے (کہیں) بہتر ہے۔

بیت باہوؒ

اے باہوؒ! دریائے معرفت میں فنا فی اللہ ہو جا، تاکہ تیرا وجود ہی معدوم ہو جائے۔ جو شخص رازِ ربّانی میں مستغرق ہے، اگر وہ ایک دم بھی (یادِ الٰہی سے) غافل ہو جائے، تو وہ نامحرم اور محروم ہے۔

حدیث قدسی

"اپنے نفس کو ترک کر دے اور اللہ تعالٰی کے پاس اُوپر چلا آ۔"
جو شخص فنائے نفس (کے عمل) سے نہیں گزرتا، وہ روحانی بقا حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ لقائے معرفت الٰہی اور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے لائق ہو سکتا ہے۔

بیت

اپنے مشتاقوں کے لیے اپنے جلوؤں کا دیدار عنایت فرما جب میں (مقام) باقی کو پالوں گا، تو (گویا) فنائیت سے گزر کر درجۂ بقا حاصل کر لوں گا۔
مقام فنا نفس ناسوت کے متعلق ہے۔ اور مقام باقی لقائے روح سے متعلق ہے، جسے مقام لاہوت لامکان کہتے ہیں۔

بیت

وہ خوشی کا مقام ہے، جب کہ مغز ہڈی کے اندر ہوتا ہے۔ اور وہ درد مبارک ہے کہ جو بدخواہوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہو۔

آری یقین است بعضی بنام معرفت فقر رسیده اند۔ وبعضی بہ تمام معرفت فقر رسیده اند۔

بیت

پرده ای بود مرا شعلہ اخگر گشتہ — خوش نشستم بسر اپرده خاکستر خویش

حدیث

لَوْ کَانَتِ الْجَنَّۃُ نَصِیْبَ الْمُشْتَاقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِہٖ وَاوَیْلَاہُ وَلَوْ کَانَتِ النَّارُ نَصِیْبَ الْعَاشِقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِہٖ وَاشَوْقَاہُ [1]

اوّل مرتبہ فقیر را مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [2] است برکت تصوّر توحید اسم اللہ ذات۔ احوالات مقامات ممات خود را درجات بہ بیند۔

قَوْلُہٗ تَعَالٰی: مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا [3]

کہ مراتب ممات را در حیات تحقیق طی کند۔

حدیث

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ [4]

گردد۔ آنرا موت وحیات یکی۔

ابیات

خلق داند زیر خاکش در قبر — در قبر قرب خدا شد سر بسر

---

[1] الحدیث [2] عین العلم وشرح برزخ [3] سوره الفرقان، ۲۵ : ۳

[4] کتاب برزخ، عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیمؒ

ہاں یقین ہے کہ بعض (ابھی) معرفت فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں۔ اور بعض معرفت فقر کی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔

بیت

"یہ امر پوشیدہ ہے کہ مجھ کو چنگاری کے شعلہ نے جلا کر مارا ہے۔ میں تو اپنی جلی ہوئی راکھ کے پس پردہ بڑے مزے سے بیٹھا ہوں"۔

حدیث

"اگر مشتاقوں کے نصیب اس کے جمال (دیدار) کے بغیر جنت ہو، تو وہ واویلا کریں گے اور اگر اس کے وصال جمال سے عاشقوں کے نصیب دوزخ بھی ہو، تو وہ اس کا اشتیاق کریں گے"۔

فقیر کا پہلا مقام "مرنے سے پہلے مرجاؤ" ہے۔ اسے یہ مرتبہ اسم اللہ ذات کے تصور توحید کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنی موت کے تمام احوالات و مقامات اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"وہ مرنے، جینے اور جی اٹھنے کے مالک نہیں ہیں"۔

کیونکہ وہ موت کے مراتب کو زندگی میں ہی طے کر لیتا ہے۔

حدیث

"بیشک اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں، بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔ ان کی موت اور زندگی ایک ہو جاتی ہے"۔ (یعنی ان کا جینا اور مرنا برابر ہو جاتا ہے)۔

ابیات

خلقت سمجھتی ہے کہ وہ قبر میں (یونہی) زیر خاک پڑے ہوئے ہیں، مگر وہ قبر میں سراسر اللہ کے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں۔

بی خلل خلوت قبر یارب جلیس	در میانش کس نگنجد حق انیس
نیست آنجای فرشتہ جز بذات	در مماتی یافتم دائم حیات
در قبر ذوق است جلوۂ خاص نور	در قبر از خود فنا باحق حضور

تو نمی دانی کہ عارف فقیر اولیاء اللہ را قالب مثل قبر است وقلب لحد، مراتب مع اللہ در وہم وفہم نگنجد۔ لاحدّ ولاسدّ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ط[1]
قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ط[2]

○

باب سوم

شرح علم دعوت تکثیر مسخّرات

در قید آوردن علم علوی وسفلی و ہژدہ ہزار عالم انس وجن وفرشتہ موکّل وآنچہ مانند ازین عالم کل وجز مخلوقات وبرسیدن مقامات ذات صفات۔ ترتیب خواند بسیار وزکوٰۃ دعوت بیشمار است۔ ودعوت درعمل آوردن خیلی دشوار است بجز حضوری حکم خدا و باجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم لایق دعوت نباشد۔ ناقص، خام، سرہوا۔

---

[1] سورہ عنکبوت، ۲۹ : ۳۳

[2] سورہ یونس، ۱۰ : ۶۲

وہ قبر کی تنہائی میں بغیر کسی خلل کے اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس ہوتے ہیں۔ کوئی شخص اُنکے درمیان دخل انداز نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ ان سے انس کرتا ہے۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ کے سِوا فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ وہ اُس موت میں ہمیشہ کی زندگی پلتے ہیں۔

قبر میں ایک لطف ہے کہ نورِ خاص کی جلوہ افروزی ہے۔ قبر میں وہ فنا ہو کر حق حضور کے ساتھ متّصل ہو جاتا ہے۔

کیا تو نہیں جانتا کہ عارف فقیر ولی اللہ کا قالب قبر کی مانند ہوتا ہے۔ اور قلب لحد۔ مَعَ اللہ کے مراتب وہم و فہم میں (بھی) نہیں سما سکتے۔ بے حد اور شمار سے باہر ہیں۔ نہ خوف کھا اور نہ غم کر۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"خبردار! اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے۔"

○

باب سوم

علم دعوت

علم دعوت سے علوی سفلی اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوق، جنّ، انسان، فرشتہ، مؤکّل اور جو کچھ بھی اس عالم کی کلّ و جز مخلوق ہے، اُسے قید اور مسخر کیا جاتا ہے۔ (دعوت سے) ذات و صفات کے تمام مقامات بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ دعوت پڑھنے کی ترتیب اور دعوت کی زکوٰۃ دینے کے بیشمار طریقے ہیں۔ لیکن دعوت کو عمل میں لانا بہت مشکل ہے۔ ماسوا اللہ عزّ وجلّ کے حکم کے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اجازت سے دعوت کے لائق نہیں ہوتا۔ ناقص، خام اور ہوائے نفسانی کے حامل شخص کو دعوت نصیب نہیں ہوتی۔

معرفت، توحید استغراق کی انتہا تصور اسم اللہ ذات اور مشاہدۂ حضور سے عبارت

انتہای معرفت توحید استغراق تصور اسم اللہ ذات مشاہدۂ حضور است وانتہای دعوت ملاقات مجلس بہر انبیاء و اولیاء اللہ با ہریک روح قبور است۔ این چنین مراتب تصور اسم اللہ و دعوت قبور بمدنظر اللہ منظور است۔

دعوت را چہار قوت گواہ است۔

اوّل: قوت احتیاج عصا ندارد۔

دوم: قوت ترک حیوانات خوردن نکند۔

سیوم: قوت غرق فی التوحید نور اللہ۔

چہارم: دوام حضوری مشرف مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم با التماس صواب۔

الغرض ازبرای ضروری کار مہمات دینی و دنیوی وقت شب بر قبر قبریکہ مثل شہید یا غوث قطب با عظمت عظیم باشد۔ اوّل گرد قبر بانگ بخواند۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم روحانی در قبر قید کند۔ بعدازان سورۂ ملک از قرآن با ادب روبرو قبر بخواند، روحانی حاضر شود والہام دہد با دلیل و یا با وہم و یا با خیال و یا با آواز و یا با پیغام و یا با آگاہ از قبر خبرش بگیرد با خبیر۔ آنچہ باشد ہر طبقات زیر زبر۔ عامل و دعوت نور کامل۔ نظار را احتیاج نیست آنرا از حصار بر حالی غالب بر ہر روحانی غالب است غالب تمام ہر زبانش با روحانی کلام و یا آنکہ با قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ جمعیت کند وعدہ یک لحظہ و یا آنکہ یکدم و یا آنکہ یک شبانروز۔ و آخر انتہا آنکہ روز پنج از قبر نیز نخیزد تا آنکہ کار مطالب خود را بچشم ظاہر خود نہ بیند۔ روحانی را از قید خلاص نکند۔ و اگر روحانی با جلالیت شوریدہ حال است، آنرا با قوت باطنی سر دسلب کند۔ بعد ازان بر قبر او مثل اسپ سوار شود، آنچہ داند از قرآن بخواند۔ و اگر کسی گوید کہ ادب قبر بزرگ نگہداشتن لازم است۔ جواب: بگو کہ

ہے۔ اور دعوت کی انتہا سے انبیاؑ و اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہوتی ہے۔ اور ہر ایک قبر والے کی روح سے ملاقات ہوتی ہے۔ اس قسم کے مراتب اسم اللہ ذات کے تصور، دعوت قبور اور منظور الٰہی ہونے سے حاصل ہوتے ہیں۔

دعوت کی گواہ چار قوتیں ہیں۔

اوّل : قوت یہ کہ (دعوت خواں) کو حصار کی حاجت نہیں رہتی۔

دوم : قوت یہ کہ اسے گوشت کھانا ترک نہیں کرنا پڑتا۔

سوم : قوت یہ کہ وہ (ہمیشہ) توحید اور نور الٰہی میں مستغرق رہتا ہے۔

چہارم : قوت یہ کہ وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمیشگی کی حضوری سے مشرف رہتا ہے۔ وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جواب باصواب حاصل کر لیتا ہے۔

الغرض اگر کسی وقت کسی ضروری دینی یا دنیوی کام کے لیے رات کے وقت کسی عظیم اور باعظمت شہید یا غوث یا قطب کی قبر پر جائے اور اوّل قبر کے گرد اذان اللہ اکبر تا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے۔ اس اذان سے روحانی قبر میں قید ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں قرآن پاک میں سے سورۂ ملک باادب قبر کے سامنے پڑھے۔ روحانی حاضر ہو جائے گا۔ اور دلیل سے یا وہم سے یا خیال سے یا آواز سے یا پیغام سے الہام کرے گا۔ یا قبر سے باہر نکل کر خبیر بن کر ہر طبقات زیر و زبر کے متعلق آگاہی دے گا۔ جو دعوت نور میں عامل اور کامل ہے، اس کو حصار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ہر حال میں ہر روحانی پر غالب ہوتا ہے۔ وہ ہر زبان میں روحانی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور یا یہ کہ جسے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ سے جمعیت حاصل ہوتی ہے، وہ ایک لحظہ یا ایک دم یا ایک رات دن یا پانچ دن کے اندر اندر قبر سے روحانی کو اٹھا لیتا ہے اور جب تک اپنے مطالب کار کو حل ہوئے اپنی ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ لیتا، روحانی کو اپنے قید سے رہا نہیں کرتا اور اگر روحانی اپنی جلالیت کی وجہ سے شوریدہ حال ہے، تو دعوت پڑھنے والے کو چاہیے کہ اپنی باطنی قوت سے روحانی کی قوت کو سرد اور سلب کر لے۔ بعد ازاں اس کی قبر پر گھوڑے کی مانند سوار ہو کر جو کچھ قرآن مجید میں سے اُسے یاد ہو، پڑھے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ بزرگ کی قبر کا ادب ملحوظ رکھنا ضروری ہے، تو اس کو جواب دیں کہ

قبر بہتر است یا قرآن۔ ہر طریق کہ داند با قوت بر قبر سوار شود و قرآن بخواند۔ واز و آنچہ فی السمٰوٰت والارض است، مخفی و پوشیدہ نماند۔ از ہفتاد سالہ ریاضت کہ با چلہ و خلوت کشیدہ باشد، از آن یکشب بدین ترتیب بر قبر سوار شدہ بخواند بہتر است۔

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ[1]

دعوت از برای سہ کار ضرور۔

یکی آنکہ بادشاہ اسلام کہ مہمات کارزار با دار حرب کفار دارد۔

دوم از برای رفاض خوارج قطاع الطریق۔

سیوم از برای علماء کہ منافقان امر معروف را قبول نکنند۔

دیگر از برای آبادانی و جمعیت خلق، باران رحمت باریدن، بعضی در دعوت خواندن عامل و بعضی با حکم اجازت۔ کامل آنست کہ در خواندن قبور عامل و در حکم کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ دوام بمد نظر منظور خدا و در مجلس حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہ و صاحب توحید و صاحب تصور و صاحب تصرف و صاحب تجرید و صاحب تفرید و صاحب توفیق و صاحب طریق و صاحب تحقیق بحق رفیق، آنرا چہ احتیاج شمار ستارگان بروج۔ و آنرا چہ احتیاج وقت سعد نحس و آنرا چہ احتیاج زکوٰۃ، قفل دور مدور، بذلہ و آنرا چہ احتیاج خوف جنونیت، و آنرا چہ احتیاج مؤکل و آنرا چہ احتیاج غسل و آنرا چہ خوف رجعت دیوانگی، و آنرا چہ احتیاج درود وظایف کم زیادہ خواندن۔ این ہمہ وسواس، واہمات خطرات، دیوانگی، آسیب، غیب عالم مؤکل خام ناتمام است۔

کامل اہل دعوت چنانچہ دعوت خواند کہ کلید ہر دو جہان بدست دارد ہفت اقلیم

---

[1] شرح مسند امام اعظم از حضرت ملا علی قاری، لاہور، ص ۱۱۴

قبر بہتر ہے یا قرآن۔ ہر طریق سے جو اسے معلوم ہے قبر پر نہایت زور سے سوار ہو کر قرآن مجید پڑھے، تو ارض و سماوات میں کوئی چیز اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہے گی۔ ستر سال کی ریاضت سے جو چلے اور تنہائی میں کی جائے، اس سے ایک رات اس ترتیب سے قبر پر سوار ہو کر قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔

حدیث

"جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ، تو اہل قبر سے مدد مانگو۔"

دعوت (مندرجہ ذیل) تین کاموں کے لیے پڑھنا ضروری ہے۔

اوّل: بادشاہ اسلام کی امداد کے لیے جو کفار سے برسر پیکار ہو۔

دوم: روافض و خوارج کے لیے جو قتل و غارت میں مصروف ہوں (دعوت پڑھنی چاہیئے)

سوم: علماء جو منافق ہوں، جو امر و معروف کو نہ مانیں یا دیگر لوگوں کی آبادی، جمیعت خلق اور باران رحمت طلب کرنے کے لیے بھی دعوت پڑھی جا سکتی ہے۔ بعض لوگ دعوت خوانی میں عامل ہوتے ہیں۔ اور بعض کو حکم اور اجازت تو ہوتی ہے۔ (مگر وہ دعوت کے عامل نہیں ہوتے) کامل وہ شخص ہے جو دعوت خوانی میں عامل ہے اور حکم میں کامل مکمل اکمل جامع نور الہدیٰ دوام بمد نظر اللہ منظور اور مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حضوری ہوتا ہے۔ جو فقیر صاحب توجہ، صاحب توحید، صاحب تصور، صاحب تصرف، صاحب تجرید، صاحب تفرید، صاحب توفیق، صاحب طریق اور صاحب تحقیق بحق رفیق ہوتا ہے، اس کو سیارگان اور بروج کی گنتی کی کیا ضرورت ہے۔ اور اچھا بُرا وقت پہچاننے کی کیا احتیاج ہے۔ اسے زکوٰۃ، قفل، دور مدور، بذل، جنات سے خوف کھانے اور مؤکلات سے (امداد طلب کرنے) کی کیا ضرورت ہے؟ اُسے غسل کرنے کی کیا احتیاج ہے، اسے رجعت و دیوانگی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ کم و بیش درود و وظائف کی کیا احتیاج ہے، یہ سب وساوس، واہمات، خطرات دیوانگی، آسیب زدگی، مؤکلات سے غیبی (امور معلوم کرنا) خام ناتماموں کا کام ہے۔

جو کامل اہل دعوت ہیں، انہیں دعوت خوانی سے دونوں جہان کی چابی ہاتھ میں آجاتی ہے۔ ساتوں ولایتوں کے ساتوں بادشاہ ان کے قبضے میں ہوتے ہیں، خواہ کسی کو معزول کریں یا کسی کو در بدر کریں۔ اور اگر کسی کو نوازنا چاہیں، تو اسکا نام قیامت تک باقی رہے۔ اور کامل اہل دعوت جب

آنچہ برروی زمین ہفت بادشاہ است، خواہ کسی را معزول سازد از جا بیجا کند، خواہ کسی را بنوازد کہ تا قیامت قائم مقام ماند۔ وکامل اہل دعوت بجز قرآن مع ہمنشینی قبر چنان خواند کہ تا وقت خواندن کلّ مخلوقات ارواح انبیاء و اولیاء، و ارواح جمیع مومن مسلمان و حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم تا تمامی و ہمگی و جملگی اصحاب بمعہ اصحاب کبار بمع حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ گرد بگرد خوانندہ لشکر غیبی تا آنکہ از و خلاص نشود در روحانیت جُدا نگردد۔ و این چنین دعوت را تیغ برہنہ غالب القوت قوی گویند۔ دعوت با عتبار است۔ و توجہ مرشد کامل درکار است۔

بدانکہ ترتیب خواندن دعوت قبور سہ مرتبہ است۔ کسیکہ با دب روبرو قبور متوجہ باخلاص شود و بخواند درجہ ثواب است و کسیکہ با قوّۃ بر قبر روحانی سوار شود و باگرانی قبر روحانی بخواندن روحانی را بسیار عاجز و ہلاک و در قید قبض تصوّر تصرف بحکم خود آرد، با روحانی بہر سخن متکلم گردد و بی حجاب شود۔ سیوم ہرکہ گرد بگرد قبر بخواند اُحْضُرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ بِحَقِّ مَلِكِ الْاَرْوَاحِ برای عنداللہ و دوستی حضرت محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم حاضر شود با روحانی جواب با صواب شود۔ ہرکہ با اہل دعوت اولیاء اللہ دشمن عداوت کند فی الدنیا و الآخرۃ خانہ خراب شود کہ جذب اولیاء بمونہ قہر خدا اَلْجَذْبَۃُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تَرَازِ الثَّقَلَيْنِ ط

ابیات

از تصوّر اسم اللہ راہ گیر ۔۔۔ تا شوی بر قبر روحانی امیر

از عرش بالا نظر زیرش شمس و ماہ ۔۔۔ اہل دعوت را چنین قربش الٰہ

با روحانی ہمسخن سخنش ز روح ۔۔۔ روح روشن آفتابش ہیچو لوح

بحر قرآن کی دعوت قبر کی ہمنشینی سے پڑھتا ہے، تو پڑھائی کے وقت کل مخلوقات انبیاء، اولیاء، تمام مؤمن مسلمانوں کی ارواح، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، تمام اصحاب کبارؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ کی ارواح اس کے گرداگرد غیبی لشکر کے ہمراہ موجود رہتی ہیں جب تک وہ اس دعوت سے فارغ نہیں ہوتا، روحانی اس کی قید سے رہا نہیں ہوتے۔ اس قسم کی دعوت کو تیغ برہنہ غالب القوت قوی کہتے ہیں۔ یہ دعوت با اعتبار ہے، لیکن اس کے لیے کسی کامل مرشد کی توجہ درکار ہے۔

(اے طالب صادق) جان لے کہ قبر پر دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

اوّل: یہ کہ قبر کے سامنے اخلاص سے متوجہ ہو کر پڑھے۔ یہ ثواب کا درجہ ہے۔

دوم: یہ کہ جو شخص روحانی قوت رکھتا ہو، وہ روحانی کی قبر پر سوار ہو کر گرانی کے ساتھ پڑھے، جس سے روحانی عاجز ہو کر عامل کے قبضہ، قید اور تصرف و تصور و حکم میں آجاتا ہے۔ جس سے بے حجاب ہو کر عامل سے ہر بات کے لیے ہمکلام ہو جاتا ہے۔

سوم: یہ کہ قبر کے گرداگرد پڑھے۔ "مسخر کرنے کے لیے حاضر کرو مالک الارواح کے طفیل" اور محض اللہ تبارک و تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رفاقت کے لیے پڑھے، تو روحانی حاضر ہو کر جواب باصواب دے گا۔

جو شخص اہل دعوت اولیاء اللہ سے دشمنی و عداوت کرتا ہے، وہ دنیا و آخرت میں تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کا جذبہ قہر خدا کا نمونہ ہوتا ہے، کیونکہ وہ جذبہ جذبات الحق سے ہوتا ہے، جو دونوں جہانوں کو سجاتا ہے۔

ابیات

اللہ کے نام کے تصور سے راستہ حاصل کر تاکہ تو روحانی کی قبر پر غلبہ حاصل کر لے۔

اس کی نظر عرش کے اوپر ہوتی ہے۔ چاند سورج اس کے نیچے ہوتے ہیں، اہل دعوت کو ایسا صاحب مزار اللہ تک پہنچاتا ہے۔

روحانی کے ساتھ ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کی گفتگو روح سے ہوتی ہے۔ اس کی نورانی روح لوح کی طرح اس کا سورج ہے۔

ہر جا کہ خواہی می شود با تو حضور | شد وجودی سر لبسر از خاص نور
دعوی ختم است دعوت انتہا | کامل و عامل بخلقت راہ نما
خاکپای کاملان شو ہم علام | تا ترا حاصل شود مطلب تمام
باہوؒ نظر کن با ناظران صاحب نظر | احتیاجی نیست ناظر سیم و زر

○

ولی عارف باللہ ولی اللہ آنست ۔

قَوْلُہٗ تَعَالیٰ :۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ[1]

کہ فقیر ولی دوام حاضر مجلس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملامت و آزار خلق اللہ بردارند و خلق را نیاز ارند ۔ از مشرق تا مغرب قتل عام کنند۔ این چنین قوت دارند ۔

بدانکہ علماء وارث الانبیاء صاحب ادب اند ۔ و فقیر صاحب حکم اند ۔ ہر کہ این ہر دو طائفہ را باخلاص دوستی دارد ، اللہ تعالیٰ از حوادث آفات نگہدارد۔ کہ علم کان است لعل ۔ و معرفت اللہ بجانان است وصال ۔ قال علم کل و وصال معرفت کشائندہ ہر مشکل ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔

فقیر کامل لایق ارشاد آنست کہ از برای امتحان چہار کس را تلقین کند و جمعیت بخشد ۔

○

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۵۷

تو جہاں چاہے گا تیرے سامنے حاضر ہوگا۔ (دعوت سے) تیرا وجود سراپا خاص نور ہو جائے گا۔

دعوت ہی ختم ہے اور دعوت ہی انتہا ہے۔ کامل اور عامل (دعوت سے) خلقت کی راہنمائی کرتے ہیں۔

کاملوں کے پاؤں کی خاک اور اُن کا غلام ہو جا، تاکہ تجھ کو تیرے تمام مطالب حاصل ہو جائیں۔

اے باہوؒ! صاحبِ نظر کی طرح نظر کرنے والوں پر نظر کر۔ ناظر کو سونے چاندی کی احتیاج نہیں رہتی ہے۔

فقیر عارف باللہ ولی اللہ وہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے۔ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔"

جو دائمی طور پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس پاک میں حاضری سے مشرف ہوتا ہے۔ وہ مخلوق خدا کی جانب سے ملامت اور دکھ سہتا ہے، لیکن مخلوق کو آزار نہیں دیتا۔ وہ مشرق سے مغرب تک قتل عام کرتا ہے۔ وہ (اپنے اندر) اس قسم کی طاقت رکھتا ہے۔ (مگر باوجود اس کے وہ خلق خدا کو نہیں ستاتا)

جان لے کہ علماء انبیائے کرام کے وارث اور صاحب ادب ہیں۔ اور فقراء صاحب حکم ہیں۔ جو شخص ان ہر دو گروہوں (علمائے کرام اور فقرائے عظام) کا مخلص اور دوست ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے حوادثات (زمانہ) اور آفات (سماوی) سے محفوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ علم لعل کی کان ہے۔ اور علم ہی سے معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔ علم ہی سے وصال نصیب ہوتا ہے۔ تمام علم (بغیر عمل کے) قیل و قال ہے۔ اور معرفت وصال ہر مشکل کے لیے مشکل کشا ہے۔ بس اللہ ہی حقیقی مالک ہے۔ باقی خواہشات ہی خواہشات ہیں۔

لائق ارشاد کامل فقیر وہ ہے جو آزمائش کی خاطر چار اشخاص کو تلقین و ارشاد کرے اور جمعیت بخشے۔

اول : بادشاہ ظل اللہ۔

دوم : علمار عامل ولی اللہ۔

سیوم : شیخ بی باطن۔

چہارم : جاہل را در قید علم کند۔

ابیات

نور الہدیٰ رحمت خدا باطن صفا این مراتب یافتم از مصطفیٰؐ

مرد مرشد با توجہ نظر بین طالبان رامی برد حق الیقین

ہر کہ را مرشد نہ ای شیطان مرید ہر کہ با مرشد بود گو با یزیدؒ

○

مرشد کامل از تلقین دو مراتب شناختہ شود کہ طالبان را تصور بخشد اسم اللہ ذات و از تصور اسم اللہ ذات یکبارگی می برد بہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات۔ ازین ہر دو مراتب ذکر فکر می کشاید وازین مراتب قرب دآنچہ مقامات ذات صفات منزل مقامات می کشاید وہریک در عمل درآید وکامل گردد۔ صاحب توجہ توفیق صدیق با تصدیق تحقیق۔ از حق طریق۔ اگر در سلک سلوک معرفت اللہ و مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در باطن چنین گنج ونعمت اللہ ومراتب لذت عظیم صراط المستقیم نبودی، روندگان راہ باطنی ہمہ گمراہ شدندی۔

ابیات

طلب کن باطن چو باطن شد ظہور عارفان حق شوی اہل الحضور

اوّل : بادشاہ ظلّ اللہ کو۔

دوم : علمارِ عامل ولی اللہ کو۔

سوم : شیخ بے باطن کو۔

چہارم : جاہل کو علم کی قید میں لائے۔

ابیات

ہدایت کا نور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ باطن دل صاف اور منوّر ہو جاتا ہے۔
مَیں نے یہ مراتب حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے پائے ہیں۔
مرشد کامل کا توجہ کی نظر سے ایک بار دیکھنا مریدوں کو حق الیقین کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

جس کا پیر نہیں، وہ شیطان کا مرید ہے۔ جس کا کوئی پیر ہے تو اس کو کہہ کہ وہ (گویا) بایزید بسطامیؒ (کی طرح) ہے۔

مرشد کامل تلقین کے دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ طالبوں کو تصوّر اسم اللہ ذات بخشتا ہے۔ اور اسی تصوّر اسم اللہ ذات سے یکبار گی (طالب اللہ کو) مجلس محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سرِ کائنات میں پہنچا دیتا ہے۔ اِن ہر دو مراتب سے ذکر فکر کھل جاتا ہے۔ اور ان مراتب سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ ذات و صفات کے تمام منزل مقامات کھُل جاتے ہیں۔ اور ہر ایک عمل میں آجاتا ہے، جس سے وُہ کامل ہو جاتا ہے۔ (ان دونوں مراتب سے) صاحبِ توجہ، صاحبِ توفیق اور صدیق بالتصدیق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے طریق تحقیق ہاتھ آتا ہے۔ اگر سلک سلوک میں معرفت خداوندی، مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور باطن میں اس قسم کے خزانے اللہ کی نعمتیں، اور صراط مستقیم کی لذّت عظیم کے مراتب نہ ہوتے، نو راہ باطنی پر چلنے والے تمام لوگ گمراہ ہو جاتے۔

ابیات

جب باطن کا ظہور ہو گیا، تو تُو باطن کو طلب کر۔ تُو عارف حق ہو جائے گا اور اہل حضوری میں سے ہوگا۔

درحضوری سه مقام و سه نشان | علم و حلم و عارف صاحب عیان

شرح حاضرات

کل وجز درقبض قید تصرف خود آورد درجات سی[۳۰] کلید و سی سیپارهٔ قرآن۔ وباہر یک سی[۳۰] حروفی سی علمی وسی[۳۰] حکمت وسی[۳۰] گنج وسی[۳۰] دائرہ نقش وسی[۳۰] حاضرات۔ بعضی از حاضرات کلید حروف دریافتن حقایق ماضی وحال ومستقبل ومقام ازل ومقام ابد ومقام عقبیٰ ومقام معرفت توحید الہٰی بخشد وبکشاید وبعضی از کلید حاضرات حروف دائرہ نقش حرف تجلیات ذات مشاہدات می کشاید، ہفت علم۔

اوّل ، روشن ضمیر۔
دوم ، علم کیمیا اکسیر۔
سیوم ، علم دعوت تکسیر۔
چہارم ، علم نص حدیث تفسیر۔
پنجم ، علم تاثیر۔
ششم ، علم نظر تنظیر۔
ہفتم ، علم بر نفس امیر۔

ہر کہ باین مراتب کل کلیدات حاضرات رسد، فقیر لایحتاج۔ تمام عالم، ہفت اقلیم ہفت بادشاہ طالب او مرید، اینست پیر کامل۔ مرید لا یرید از کلید حاضرات حروف نقش دائرہ حرف آنچہ وجود جان جسم جسد قلب قالب است گوشت پوست۔ اگر مغز استخوان و ہر موئی زبان

حضوری میں تین مقام اور اس کے تین نشان ہیں۔ اس کو صاحب علم، بردبار اور صاحب نظر ہونا چاہیے۔

شرح حاضرات

حروف تہجی

(واضح رہے کہ) تیس ۳۰ حروف سے کل و جز قبض، قید اور تصرف میں آجاتے ہیں۔ تیس ۳۰ حروف قرآن پاک کے تیس سیپاروں کی چابیاں ہیں۔ تیس ۳۰ حروف سے تیس ۳۰ علم، تیس حکمت، تیس خزانے، تیس دائرہ نقش اور تیس حاضرات حاصل ہو جاتی ہیں۔ حروف کی چابی کے بعض حاضرات سے ماضی، حال اور مستقبل کے حقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ مقام ازل، مقام ابد، مقام عقبیٰ اور مقام معرفت توحید الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے اور بعض کو حروف دائرہ نقش کے حاضرات کی کنجی سے تجلیات ذاتی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل، سات قسم کے علوم منکشف ہو جاتے ہیں:-

اول علم روشن ضمیری ہے۔
دوسرا علم کیمیا اکسیر ہے۔
تیسرا علم دعوت تکسیر ہے۔
چوتھا علم قرآن و حدیث و تفسیر ہے۔
پانچواں علم تاثیر ہے۔
چھٹا علم نظر نظیر ہے۔
ساتواں علم نفس پر غلبہ ہے۔

جو شخص کُل کلیدات حاضرات کے ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ وہ فقیر لایحتاج بن جاتا ہے۔ تمام عالم، سات راجدھانیوں کے ساتوں بادشاہ اس کے طالب اور مرید ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص پیر کامل ہوتا ہے۔ وہ اپنے مرید لایرید کو نقش دائرہ حروف کے حاضرات سے اس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے کہ مرید کا جسم، اس کی جان، اسکا قلب قالب

کشاید بنام اللہ از تجلیات ذکر اللہ و آنچہ حجاب سراپردہ است ہمہ از وجود برخیزد۔ از کلیدات حاضرات حروف دائرہ منقش حرف استغراق معرفت الّا اللہ و از مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یعنی اصحاب کبار، جمیع اصحاب با نبی اللہ مشرف و معزز گردد۔ از کلیدات حاضرات متوجہ باطنی برعرش اکبر میرود۔ و گرد دیگر د کنگرہ عرش و کرسی حرفی مرقوم است۔ بر کنگرہ عرش اکبر سی حرفی در مطالعہ کند و درعمل در آید۔ و گنج خزائن اللہ آنچہ ظاہر باطن است ہمہ بکشاید۔ و از ان مطالعہ لوح محفوظ در مطالعہ آید۔ و عرش اکبر و لوح و قلم و کرسی از ماہ تا بماہی بقدرت الٰہی در لوح ضمیر مثل نقطہ کہ در آن است از ان جملگی باریک نماید۔ ہر کہ حاضرات کلیدات سی حرفی داند، علم خواندہ ناخواندہ آنرا برابر است۔ ازانکہ علم تورات و علم انجیل، علم زبور، و علم فرقان، عبادات، معاملات و اسم اعظم و اسم معظم و اسم عظمت و اسم کرامت ہمہ کشف گردد۔ و آنچہ بروی زمین حمات، حیات، علیین، سجین مثل غوث، قطب، اولیاء، قطب وحدت، فقیر مالک الملکی ہر ہمہ را دریابد۔

ہر کہ این چنین حاضرات کلیدات سی حرفی داند، اگر کامل است مکمل شود۔ و اگر مکمل است، اکمل شود۔ و اگر اکمل است، جامع عامل شود۔ مؤکلان و فرشتگان، ہژدہ ہزار عالم، کل مخلوقات کلام و نطق از و برکت و جمیعت از سی حرفی بیرون نیست۔

اور گوشت پوست، ہڈیوں کا مغز حتّیٰ کہ ایک ایک بال اللہ اللہ پکارنے لگتا ہے۔ تجلیات ذکر خداوندی سے تمام سراپردۂ حجاب وجود سے اُٹھ جاتے ہیں۔ دائرۂ نقش کے حاضرات حروف کی کلیدات سے اِلَّا اللّٰہ کی معرفت کا استغراق اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ یعنی اصحاب کبار اور جمیع اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ملاقات سے مشرف و معزّز ہو جاتا ہے۔ جب کلید حاضرات سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو عرش اکبر پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں پر عرش کے کنگروں اور کرسی کے ارد گرد یہ تیس حروف مرقوم ہیں۔ وہ عرش اکبر کے کنگروں پر تیس حروف کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور عمل میں لاتا ہے۔ جس سے ظاہر و باطن کے تمام خزائن الٰہی اس پر کھل جاتے ہیں۔ جس سے لوح محفوظ کا مطالعہ کھل جاتا ہے۔ اور عرش اعظم، لوح و قلم و کرسی تحت الثریٰ سے عرش بریں تک قدرت الٰہی سے لوح ضمیر میں مثل نقطہ دکھائی دیتے ہیں، بلکہ ان تمام سے بھی زیادہ باریک چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں۔ جو کوئی تیس حروف کی کلیدات حاضرات کو جانتا ہے، اس کے لیے پڑھنا یا نہ پڑھنا برابر ہوتا ہے۔ یہ اس لیے کہ اُسے علم توریت، علم انجیل، علم زبور، علم قرآن، علم عبادات، معاملات، اسم اعظم، اسم معظّم، اسم عظمت اور اسم کرامت سبھی کا انکشاف ہوتا ہے۔ اور روئے زمین پر جو کچھ بھی زندہ، مُردہ ہے، نیز علیین، سجین، غوث، قطب، ولی اللہ، قطب وحدت اور فقیر مالک الملکی سب کا جاننے والا ہوتا ہے۔ جو کوئی اس قسم کی تیس حرفی حاضرات کلیدات جانتا ہے، اگر وہ کامل ہے، تو مکمّل ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ مکمّل ہے، تو اکمل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اکمل ہے، تو جامع عامل ہو جاتا ہے، مؤکلات، فرشتے، اٹھارہ ہزار عالم، کل مخلوقات، کلام و نطق تیس حروف کی برکت و جمعیّت سے باہر نہیں۔

و دائرہ سی ۳۰ حرفی اینست ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ا ب ت ٹ ث ج خ د ذ ر ز
س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق
ک ل م ن و ہ لا ء ي

حدیث قدسی

عَبۡدِیۡ تَنَعَّمۡ بِیۡ وَاَنِسۡ بِیۡ اَنَا خَیۡرٌ لَّکَ مِنۡ کُلِّ مَا سِوَی اللّٰہِ[1]

یعنی ای بندہ من عیش بگیر بمن و الفت جمیعت بگیر بمن ، زیر آنچہ من نیک ترم برای تو از ہر چیزی کہ غیر من است ۔

مصنفؒ می گوید کہ از مطالعہ علم تمام تحصیل عالم شد ۔ و از ذکر طالب اللہ ذاکر شد ، نام اُو ذاکر ۔ و از فکر طالب اللہ صاحب فکر ، نام اُو اہل فکر ۔ و از الہام طالب اللہ صاحب الہام شد ، نام اُو اہل الہام ۔ و از کشف کرامات طالب اللہ صاحب کشف کرامات شد ، نام اُو اہل کشف کرامات شد ۔ از مذکور طالب اللہ صاحب مذکور شد ، نام اُو اہل مذکور ۔ از ورد وظائف تلاوت ، باعمال ظاہر مجاہدہ طالب اللہ صاحب مجاہدہ ۔ و از مشاہدہ طالب صاحب مشاہدہ شد و نام اُو اہل مشاہدہ ۔ یعنی در علم ، وہم ، خیال دلیل زندگی دم روان شد ۔ از حضور طالب اللہ صاحب حضور شد ، نام اُو اہل حضور ۔ و از قرب طالب صاحب قرب شد ، نام اُو اہل قرب ۔ و از تجلیات نور المبین ، علم الیقین عین الیقین حق الیقین یعنی دانستن آنچہ دانست بچشم باطن دید ۔ و آنچہ دید در آن فنا شد یافت حق بحق رسید ۔ حق بحق دید ، حق بحق شنید ۔ حق بحق کشید ۔ این را نام صاحب حق شد ۔ این ہر یک مراتب نام شد یعنی ولی اللہ عارف

---

[1] حدیث قدسی

اور دائرۂ سی حرفی یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ا ب ت ث ج خ د ذ ر ز س ش ص
ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و
ہ لا ء ی

حدیث قدسی

"اے میرے بندے! تو میری نعمت پر عیش کرتا ہے اور مجھ سے ہی انس اور جمعیت حاصل کرتا ہے۔ (مگر تو مجھے بھول جاتا ہے) حالانکہ میں تمام ماسوی اللہ سے بڑھ کر تیرے لیے بہتر ہوں"۔

مصنف (فقیر باہوؒ) فرماتے ہیں کہ علم تمام کے حصول مطالعہ سے عالم ہوتا ہے۔ ذکر کرنے والے طالب اللہ کو ذاکر، فکر کرنے والے طالب اللہ کو صاحب فکر، جسے اہل فکر کہتے ہیں۔ الہام والے طالب اللہ کو صاحب الہام، جسے اہل الہام کہتے ہیں۔ کشف و کرامات والے کو صاحب کشف و کرامات، جسے اہل کشف و کرامات کہتے ہیں۔ مذکور والے طالب اللہ کو صاحب مذکور، جسے اہل مذکور کہتے ہیں۔ ورد وظائف، یا تلاوت قرآن مجید اور ظاہری اعمال مجاہدہ کرنے والے طالب اللہ کو صاحب مجاہدہ اور مجاہدہ سے مشاہدہ کرنے والے طالب اللہ کو صاحب مشاہدہ؛ یعنی علم، وہم، خیال دلیل سے (ہمیشہ کی) زندگی نصیب ہو کر دم رواں ہو جاتا ہے۔ حضور سے طالب اللہ صاحب حضور اور اہل حضور اور قرب سے طالب اللہ صاحب قرب اور اہل قرب کہلاتا ہے۔ تجلیات نور المبین سے علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یعنی جو کچھ اس نے دیکھا، باطن کی آنکھ سے دیکھا۔ اور جو کچھ دیکھا، اس میں فنا ہوا۔ حق سے حق کو پایا۔ حق سے حق کو پہنچا۔ حق نے حق کو دیکھا۔ حق نے حق سے سنا۔ حق نے حق کو کھینچا۔ اس کا نام صاحب حق ہوا۔ یہ تمام مراتب جن کا نام لیا گیا ہے، انہیں ولی اللہ، عارف

باللہ اولیاء اللہ واصل۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد، اخیار، عمر این ہر یک مراتب در شمار آوردہ قاعدہ خواندن مثل سی حرفی طفولیت بطفلان سبق می دھند۔

پس فقر چیست؟ و مراتب فقر چیست؟ مرتبۂ فقر غرق در دریای توحید فردانیت فنا فی اللہ فرد۔ بر ہر یک مراتب غالب مرد۔ و فقر حاصل نمی شود تا آنکہ مرشد کامل فقیر طالب را بہفت مشق اسم اللہ ذات ہفت اندام بتصور پختہ گرداند و بہفت تصرف نفس را از ہستی بود نابود۔ بعد ازان غرق انوار کہ محض مطلق غرق نور دیدار بروی حرام و مردار۔ ہر کہ بدین آثار فنا فی اللہ فقیر پروردگار۔ ظاہر در شریعت ہشیار و باطن از باطل بیزار۔ ہر کہ باین مراتب فقر رسد، بروی بیست و چہار ہزار تجلہ نازل شود از ماہان بیست و چہار حروف کلمۂ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ این از سر مغز اسرار دماغ است۔ این را فقیر مالک الملکی گویند سر دفتر فقر۔

قولہ تعالیٰ:۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ [۱]

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ [۲]

فقیر شدن نہ آسان کار، در فقر عظیم سر اسرار۔ فقیر صاحب جمیعت فنا فی ذات از مقامات درجات کشف کرامات بی جمیعت متفرقات۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

پس مراتب فقر آنکس داند کہ بفقر رسیدہ و لذت از فقر چشیدہ و فقر را ورزیدہ باشد و سلطان الفقر رالعینہ عین دیدہ باشد۔

---

[۱] سورۃ القصص، ۲۸: ۲۴ [۲] زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ

باللہ، واصل اولیا اللہ، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، اخیار وغیرہ کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر مرتبہ، جس کا شمار کیا گیا ہے۔ یہ بچوں کے لیے سی حرفی کی قاعدہ خوانی کے مثل ہے۔ جس کا ان کو بچپن میں سبق دیا جاتا ہے۔

پس فقر کیا ہے؟ اور اس کے مراتب کیا ہیں؟ دریائے توحید میں مستغرق ہو کر فردانیت حاصل کرنے کو فقر کہتے ہیں۔ جو فنا فی اللہ ہو کر فرد ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام مراتب پر غالب اور مرد ہو جاتا ہے۔ اور فقر حاصل نہیں ہوتا، جب تک کہ مرشد کامل فقیر طالب اللہ کو اسم اللہ ذات کی سات مشقوں سے اس کے ساتوں اعضاء کو پختہ نہ کر دے اور سات قسم کے تصرف سے نفس کو ہستی سے نیستی نہ کر دے۔ بعد ازاں اسے غرق انوار کر دیتا ہے، جس سے وہ (اس طرح) مطلق غرق نور اور (مشرف) دیدار ہو جاتا ہے، کہ دوسرے کو دیکھنا اس کے لیے حرام اور مردار ہو جاتا ہے۔ جو شخص ان آثار سے فنا فی اللہ ہو، وہی اللہ تعالیٰ کا فقیر ہے۔ ایسا شخص بظاہر شریعت میں ہوشیار اور باطن میں باطل سے بیزار ہو جاتا ہے۔ جو شخص فقر کے ان مراتب پر پہنچتا ہے، اس پر کلمۂ طیب کے چوبیس حروف سے چوبیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ تجلیات نازل ہوتی ہیں، کیونکہ یہ اسرار سر مغز دماغ سے ہیں۔ ایسے شخص کو مالک الملکی فقیر کہتے ہیں، جو فقر میں سر فہرست ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے رب! تو جو اچھی چیز میری طرف اتارے، میں اس کا محتاج ہوں"۔

ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے"۔

فقیر ہونا کوئی آسان کام نہیں۔ فقر میں بہت سے راز پوشیدہ ہیں۔ صاحب جمعیت فنا فی ذات فقیر کشف و کرامات کے بے جمعیت متفرق مقامات و درجات سے گذرا ہُوا ہوتا ہے۔ اللہ ہی کافی ہے۔ باقی سب خواہشات دنیا ہیں۔

پس فقر کے مراتب وہی جانتا ہے، جو فقر تک پہنچا ہو۔ جس نے فقر کی لذت چکھی ہو۔ اور فقر کو اختیار کیا ہو اور سلطان الفقر کو عین بعین دیکھا ہو۔

○

قولهٗ تعالیٰ :-

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ط [1]

بسیار اند فقیر کہ بفقر نام رسیدہ۔ کم اند فقیر از ہزار کس باشد کہ بفقر تمام رسیدہ۔

حدیث

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط [2]

حدیث

اَلْفَقْرُ لَا يُحْتَاجُ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ ط [3]

سخن فقیر از کُنہ متفق قضا۔ اینست مراتب فقر رضا کہ رضای فقر بقضای فقر کہ مراتب فقر در وہم و فہم نگنجد، قلب سلیم و بحق تسلیم۔

قولهٗ تعالیٰ :

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ط [4]

پس معلوم شد کہ فقیر اہل خدا و اہل مراتب اہل ہوا۔ مجلس اہل خدا و اہل ہوا راست نیاید۔ پس سالک سالک حضوری بدانکہ از وجودیہ بکشاید و عینہ بعین می نماید۔

باید دانست کہ غوث و قطب سہ طریق است بعضی بطیر سیر طبقات صاحب توفیق است۔ غوث و قطب دہقانی گویند۔ از یکدیگر ولایت تا بولایت متعلق یکدیگر تعلقات۔

دوم: غوث و قطب بحق رفیق روحانی کہ از قبر می بردہ برای آوردہ جسم جانی روحانی

---

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲ [2] مرغوب القلوب، ص ۱۸، انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ [3] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔ [4] سورہ المؤمن، ۴۰: ۴۴ -

ارشاد خداوندی ہے :-

"جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔"

بہت سے فقیر فقر کے نام تک ہی پہنچے ہیں۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک فقیر ہوگا، جو فقر تمام کے مقام پر پہنچا ہوگا۔

حدیث

"جب فقر انتہاء کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے۔"

حدیث

"فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"

فقیر کی بات کُن سے قضا کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ یہ ہیں مراتب فقر رضا کے، کیونکہ فقیر کی رضا فقر کی قضا کے مطابق ہوتی ہے۔ فقر کے مراتب وہم و فہم میں نہیں سما سکتے۔ فقیر کا دل سلیم ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیے ہوئے ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"میں اپنا کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ واقعی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ فقیر اہل خدا ہوتا ہے اور اہل مراتب اہل ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے اہل خدا اور اہل ہوس کی مجلس ایک دوسرے کو راس نہیں آتی۔ پس حضوری کے سلک سلوک والا (فقیر) مذکورہ بالا امور وجود سے منکشف کر کے عین بعین دکھا دیتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ غوث و قطب تین طرح کے ہوتے ہیں :-

اول :- بعض غوث و قطب طبقات کی طیر سیر میں صاحب توفیق ہوتے ہیں انہیں غوث و قطب دہقانی کہتے ہیں۔ ان کے ولایت با ولایت ایک دوسرے سے تعلقات ہوتے ہیں۔

دوم : غوث و قطب روحانی جو حق کے رفیق ہوتے ہیں اور جو قبر سے باہر نکل کر جسم جان اور روح اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ دنیائے فانی کے شور و غل سے فارغ ہوتے

فارغ از دنیا فانی دوام اشتغال بمعرفت خدا وحال قدر ایشان بر ملک عظیم است ومراتب ایشان صفت کریم است۔ خود را گمنام ساختہ انداز خلقت ظہو دوام در لاہوت حضور۔

سیوم اغوث وقطب تحقیق غرق توحید در دریای عمیق کہ این را فقیر حقیقی گویند۔ از وجود حق آوردہ وحق بحق بردہ، محقق حقیقت فنا فی اللہ بحق فنا بقا باللہ بحق بقا۔ قدرت سبحانی معشوق ربانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ جملہ اہل مراتب از ایشان است۔ ہر کہ منکر بی دین، بدکیشان و پریشان باشند۔ قول فقیر باہوؒ قدس سرہٗ۔ اَلْعِنَایَۃُ مِنَ الْہِدَایَۃِ۔ و ہدایت ہفت قسم است۔ مجموعہ چہار ہدایت در علم است۔ علم، عمل، فیض، تقویٰ۔ مجموعہ سہ ہدایت باطن است۔ شناختن نفس و برآمدن از ہوا نفس و شناختن اللہ کہ بزبان قدرت گوئندہ و بگوش قدرت شنوندہ و بچشم قدرت بیندہ۔ ہر کہ براین اعتقاد آوردہ نفس تابع از بدخصالت مُرد۔ خدای تعالٰی را شناخت و قدم در معرفت الٰہی برد۔

حدیث

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ[1]

بعد ازان حاصل شود عارف باللہ را معرفت خدا۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ[2]

ابیات

فقر لایحتاج را شد دو گواہ ترک دادن غیر دیگر ترک جاہ

---

[1] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان [2] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ

ہیں اور دائمی طور پر معرفت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ ان کی قدر و منزلت کی کیفیت عظیم فرشتوں جیسی اور ان کے مراتب کریم جیسے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو گمنام رکھتے ہیں۔ خلقت میں ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ لاہوت میں ہمیشہ کے لیے حضوری ہوتے ہیں۔

سوم: غوث و قطب (صاحب) تحقیق جو توحید کے گہرے سمندر میں مستغرق ہوتے ہیں۔ انہی کو حقیقی فقیر کہتے ہیں۔ ان کے وجود سے حق نکالا ہے اور وہ حق کو حق میں لے گئے ہیں۔ وہ حقیقت کے تحقق فنا فی اللہ ہیں۔ حق میں فنا اور بقا باللہ یعنی حق میں بقا والے ہیں۔ وہ قدرت سبحانی، معشوق ربانی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی سرہٗ العزیز ہیں۔ یہ تمام مراتب ان سے ہیں۔ جو حضور غوث پاکؒ کا منکر ہے، وہ بے دین، بد مذہب اور پریشان حال ہے۔

فقیر باھوؒ فرماتے ہیں کہ عنایت ہدایت سے ہے۔ اور ہدایت سات طرح کی ہے۔ چار قسم کی ہدایت کا مجموعہ علم ہی سے ہے۔ یعنی علم، عمل، فیض اور تقویٰ۔ تین قسم کی ہدایت کا مجموعہ باطن میں ہے۔ یعنی معرفت نفس، خواہشات نفسانی سے نکلنا۔ اور معرفت خداوندی اس طرح حاصل ہونا کہ قدرت کی زبان سے بات کرے۔ قدرت کے کانوں سے سنے اور قدرت کی آنکھوں سے دیکھے۔ جو شخص اس بات پر اعتقاد کر کے (عمل) کرے گا، اس کا نفس اس کا مطیع ہو کر خصائل بد سے مردہ ہو جائے گا۔ پھر وہ خدائے بزرگ و برتر کو پہچان لے گا، اور معرفت خداوندی میں قدم رکھے گا۔

حدیث

"جس نے اپنے نفس کی حقیقت کو پہچان لیا، پس اس نے اپنے رب کو پہچان لیا اور جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا۔ پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا۔"

اس کے بعد عارف باللہ کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ "فقیر ماسوا اللہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔"

ابیات

غیر محتاج فقیر کے دو گواہ ہوتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو اور عزت و جاہ کو ترک کر دیتا ہے۔

عز و دنیا را نہ طلبش انبیاءؑ — ترک دنیا فرض شد بر اولیاءؒ

فقیر ازین دو مراتب لایحتاج گردد۔ یکی از تصور اسم اللہ ذات، معرفت، مشاہدۂ قرب حضور۔

دوم: با توفیق قوت قوی دوام حاضر مجلس نبی علیہ السلام۔

از دعوت اہل روحانیت اہل قبور بر فقیر در عمل آوردن عین ضرور است۔ اگر صورت حروف علم و صورت علماء و نقش و اسم اللہ ذات و صورت فقراء نوشتہ می بینی بر دیوار، ادب نگہدار کہ این ہر دو طائفہ بزرگوار برگزیدہ درگاہ پروردگار است۔ صاحب معرفت لایق دیدار است۔ ہر کہ دامن با دوستی ایشان گیرد، بسلامتی ایمان بمیرد۔

بدانکہ ہر طریق و ہر علم را اول و ابتدا، قاعدہ و راہ است، بی مرشد و بی استاد بی علم قاعدہ راہ آدمی گمراہ است۔ اول قاعدۂ قادری را قلعہ ہفت اندام قید قلب قالب کہ نفس تزکیہ گیرد پُر نور و قلب زندہ شود مع اللہ بالہام ذکر مذکور۔ و روح در مشاہدہ در آید قرب اللہ حضور۔ چون این ہفت قلعہ ہفت اندام قادری را روشن شد، انوار قادری عارف باللہ لایق دیدار از تصور اسم اللہ ذات۔ و یا از ذکر ضرب کلمۂ طیبات از استاد کامل مرشد مکمل می داشت۔ و قاعدۂ سبق یک حرف اللہ خواند، چشم روشن شد تماشای جاودان بدید و بمعرفت الٰہی رسید۔

ہر کہ قاعدۂ یک حرفی را روز اول از طریق تحقیق بخواند، آنچہ فی الدنیا والآخرۃ است، از وی ہیچ چیز مخفی و پوشیدہ نماند۔

قادری بسیار است بگفتن نام قادری کم است کہ قادری عارف تمام۔ قادری را از آن باید شناخت۔ قادری از معرفت الٰہی توحید دریای نوش

انبیائے کرام علیہم السلام عزت اور دنیا کو طلب نہیں کرتے۔ دنیا کو ترک کرنا اولیائے کرام پر فرض ہو جاتا ہے۔

فقیر ان دو مراتب سے لایحتاج ہو جاتا ہے۔ ایک تصورِ اسم اللہ ذات، معرفت اور قرب حضور کا مشاہدہ۔

دوم: دائمی طور پر مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باتوفیق قوی قوت رکھتا ہو۔

فقیر کے لیے عین ضروری ہے کہ اہل روحانیت اور اہل قبور کی دعوت کو پڑھ کر عمل میں لائے۔ اگر علماء کے نام کے حروف کی صورت یا اسم اللہ ذات کا نقش یا فقراء کی صورت دیوار پر لکھی ہوئی دیکھو، تو اس کا ادب کرو، کیونکہ علماء اور فقراء کے دونوں گروہ بزرگ اور درگاہ پروردگار کے برگزیدہ ہیں۔ یہ دونوں ہی صاحب معرفت اور لائق دیدار ہیں۔ جو دوستی کے ساتھ ان کا دامن پکڑتا ہے، وہ اس دنیا سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ کوچ کرتا ہے۔

(اے طالب صادق) جان لے کہ ہر ایک طریقے اور ہر ایک علم کے لیے ابتدائی قاعدہ اور راہ ہے۔ بے مرشد اور بے استاد اور بے علم کا نہ کوئی قاعدہ ہے، نہ کوئی راہ، بلکہ وہ گمراہ ہے۔ اوّل قاعدۂ قادری ساتوں اعضاء کا قلعہ ہے۔ جس سے قلب و قالب تصرف میں آتے ہیں۔ نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ اور قلب قالب پُر نور ہو جاتے ہیں۔ قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ ذکر مذکور سے مع اللہ الہام ہونے لگتا ہے اور روح کو مشاہدۂ قرب و حضور الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ جب قادری کے ساتوں اعضاء، جو سات قلعے ہیں، نور سے روشن ہو جائیں، تو عارف باللہ تصور اسم اللہ ذات یا کلمہ طیبات کے ذکر سے دیدار کے لائق ہو جاتا ہے، بشرطیکہ کوئی کامل استاد یا مرشد مکمل سکھائے۔ اور جب کوئی قاعدۂ یک حرفی اسم اللہ کے سبق کو پڑھتا ہے، تو آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں، دائمی تماشا نظر آنے لگتا ہے۔ اور معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔

جو کوئی قاعدۂ یک حرفی (اسم اللہ) کو پہلے دن تحقیق کے طریق سے پڑھتا ہے، تو دنیا و آخرت میں جو کچھ بھی ہے: اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔

نام کے قادری تو کثرت سے ہیں، لیکن قادری جو عارف تمام ہو، شاذ و نادر ہیں۔

است۔ قادری ہرگز نباشد بادہ فروش۔ مرتبۂ قادری قرب است با جمعیت وقادری قتال است قاتل نفس۔ وقادری غنی است بی غلط۔ وقادری حق پسند است، بیزار از بدعت، سرود، حسن پرستی وحسن پرستی از انا ہوا ومستی است۔

عجب دارم ازان احمق قوم کہ در مرتبۂ تلمیذ الشیطان ومی گویند تلمیذ الرحمٰن در مرتبۂ قید شیطان خطرات وسواسی ومی گویند مرتبۂ اویسی است۔

بدانکہ ہریک مقام کہ در اُو ابتداء وانتہا ختم تمام مخلوقات پیدا وپنہان خداوندی در طی اسم اللہ ذات است۔ واسم اللہ ذات در طی قلب است۔ وقلب در طی سرّ است وسرّ در طی روح است وروح در طی اسرار است و اسرار در طی خفی است۔ وخفی در طی ہویدا است وہویدا در طی سویدا است و چون مجموعہ در طی روشن درآید وہر علم علوم بکشاید ومی داند، از ہیچ چیز مخفی وپوشیدہ نماند۔ این راہفت قاری علم معرفت عالم اللسان وعالم القلب وعالم الروح وعالم السرّ وعالم الاسرار وعالم الخفی وعالم النور الہدایت۔ عالم تمام تحصیل عارف خدا۔

وازہریک علم چہاردہ علم برآید۔ وازہریک چہاردہ علم یک وبیست ہزار علم بکشاید۔ ہرکہ ہریک علم را در تحصیل درآرد، آنرا عالم حکیم عارف گویند۔ ونزدیک اُو عوام وخواص جاہل است کہ این عالم خاص الخاص حکیم است۔ قلب تسلیم بحق تسلیم است۔

حدیث

لَا تُکَلِّمِ کَلَامَ الْحِکْمَۃِ عِنْدَ الْجَاھِلِ[1]

---

[1] الحدیث

قادری کو اس بات سے پہچاننا چاہیے کہ وہ معرفت الٰہی توحید کا دریا نوش ہوتا ہے۔ قادری ہرگز بادہ فروش نہیں ہوتا۔ قادری کا مرتبہ قرب باجمیعت ہے۔ اور قادری قاتل نفس ہے۔ قادری صحیح معنوں میں غنی ہوتا ہے اور وہ حق پسند ہوتا ہے۔ قادری بدعات سے بیزار ہوتا ہے۔ قادری سرود اور حسن پرستی سے متنفر ہوتا ہے، کیونکہ حسن پرستی تکبر، حرص و ہوا اور مستی کے سبب ہوا کرتی ہے۔

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو (حقیقت میں) تو شیطان کے شاگرد ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ وہ وحدانیت کے پرستار ہیں۔ حالانکہ وہ قید شیطان کے مرتبہ میں خطرات و وساوس میں مبتلا ہوتے ہیں، لیکن اپنے آپ کو وہ اویسی کہتے ہیں۔

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح) جان لے کہ ہر ایک مقام کی ابتدا، و انتہا، ظاہر و مخفی تمام مخلوقات خداوندی اسم اللہ ذات کی طے میں ہے۔ اور اسم اللہ ذات قلب کی طے میں ہے اور قلب سر کی طے میں ہے۔ اور سر روح کی طے میں ہے۔ اور روح اسرار کی طے میں ہے۔ اور اسرار خفی کی طے میں ہے اور خفی ہویدا کی طے میں ہے۔ اور ہویدا سویدا کی طے میں ہے۔ اور جب ساری طے روشن اور واضح ہو جاتی ہیں، تو تمام علم علوم منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور وہ (ہر چیز) جان جاتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ پھر قادری ساتوں علوم معرفت کا عالم ہو جاتا ہے۔ وہ ساتوں علوم مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلا علم، **عالم لسان**۔ دوسرا علم **عالم قلب**۔ تیسرا علم: **عالم روح**۔ چوتھا علم، **عالم سر**۔ پانچواں علم: **عالم اسرار**: چھٹا علم: **عالم خفی**۔ ساتواں علم: عالم نور ہدایت۔ ان تمام علوم کا عالم عارف خدا ہوتا ہے۔

پھر مذکورہ بالا سات علوم میں سے ہر ایک علم سے چودہ علوم نکلتے ہیں۔ اور پھر ان چودہ علوم میں سے ہر ایک علم سے چوبیس ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں۔ جو شخص ہر ایک علم کو حاصل کرتا ہے، اس کو عالم، دانا اور عارف کہتے ہیں۔ (اگرچہ وہ) عوام و خواص کے نزدیک جاہل ہے، لیکن وہ حقیقت میں خاص الخاص عالم و حکیم ہے۔ وہ قلب سلیم رکھتا ہے اور بحق تسلیم ہے۔

حدیث

"حکمت کی باتیں جاہل شخص کے سامنے مت کرو۔"

حدیث

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ[1]

بدانکه در خاموشی ہفتاد ہزار حکمت است رحمانیت. این چنین خاموشی که متعلق معرفت مشاہدہ حضور با خدای تعالیٰ، دور مدور از دل ذکر با مذکور. فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ[2] الہام بالہام پیغام با پیغام جواب با صواب بمد نظر اللہ منظور. بدین طریق تحقیق از سر ہدایت فارغ از گویائی کفر شرک بدعت خاموشی که بدین صفت موصوف نباشد معرفت الٰہی وصال ازان بہتر است۔

حدیث

اَلصَّدَقَةُ شَیْئٌ عَجِیْبٌ قَالَہَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ[3]

بدانکه نفاق در خاموشی است. خاموشی که متعلق بنفاق است، ہفتاد ہزار فریب و فتنہ لشیطان اتفاق است۔

حدیث

نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْ غَضَبِ الْحَلِیْمِ[4]

ہر که بکمالیت معرفت اللہ تمامیت کمالیت رسد، آنرا خاموشی و گویائی برابر. آنرا مستی و ہشیاری برابر. آنرا خواب و بیداری برابر. که مرتبہ کامل، مکمل، اکمل، جامع این است که تصور اسم اللہ و ذکر اللہ و قرب حضور فنا فی اللہ در قید قبض توحید و ظاہر باطن مراتب الیشان تجرید تفرید. و ہر اعمال و اقوال بغیر از حکم حکمت

---

[1] شرح خواجہ ایوب المنہج القوی، ج ۲، ص ۵۸۰

[2] سورہ البقرہ ۲ : ۱۵۲

[3] الحدیث

[4] الحدیث

حدیث

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان گونگی ہو گئی"۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ خاموشی میں حکمت و رحمانیت کے ستر ہزار خزانے ہیں۔ اس قسم کی خاموشی معرفت، مشاہدہ حضور الٰہی، دور مدور اور دل سے ذکر با مذکور "تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا" کے متعلق ہوتی ہے جس سے اس قسم کی خاموشی والے کو الہام با الہام، پیغام با پیغام، جواب باصواب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور وہ بارگاہ خداوندی میں منظور نظر ہو جاتا ہے۔ اس طریق تحقیق سے، جو سرّ ہدایت ہے، کفر و شرک کی گویائی سے فارغ اور بدعت کی باتوں سے وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔ جو شخص اس صفت سے متصف نہ ہو، وہ معرفت خداوندی اور وصال الٰہی سے بے بہرہ ہے۔

حدیث

"صدقہ عجیب چیز ہے۔ اس کو تین بار فرمایا"۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ نفاق بھی خاموشی میں ہے (حق کی بات پر سکوت اختیار کر لینا حد درجہ کی منافقت اور ریاکاری ہے) خاموشی جو نفاق سے متعلق ہے، اس کے ساتھ ستر ہزار شیطانی فتنہ و فساد اور مکر و فریب متصل ہوتے ہیں۔

حدیث

"بردبار کے غصہ و غضب سے اللہ کی پناہ"۔

حاصل کلام یہ کہ جو معرفت خداوندی کی کمالیت و تمامیت تک پہنچ گیا، اس کے لیے خاموشی اور گویائی برابر ہے۔ اس کی مستی اور ہوشیاری برابر۔ اس کی خواب و بیداری برابر۔ کیونکہ کامل، مکمل، اکمل اور جامع کے یہی مراتب ہیں۔ کہ تصور اسم اللہ اور ذکر الٰہی اور قرب و حضوری فنا فی اللہ سے وہ توحید کے قید و قبضہ میں ہوتے ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں ان کو تجرید و تفرید کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ ان کا ہر عمل اور قول بغیر حکم و حکمت

خالی نیست. چنانچہ افعال حضرت خضر علیہ السلام در نظر حضرت موسیٰ علیہ السلام گناہ. و حضرت خضر علیہ السلام در باطن ثواب راہ. کہ کشتی را شکست و بچہ را کشت و دیوار را بنا کرد کہ در سورۂ کہف واقع است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ [1]

ابیات

این بلا کین قوم را حق دادہ است	زیر گنجی آن کرم بنہادہ است
باہُوؒ طالب صابر بود بہتر زجان	طالب جاسوس باشد در زیان
عاقلان را بس بود خاموش قال	بی شعوران کی رسند با حق وصال

عالم سرمایۂ ایمان است. جاہل بدتر ثانی شیطان است. طلب مرشد کامل باید کرد کہ طرفہ نزد بحق برد۔

بدانکہ طالب مرید قادری را فتح از طریقۂ قادری است و اگر بطریقۂ دیگر رجوع آرد و می شود مرید، یزید است و اگر می کند طالب طلب از برکت گردد سلب. در یابد مراتب کلب. و اگر کسی می گوید کہ من از ہر طریقہ می دارم خلاف حکم خلافت، بر سخن او اعتبار نباید آورد کہ آن ولد الزنا ب بسیار پدر دارد. سخن او لاف در لاف است. قادری لایحتاج نر شیر است. خدا نخواستہ باشد کہ طالب مرید قادری بطریقۂ دیگر رجوع آرد. قادری مرید طالب قادری بر ہر طریقہ غالب۔

---

[1] سورہ الکہف، ۱۸ : ۷۸

سے خالی نہیں ہوتا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کے افعال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظروں میں گناہ معلوم ہوتے تھے، لیکن حضرت خضر علیہ السلام باطن (حقیقت) میں ثواب کا کام کر رہے تھے کہ آپ نے کشتی کو توڑا۔ بچّہ کو قتل کر ڈالا اور دیوار تعمیر کر دی۔ یہ واقعہ سورۂ کہف میں بیان ہوا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"کہا! اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔"

ابیات

اس مصیبت نے جس نے اس قوم کو (جینے کی) مہلت دی ہے۔ اس نے اس بخشش کو خزانہ کے نیچے چھپا رکھا ہے۔

اے باہوؒ! صبر طلب کرنے والا جان سے بہتر ہے۔ جاسوسی طلب کرنے والا نقصان میں رہتا ہے۔

عقلمندوں کے لیے (یہ) خاموش گفتگو کافی ہے کہ بے شعور سگ (بھلا) واصل باللہ کب ہو سکتے ہیں؟

عالم شخص ایمان کا سرمایہ ہے۔ (اور) جاہل شخص شیطان کا ثانی ہے، بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔ مرشد کامل کی تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ وہ ایک لحظہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے۔

جان لو! کہ طالب مرید قادری کو فتح و نصرت اس کے قادری ہونے کے طریق سے ہے۔ اگر وہ کسی اور طریقہ کی طرف رجوع کرے گا، یا وہ مُرید ہو جائے گا تو وہ یزید (پلید) ہے۔ اور اگر وہ کچھ طلب کرے گا۔ تو اس کی برکت سلب ہو جائے گی۔ اور کتّوں کا سا حال ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے ہر طریقہ سے خلافت حاصل ہے: تو اس کی بات پر اعتبار نہ کرنا چاہیے، کیونکہ وہ حرامی بہت سے باپ رکھتا ہے۔ اس کی بات لاف در لاف ہے۔ (یعنی وہ سراپا ڈینگیں مار رہا ہے۔) قادری کسی کا محتاج نہیں، وہ شیر نر ہے۔ خدانخواستہ ہی ہو گا کہ طالب مرید قادری (اپنے طریقہ کو چھوڑ کر) کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرے۔ قادری مرید جو قادری طالب ہے، وہ ہر طریقہ پر غالب ہوتا ہے۔

ابیات

باھُوؒ ہر کہ طالب شد مریدش قادری
قادری حاضر نبیؐ بر دین قوی
قادری را بس بود قادر کرم
پیشوای شاہ آنرا نیست غم
من مریدم شاہ میران محیؔ الدّین
خاک بر سر منکران بی یقین
ہر کہ منکر زین ہدایت گاوُ خر
ہر کہ ایشان را مریدش شُد بانظر
باھُوؒ از غلامانِ غلامش خاکپای
شاہ میران پیشوای با خدا

مرشد کہ بر یک قدم و بر یک دم این ہر یک مقام ابتدار و انتہا، تمام وجودیہ از حاضرات اسم اللہ ذات نکشاید و نہ نماید، آنرا مرشد نباید گفت کہ محرم قال است، بی خبر از معرفت وصال، اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بدانکہ ہر کہ یافت از فقر از علم یافت، ہر کہ شناخت از علم شناخت چنانچہ مصرعہ: بکزبی علم نتوان خدارا نشاخت۔ این علم دانستن وکشائیش از ہدایت، کشف، فیض مکشوف عین العیان معروف از علم روشنی قلب است صفات القلب۔ این چنین قلب راقلب النّور گویند و آنست قلب النّور کہ دوام بمدّ نظر اللہ منظور بالہام ذکر مذکور در مشاہدہ قرب معرفت، توحید اللہ حضور۔ پس این چنین صاحب قلب را علم از حضور و الہام از حضور و مراقبہ و فکر از حضور و مکاشفہ حضور و توجہ دلیل وہم خیال معرفت

ابیات

اے باہوؒ! جو طالب مرید قادری مرشد کا ہو گیا۔ قادری مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر اور دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مضبوطی سے قائم ہوتا ہے۔

قادری پر قادر مطلق کا بہت زیادہ کرم ہوتا ہے۔ وہ بادشاہوں کا پیشوا ہے، اس کو کسی قسم کا کوئی غم نہیں ہوتا۔

میں حضرت غوث اعظم شاہ میراں محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا مرید ہوں۔ ان پر یقین نہ رکھنے والے منکروں کے سر پر خاک پڑے۔

جو کوئی ان کی تعلیم و ہدایت کا منکر ہے، وہ بمنزلہ گائے اور گدھے کے ہے۔ اور جو اُنکا مرید ہے، وہ صاحب نظر ولی کامل ہوتا ہے۔

باہوؒ ان کے غلاموں کے غلاموں کی خاک پا ہے۔ شاہ میراںؒ اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

جو مرشد ایک قدم پر اور ایک دم میں ہر ایک مقام کی ابتداء و انتہاء حاضرات اسم اللہ ذات سے وجود میں نہ کھول دے اور دکھا دے، اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ محرم قال ہے اور معرفت وصال خداوندی سے بیخبر ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اے طالب حقیقی! جان لے کہ جس شخص نے فقر کو پایا، علم سے پایا۔ جس نے پہچانا، علم سے پہچانا، ع

کیونکہ (بقول سعدی شیرازی)

بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔

اس علم کا جاننا، ہدایت کی کشائش، کشف، فیض، مکشوف، (اس علم والے کو عین العیان دلی روشنی علم سے ہے۔ اس قسم کی صفات القلب والے قلب کو قلب النور کہتے ہیں۔ ایسا دل والا ہمیشہ بارگاہِ خداوندی میں منظور نظر ہوتا ہے۔ اس کو ذکر مذکور سے الہام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشاہدہ، قرب معرفت، حضوری اور توحیدِ الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔ پس اس قسم کے صاحب قلب کو علم حضور سے الہام حضور سے اور مراقبہ و فکر

وصال از حضور، قلب حیات و قالب نجات، ہرگز اثبات نگردد و تصدیق قلب را تحقیق نشود کہ اگرچہ قلب ظاہر باواز بلند بگوید: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ویا آنکہ قلب بفریاد خروش نعرہ زند بنام یا اللہ درمیان قلب و زبان ہیچ فرق نیست۔ چنانچہ لقمۂ گوشت زبان است ہمچنان مضغۂ گوشت قلب است۔ وقلب از نفاق ہرگز بیرون نہ برآید و از خناس و خرطوم وسوسہ و اہمات خطرات شیطانی و ہوای نفسانی قلب خلاص نگردد۔ و بمرتبۂ خاص مع اللہ اخلاص نرسد تا آنکہ قلب را از تصور تاثیر اسم اللہ ذات نہ بخشد حیات و از آب حیات و از آب حوض کوثر غسل ندھند۔ و در توحید نہ پیچید و کسوت اسم اللہ نہ بخشند، و بمد نظر اللہ قلب نور تصدیق ورزد۔ آنصاحب آنچہ بہ بیند از نور حضور، رویت، ربوبیت، معرفت توحید، دیدار، بدیدن نور حضور، مشاہدۂ معرفت توحید، دیدار۔ اینست مراتب قلب بیدار۔

ابیات

چرا در زندگی ای دل نہ کوشی — چرا زین شربت شیرین نہ نوشی
دلی زندہ شود ہرگز نمیرد — دلی بیدار شد خوابش نگیرد

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[1]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

عَصَیْتُ قَلْبِیْ عَصَیْتُ اللّٰہِ[2]

قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ:۔

---

[1] صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ [2] الحدیث

حضور سے اور مکاشفہ حضور سے اور توجہ دلیل، وہم و خیال، معرفت وصال حضوری سے ہوتا ہے۔ اس کا قلب زندہ اور قالب نجات پالیتا ہے۔ اگر یہ بات نہیں، تو تصدیق قلبی کا اثبات اور اس کی تحقیق ہرگز صحیح نہیں ہوتی۔ اگرچہ قلب ظاہر میں بلند آواز سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارنے لگے۔ یا یہ کہ قلب جوش و خروش میں آکر اللہ کے نام کا نعرہ مارنے لگے (حقیقت میں اُسے تصدیق قلبی نہیں کہتے)، کیونکہ (بظاہر) دل اور زبان میں کچھ فرق نہیں ہوتا جس طرح زبان گوشت کا ٹکڑا ہے، اسی طرح دل بھی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اور قلب نفاق سے ہرگز باہر نہیں نکلتا، اور خناس، خرطوم، وہم و وساوس، خطرات شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خلاصی نہیں پاتا اور مع اللہ کے خاص مرتبہ تک نہیں پہنچتا، جب تک کہ وہ اسم اللہ ذات کی تاثیر و تصور سے زندہ نہ ہو جائے۔ اور جب تک اسے آب حیات اور آب حوض کوثر سے غسل نہ دیا جائے۔ اور توحید میں لپٹایا نہ جائے اور اسم اللہ کا لباس نہ پہنایا جائے اور نور تصدیق قلبی اللہ تعالیٰ کے مدنظر نہ رہے۔ اس قسم کا صاحب قلب جو کچھ دیکھتا ہے، نور حضور سے دیکھتا ہے۔ رویت، ربوبیت، معرفت توحید، دیدار، نور حضور کا دیکھنا اور مشاہدہ کرنا وغیرہ قلب بیدار کے مراتب ہیں۔

ابیات

اے دل! تو (اس) زندگی میں کوشش کیوں نہیں کرتا۔ تو اس میٹھے شربت کو کیوں نہیں پیتا؟

جس کا دل زندہ ہوگیا، وہ ہرگز کبھی بھی نہیں مرتا۔ وہ دل (جو خواب غفلت سے) بیدار ہوگیا۔ وہ پھر کبھی نہیں سوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل جاگتا رہتا ہے۔"

دوسری حدیث میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"جس نے قلب کی نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔"

تیسری حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:-

رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ[۱]

ہمین قلب در دو انگشت شیطان است وہمین قلب در دو انگشت قدرت رحمان است۔ تحقیقات قلب از لذت ذوق طلب است۔ اصل کہ قلب از تصور اسم اللہ ذات شد قلب قالب حیّ، ہر دو جہان در آن قلب طیّ، مرشد صاحب قلب می کشاید و تماشہ ہر دو جہان در حیّ قلب می نماید و اینکہ جنبش قلب از دو علم حکمت خالی نیست۔ یا جنبش جہاد نفس است تیغ است توجہ خاص قلب کہ ہر دم قتل کند نفس موذی راکہ در آن وجود نماند حرص، حسد، طمع، کبر، ہوا۔ قلب گردد مقرّب الحق با صدق صفا با خدا۔ و یا آنکہ جنبش قلب از سر ہوا جہولیت علم شیطان است یا وسوسہ خطرات پریشان است۔ صاحب خاص الخاص قلب علم دار د از علم عین این است از علم دانستن فرض عین، علم نص، علم حدیث قرآن موافق رحمان مخالف شیطان یک مرتبہ دل کہ بجنبش از تصور است دلی پُر نُور است بمد نظر اللہ منظور است۔ این چنین قلب عین العیان ثواب در یکدم یابد ہفتاد ہزار ختم قرآن۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ[۲]

بیت

قلب قالب عارفان غرق وصال — این چنین عارف بود حق لازوال

عجب دارم از آن احمق قوم کہ در طلب جیفہ کلب۔ و می گویند خود را ذاکر قلب۔ مراتب قلب ہر آنکس داند کہ بنور قلب رسیدہ باشد و مشاہدۂ

---

[۱] صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

[۲] فتاویٰ عزیزی۔

"میں نے اپنے قلب میں اپنے رب کو دیکھا۔"
یہی قلب شیطان کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ اور یہی قلب قدرت رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔ قلب کی تحقیقات ذوقِ طلب کی لذت سے کی جاتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو قلب قالب اسم اللہ ذات کے تصور سے زندہ ہو جاتا ہے، دونوں جہان اس قلب کی سطح میں آجاتے ہیں۔ صاحب قلب مرشد طالب صادق پر طی قلب کے دوران ہر دو جہان کا تماشہ زندہ قلب میں منکشف کر دیتا ہے اور دکھا دیتا ہے۔ اور یہ کہ دل کی جنبش دو علم و حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی جنبش جہادِ نفس کے واسطے ہے، جو تلوار کی مانند ہے۔ دل کی خاص توجہ نفس موذی کو ہر دم قتل کرتی ہے، جس سے اس کے وجود میں حرص، حسد، طمع، کبر اور نفسانی خواہشات نہیں رہتیں۔ قلب مقرب الحق، صاحب صدق و صفا اور باخدا ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ قلب کی جنبش خواہشات نفسانی اور جہالت شیطانی سے ہوتی ہے۔ جس سے وسوسہ، خطرات پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ خاص الخاص صاحب قلب کو علم عین حاصل ہوتا ہے۔ اس علم عین کا جاننا فرض عین ہے۔ یہ علم نص، قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ رحمٰن کے موافق اور شیطان کے مخالف ہے۔ جو دل کہ ایک مرتبہ تصور (اسم اللہ ذات سے) جنبش کرتا ہے، وہ نور سے بھر پور ہے اور بارگاہ خداوندی میں منظور نظر ہے۔ ایسا قلب عین العیان ہے۔ ایسے قلب والے کو ایک دم میں ستر ہزار ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:۔
"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے اعمال کی طرف توجہ کرتا ہے، بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔"

بیت

عارفوں کا جسم اور دل وصال میں مستغرق رہتا ہے۔ ایسا عارف دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کا مصاحب رہتا ہے۔

مجھے ان بیوقوف لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو دنیا مردار کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو دلوں کا ذاکر کہتے ہیں۔ مراتب قلب وہی شخص جانتا ہے، جس نے قلبی نور حاصل کیا ہو، اور جس نے حضوری مشاہدہ کیا ہو، اور جس

حضورِ معرفت توحید اللہ دیدہ باشد۔ صاحب قلب را قلب زندہ و قالب مُردہ،
ہر حقیقت را از حضوری حق آوردہ بردہ۔ این مراتب نیز سروری قادری است، تارک،
فارغ، لایحتاج، بی طمع و بی ریا۔ دیگری کہ دعوی کند، غلط است۔ از سر نفس ہوا، علم
قلب مِن لدنی حضور است۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

العلم دانستن، چہ چیز دانستن و چہ چیز شناختن و چہ چیز یافتن۔ اوّل علم بر لسان
است از عین است کہ بعین است۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ج خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ج
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ لا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ
مَا لَمْ یَعْلَمْ ط[1]

دوم، علم قلب : چون قلب زبان کشاید و گویائی گیرد، زبان از نطق بمیرد۔

قولہٗ تعالیٰ :

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ط[2]

چنانچہ فرمود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم :-
قُلْ خَیْرًا اَوْ اِلَّا اُسْكُتْ ط[3]

حدیث

مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا ط[4]
ہر کرا قرب از اللہ متوجہ بقلب نظرگاہ۔

---

[1] سورہ العلق، ۹۶ : ۱ ۔ ۵ [2] سورہ النجم، ۵۳ : ۳
[3] الحدیث [4] مسند احمد، ج ۲، ص ۱۷۷ ۔

نے معرفت توحید الٰہی کو دیکھا ہو۔ صاحب قلب کا قلب زندہ اور جسم مُردہ ہوتا ہے۔ اُسے ہر حقیقت حضوری حق سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں، جو تارک، فارغ، بے محتاج، بے طمع اور بے ریا ہوتا ہے۔ (اور) اگر کوئی دوسرا اس کا دعویٰ کرتا ہے، تو غلط کہتا ہے۔ (اس کا دعویٰ) نفسانی خواہشات پر مبنی ہوتا ہے۔ علم قلب علم لدنی سے ہے، جو حضوری سے حاصل ہوتا ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

علم کے معنی واقفیت کے ہیں یا جاننا کے ہیں، لیکن کیا چیز جاننا؟ اور کیا چیز پہچاننا؟ اور کیا چیز پانا؟ علم اوّل علم زبانی ہے، جو عین یقین ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اپنے رب کے نام سے پڑھ، جو سب کا خالق ہے۔ آدمی کو منجمد خون سے پیدا کیا۔ پڑھ، تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے علم سکھایا انسان کو ہر اس علم کی تعلیم دی، جبکہ اس کو علم نہیں تھا۔"

دوسرا علم قلب: جب دل زبان کھول کر گویا ہوتا ہے، تو زبان کی گویائی کی قوت سلب ہو جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"اور وہ (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔"

چنانچہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

"اچھی بات کرو، ورنہ چپ رہو۔"

حدیث

"جو چپ رہا، اس نے فلاح حاصل کی اور جو سلامت رہا، وہ نجات پا گیا۔"

جس کسی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے، وہ (ہر وقت) اپنے قلب پر توجہ رکھتا ہے اور اس پر نگاہ رکھتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ:

مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ[1]

اینست صراط المستقیم۔ دیدہ از آن دل بکشا۔ عین از عین ببین۔ این است مراتب اہل حق الیقین۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ[2]

دوام از تصوّر اسم اللہ ذات ہزاران ہزار تجلیات بر دل زند روشن و تابان تر شود۔ بی حجاب اللہ بی حجاب روشنی معرفت الٰہی بہ از آفتاب۔ درین مقام عین العیان کشف غیب الغیب ختم تمام بموجب این آیہ کریمہ۔ قولہٗ تعالیٰ:۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا[3]

جمیعت انس قرار واز خلق فرار گرفت۔ از روزگار مہتر آدم علیہ السلام تا امروز ہیچ فتنہ ظاہر نشد، مگر بسبب آمیختن با خلق۔ و از آن وقت باز تا امروز ہیچ کس سلامت نیافت، مگر آنکہ از اختلاط مردمان کرانہ کرد۔ یکی از وی وصیت خواست۔ گفت: تبری برگیر، ہر دو پای خود را بشکن۔ و کارد بردار و بازوی خود را ببر۔ گفت: طاقت این کہ دارد؟ گفت: آنکہ زبان سر او در نطق آید۔ و گوش ہمت او از خدای تعالیٰ اشنود۔ باید کہ زبان ظاہر او گنگ بود و گوش صورت او کر بود۔ این زبان بریدن و دست شکستن دست دہد۔ گفت: حکما را از پس انبیاء اند و بعد از نبوت ہیچ نیست مگر حکمت امو شرع و اوّل نشان حکمت خاموشی است و سخن گفتن بقدر حاجت۔ گفت: خاموشی عارف را

---

[1] سورہ الشعراء، ۲۶ : ۸۹

[2] سورہ الذّریٰت، ۵۱ : ۲۱

[3] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱

ارشادِ خداوندی ہے:۔

"جو بارگاہ خداوندی میں قلب سلیم لے کر آیا"

یہی صراط مستقیم ہے۔ اپنی دل کی آنکھیں کھول اور عین بعین دیکھ۔ یہ مراتب حق الیقین والوں کے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور وہ خود تمہارے جی میں ہے، سو کیا تم کو سوجھتا نہیں"

(اے طالب حقیقی!) (اچھی طرح جان لے) اسم اللہ ذات کے تصور سے ہمیشہ ہزاروں ہزار تجلیات دل پر نازل ہوتی ہیں، جس سے دل روشن اور تاباں تر ہو جاتا ہے۔ معرفت خداوندی کی بے حجاب روشنی سورج سے زیادہ روشن ہوتی ہے۔ اس مقام پر کشف عین العیان ہو جاتا ہے۔ اور اس آیت کے بموجب تمام غیب الغیب ختم ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور حضرت آدمؑ کو ان تمام کے نام سکھا دیئے"

(جب یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو جمعیت اور انس و قرار ہوتا ہے اور مخلوق سے فرار اختیار کرتا ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سے لے کر آج تک جس قدر فتنہ و فساد برپا ہوئے، وہ خلقت کے ساتھ ملنے جلنے سے پیدا ہوئے۔ اس وقت سے لے کر آج تک اگر کوئی سلامت رہا تو خلقت سے کنارہ کشی اختیار کرنے سے۔ کسی نے (کسی بزرگ) سے وصیت چاہی۔ تو فرمایا: ایک ہتھوڑا لے لو، اپنے دونوں پاؤں کو توڑ ڈالو اور چھری لے کر اپنا بازو کاٹ دو۔ اس نے کہا: ایسا کرنے کی کس میں طاقت ہے؟ انہوں نے کہا۔ اگر ایسا کر لو، تو سِر کی زبان بولنے لگتی ہے۔ اور اس کی ہمت کے کان اللہ تعالیٰ سے کلام سننے لگتے ہیں۔ چاہیے کہ اسکی ظاہری زبان گونگی ہو، اور اس کے ظاہر کے کان بہرے ہوں۔ تب کہیں اس زبان کا کاٹنا اور ہاتھ کا توڑنا میسر آتا ہے۔ پھر فرمایا: انبیاءؑ کے بعد حکما رہیں، لیکن نبوت کے بعد کچھ نہیں ہے۔ حکمت شرعی امور کا نام ہے۔ اور حکمت کی پہلی نشانی خاموشی اور ضرورت کے مطابق بات کرنا ہے۔ خاموشی عارف کے لیے بہتر ہے۔ اور اسکا

نیک بود و کلام او خوشتر۔ وگفت: خدای تعالیٰ از بندہ ہشت چیز خواہد

واز دل دو چیز خواہد۔

اوّل: تعظیم بامر خدای تعالیٰ۔

دوم: شفقت بر خلق باری تعالیٰ۔

واز زبان دو چیز خواہد۔

یکی اقرار کردن بتوحید و رفیق شدن با خلق واز اندام دو چیز خواہد۔

یکی طاعت نمودن مر خدای تعالیٰ را۔

دویم: یاری دادن برادر مؤمن را۔

واز خلق دو چیز خواہد۔

یکی صبر کردن در حکم خدای تعالیٰ وصبر با خلق خدای تعالیٰ۔

حاتم را گفتند کہ فلان کس بسیار مال دارد۔ گفت: زندگانی با آن جمع کردہ است۔ گفتند: نہ۔ گفت: مُردہ را مال بچہ کار آید یکی حاتم را گفت: ہیچ حاجت داری؟ گفت: بلی بخواہ۔ گفت: حاجت من آن است کہ تو مرا بینی ومن تُرا۔ گفت: عبرت عبرت بخر وار است۔ کسیکہ عبرت نکرد مثقال۔ وہر کہ اعتبار کرد بمعائنہ مستغنی گردد از نصیحت۔ وگفت: دور باش از صحبت سہ قوم:۔

علمای غافل وقرای مدائن ومتصوف جاہل۔

ہر کہ خواہد کہ بسلامت ماند دین او وتن او۔ اندک شود غم او۔ گو در خلق عزلت کن۔ کہ اکنون زمانۂ عزلت است و روزگار تنہا۔ وگفت: جملہ دنیا فضولی است، مگر پنج چیز۔

نان کہ شد رمق بود۔ وآبی کہ تسکین عطش کند۔

وجامہ کہ عورت پوشد۔

کلام عمدہ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا: خداوند کریم بندہ سے آٹھ چیزیں چاہتا ہے۔ اور دل سے دو چیزیں چاہتا ہے:۔

اوّل: خدائے تعالیٰ کے احکام کی تعظیم۔

دوم: خلق خدا پر شفقت۔

زبان سے دو چیزیں چاہتا ہے۔ ایک زبان سے اقرار توحید، دوسرے مخلوق خدا سے رفاقت کرنا۔ اور وجود سے دو چیزیں چاہتا ہے۔ ایک بالخصوص اطاعت الٰہی بجالانا۔ دوسرے مؤمن بھائی کی مدد کرنا۔ اور اس کے اخلاق سے دو چیزیں چاہتا ہے۔ ایک حکم خداوندی پر صبر کرنا۔ دوسرے خلقت خداوندی کے (آزار) پر صبر و تحمل کرنا۔

حاتم طائی سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص کثرت سے مال و دولت رکھتا ہے۔ حاتم طائی نے دریافت کیا کہ کیا مال و متاع کے ساتھ اس نے دائمی زندگی کا سامان بھی جمع کیا ہے؟ کہا، نہیں۔ حاتم طائی نے کہا: تو پھر مال و متاع مردے کے کس کام کا۔ ایک شخص نے حاتم طائی سے پوچھا۔ کیا تو کوئی حاجت رکھتا ہے؟ حاتم نے کہا، ہاں۔ دریافت کیا۔ کہو۔ کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے دیکھے (اور نصیحت پکڑے) اور میں تجھے دیکھ کر (عبرت حاصل کروں) نیز فرمایا: (دنیا کی محبت میں گرفتار) لوگوں کو دیکھ کر بہت زیادہ عبرت اختیار کرو۔ جس نے ذرہ بھر بھی عبرت اختیار نہ کی (اسے کچھ عزت نہ ملی) اور جس نے اس بات پر اعتبار کیا، وہ نصیحت سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ پھر فرمایا: تین قسم کے لوگوں کی مجلس سے دور رہو:۔

(۱) علماء جو غافل ہوں (۲) تساہل پسند قاریوں سے (۳) جاہل صوفیوں سے۔

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا دین اور بدن سلامت رہے اور اس کا غم کم ہو جائے۔ تو اس کو کہو کہ وہ خلقت سے گوشہ نشینی اختیار کرے۔ کیونکہ یہ زمانہ گوشہ گیری اور تنہائی کا ہے۔ پھر فرمایا! کہ تمام دنیا پانچ چیزوں کے بغیر فضول ہے:۔

اوّل: اتنا طعام جس سے زندگی قائم رہے۔

دوم: پانی جس سے پیاس کو تسکین ملے۔

سوم: لباس جس سے ستر ڈھانپ سکے۔

و خانہ در آنجا تواند بود ۔

و علمی کہ بدان کار کند ۔

و گفت، معصیت کہ از سبب شہوت بود، امید توان داشت بآمرزش۔

آن ہر معصیت کہ از سبب کبر بودہ امید نتوان داشت بآمرزش آن ۔ زیرا کہ معصیت ابلیس از کبر بود و ذلت آدم از شہوت ۔

جواب باہوؒ غلام مرید قادری : تذکرۂ خدا ۔ بشنو ای صاحب تذکرۃ الاولیاء کہ سلک سلوک سالکان دو قسم است :

یکی نماز نوافل صوم صلوٰۃ ۔

دوم : از لا ماسوی اللہ غرق فنا فی اللہ ذات ۔

بیت

ہر کہ اینجا می رسد عارف خدا　　باز دارد نفس را از کبر وہوا

ظاہر باطن اہل طریق را توفیق است ۔

ای مطلب آنکہ زندگی نفس لذت دنیا معصیت شیطان است۔ و زندگی قلب جان تصرف بذکر رحمٰن است ۔ و زندگی روح فنا فی اللہ بقا باللہ ۔ از خود فنا و غرق با نور خدا بقا، سر اسرار معرفت سبحان است ۔ ہر کہ این طریق تحقیق نداند، بی جمعیت پریشان است ۔

ابیات

ہر کہ دارد امید غیر خدا　　کی تواند رسید راہ صفا

چہارم: گھر جس میں گذارا ہو سکے۔
پنجم: علم جس پر عمل ہو سکے۔
پھر فرمایا، کہ جو گناہ شہوت کی وجہ سے سرزد ہو، اس کی بخشش کی امید ہو سکتی ہے، لیکن ہر وہ گناہ جو کبر کے سبب ہو، اس کی بخشش کی امید نہیں کی جاسکتی، کیونکہ ابلیس کا گناہ کبر کی وجہ سے تھا۔ (اس لیے قابل معافی نہیں) جبکہ آدم علیہ السلام کی ذلت شہوت کی وجہ سے تھی۔ (اسلیے توبہ کرنے پر معافی مل گئی)
اے "تذکرۃ الاولیاء" کے مصنف (حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ) فقیر باہوؒ جو مرید اور غلام قادری کا ہے، اس سے تذکرہ باخدا بھی سن لے۔ کہ سالکوں کا سلک سلوک دو قسم کا ہوتا ہے:
(۱) ایک نفل نماز صوم وصلوٰۃ کا طریقہ۔
(۲) ترک ماسوی اللہ غرق فنا فی اللہ ذات کا طریقہ۔

بیت

جو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، وہ عارف باللہ بن جاتا ہے۔ وہ اپنے نفس کو تکبر اور نفسانی خواہشات سے باز رکھتا ہے۔
اہل طریق کے ظاہر و باطن کو توفیق حاصل ہوتی ہے۔
مطلب یہ کہ نفس کی زندگی دنیاوی لذات اور معصیت شیطانی سے عبارت ہے۔ اور قلب و جان کی زندگی ذکر رحمٰن کے تصرف میں ہے۔ اور روح کی زندگی فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ جس میں از خود فنا ہو کر نور خدا میں غرق ہو کر بقا سے اسرار معرفت سبحانی حاصل کرتے ہیں۔ جو شخص تحقیق کا یہ طریقہ نہیں جانتا، وہ بے جمعیت اور پریشان رہتا ہے۔

ابیات

جو کوئی اپنی امید غیر اللہ سے وابستہ رکھتا ہے، وہ راہ صفا کو کیسے حاصل کر سکتا ہے؟

لے علامہ اقبال نے بال جبرائیل میں کیا خوب کہا ہے ۔
بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

رفت از خود گم است نام آواز — غرق فی اللہ بر از رحمت راز
اسم اللہ بذات گشت نجات — مردہ دل را کند بشوق حیات
احتیاجی نماند بند پسند — در ہوای بہ نفس باشی چند
باہُو ہر کہ آید بقبض فیض فضل — می بر آید ز جملہ خطرہ خلل

عجب دارم ازان احمق قوم کہ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ[1] را مگر نفرو امن اللہ فہمیدہ اند۔ احوال محققان معرفت اللہ و مجلس مشرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تحقیقات ظاہر و باطن حق و باطل۔

بدانکہ از باطن کہ حواس خمسہ و حس ظاہر بستہ و حواس خمسہ باطن محبت و معرفت و مراقبہ و مشاہدہ غرق نور فی اللہ ذات حضور باطن نکشاید و از عینہ نہ نماید، باطن او بر باطل است۔ از باطن ذکر فکر اوصاف ذمیمہ از خصالت طمع، حرص، حسد، کبر، ہوا آنچہ ناشائستہ مانند از ین انہ وجود نہ برخیزد۔ و تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب و تجلۂ روح و تجلیۂ سر سر اپردۂ اسرار نکشاید۔ و عینہ عین نہ نماید۔ باطن او بر باطل است۔ از باطن کہ ذکر جہر بر نفس قہر و ذکر حامل کہ جثۂ لطیف روحانیت گردد کامل، عینہ عین نکشاید و باطن را از ظاہر نہ نماید، باطن او بر باطل است از باطن وہم، وسوسہ، خطرات نگردد نفی، دولت ندھند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ط[2]

آنست اہل ذکر خفی کہ از وہیچ چیز پوشیدہ نماند۔ خفی مکشوف نکشاید عینہ عین

---

[1] سورہ الذاریت، ۵۱ : ۵۰

[2] سورہ الاعراف، ۷ : ۵۵

جو اپنے سے گزر گیا، اس کا نام اور آواز فنا ہو جاتی ہے۔ وہ فنا فی اللہ ہو گیا اور اس نے رب کے راز رحمت کو پا لیا۔

اسم اللہ ذات (یقیناً) نجات کا سبب ہے۔ (یہ نام)، مردہ دل میں زندگی کا شوق پیدا کرتا ہے۔

بندے کو اپنی پسند کی احتیاج ہی نہیں رہتی۔ تو اپنی نفسانی خواہشات میں کب تک مبتلا رہے گا؟

اے باہُوؒ! جو کوئی اللہ تعالیٰ کے فیض و فضل میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ تمام خطرات و نقصانات کے گرداب سے باہر آجاتا ہے۔

مجھے ان احمق لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو "اللہ کی طرف بھاگو" کو اللہ کی طرف سے بھاگنا سمجھے ہوئے ہیں۔ معرفت خداوندی کی تحقیق کرنے والے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف لوگوں کے احوال یہ ہیں کہ ان کے ظاہر و باطن میں حق و باطل کی تحقیق حاصل ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ حق و باطل کو پرکھ لیتے ہیں)

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جس شخص کے ظاہری اور باطنی حواسِ خمسہ محبت و معرفت، مراقبہ و مشاہدہ، غرق نور فی اللہ ذات اور حضور باطنی سے کھلتے نہیں اور عین بعین نظر نہیں آتے، ایسے شخص کا باطن باطل پر ہے۔ اس کے باطن سے اگر ذکر فکر کے ذریعے اوصاف ذمیمہ طمع، حرص، حسد، تکبر اور لالچ وغیرہ ناشائستہ افعال دور نہیں ہوتے، اور تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، تجلیۂ روح، تجلیۂ سر، سراپردۂ اسرار نہیں کھلتا۔ اور عین بعین نظر نہیں آتا، تو اس شخص کا باطن باطل پر ہے۔ جو شخص باطن میں ذکر جہر سے نفس پر قاہر ہو، اور جس کا ذکر حامل سے روحانیت کا لطیف جثہ کامل ہو جائے، مگر عین بعین نظر نہ آئے اور ظاہر سے باطن دکھائی نہ دے۔ ایسے شخص کا باطن بھی باطل پر ہے۔ ایسے شخص کے باطن سے وہم، وسوسہ اور خطرات دور نہیں ہوتے اور اس کو (عقبیٰ کی) دولت سے سرفراز نہیں کیا جاتا۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اپنے رب کو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارو"۔

خفی ذکر کرنے والا وہ ہے کہ جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ تمام مخفی اشیاء

نہ نماید۔ اگر از وی طریق تحقیق نباشد، باطن اُو بر باطل است۔ از باطن کہ بذکر فکر، مراقبہ، مکاشفہ در وجود غوطہ خورد غرق معرفت اِلَّا اللّٰہ وحضوری مشرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفتخر وسربلند، عینہ عین نگردد۔ وفقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باخلق عظیم ،صفت کریم نگردد، باطن او بر باطل است۔ از باطن نشود دل غنی غنایت فقر مالک الملکی نگردد۔ ولایت خلق را راہنما نشود، باطن اُو بر باطل است۔ موافق علم تفسیر مردم را نکند تاثیر۔ وطالبان او نشوند روشن ضمیر بر نفس امیر باطن او بر باطل است۔ باطن کہ موافق ظاہر نباشد، اہل بدعت ،خلاف شرع ،ہوا موافق شیطان، مخالف قرآن، باطن اُو بر باطل است۔

یعنی اہل سرود پرست استدراجی از ہوا انا نفس، باطن او بر باطل است۔ دشمن علماء باکبر خود ہوا دم زنند، در معرفت کبریا ظاہر باطن تقلیدی، باطن اُو بر باطل است۔ واز باطن نگردد آشنا، متفق مع یکتا پیوست وخبر ندارد از ارواحہای صف بصف از آن روز الست وخود را می گوید مست، باطن او بر باطل است۔

بدانکہ ذکر بر از بہ تعلق دارد غرق نہ لغو غا آواز تعلق دارد از وجود فرق۔

قولہ تعالیٰ :-

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ[1]

مذاکرہ کہ بدین صفت نباشد موصوف، باطن او بر باطل است۔ اگر در باطن قوت توفیق از طریق تحقیق مجلس ملاقات با ارواح انبیاءؑ واولیاءؒ وتجلیات ذات، معرفت اِلَّا اللّٰہ، وحضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ واز ذکر وجود فانی فی اللہ، در باطن این نعمت عظمیٰ وسعادت کبریٰ وبرآمدن از نفس وہوا نبودی، روندگان راہ ہمہ گمراہ شدندی۔

---

[1] سورہ الکہف ، ۱۸ : ۲۴

منکشف ہو جاتی ہیں اور عین بعین دیکھنے لگتا ہے۔ لیکن اگر اس کو طریق تحقیق حاصل نہیں، تو اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ جو شخص باطن میں ذکر، فکر، مراقبہ، مکاشفہ سے وجود میں غوطہ لگا کر اِلّا اللہ کی معرفت میں مستغرق اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عین بعین مفتخر اور سربلند نہ ہو۔ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خلق عظیم اور صفت کریم نہ رکھتا ہو، اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ جس کا دل باطن میں غنی نہ ہو۔ اور عنایت فقر سے معمور اور مالک الملکی فقیر نہ ہو، اور صاحب ولایت ہو کر خلق خدا کا راہنما نہ ہو، اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ جس شخص کی گفتگو علم تفسیر کے مطابق لوگوں پر تاثیر نہ کرے اور اس کے طالب روشن ضمیر نہ ہوں۔ اور نفس پر قادر نہ ہوں، اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ جس کا باطن ظاہر کے موافق نہ ہو، بدعتی ہو، خلاف شرع ہو۔ شیطان کا پیروکار، اور قرآن مجید کے بھی مخالف ہو، اسکا باطن بھی باطل پر ہے۔

جو شخص سرود پرست ہے، استدراجی ہے اور خواہشات نفسانی اور تکبر شیطانی میں مبتلا ہے، اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ جو شخص علماء (عظام) کا دشمن، متکبر، ہوا و ہوس کا بندہ ہے۔ ظاہر و باطن میں اہل تقلید میں سے ہے۔ اور معرفتِ کبریا کا دعویدار ہے اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ اور وہ شخص بھی باطن سے آشنا نہیں، جو مع اللہ یکتا متفق اور پیوست نہیں ہوتا اور جو اس روز الست کی ارواح کی صف بصف خبر نہیں دیتا اور خود کو مست کہتا ہے، اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔

(اچھی طرح) جان لو کہ ذکر کا تعلق غمگی سے ہے۔ شور و غل سے تعلق نہیں ہے، بلکہ ذکر کا تعلق غرق اور اپنے وجود سے علیحدگی کا نام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تو بھول جائے۔"

جو ذکر اس صفت سے متصف نہ ہو، اس کا باطن بھی باطل پر ہے۔ اگر باطن میں طریق تحقیق سے قوت توفیق حاصل نہ ہوتی۔ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ سے مجلس ملاقات نہ ہوتی۔ (اسم اللہ) ذات کی تجلیات، اِلّا اللہ کی معرفت اور حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتی۔ اور ذکر وجود سے فنا فی اللہ نہ ہو سکتے، باطن میں یہ نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ نہ ہوتی۔ نفسانی خواہشات سے

اما باطن آنست کہ وجود شود بذکر فکر ظاہر او باطن می شود طاہر۔

حدیث

كُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٌ لِظَاهِرٍ فَهُوَ بَاطِلٌ[۱]

و باطن آنست کہ متعلق بنای اسلام چیزی راکہ شریعت روادارد، مبارک است، بردار۔ و چیزی راکہ شریعت مانع آید، بگذار۔

اما باطن این است کہ قدم بر قدم متابعت حضرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود را در باطن حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست بیعت، تلقین، تعلیم کند۔ این عطا نیز از مرشد کامل صاحب باطن است۔ آن باطن کدام است کہ در آن باطن ابتداء و انتہاء باطل نگنجد۔ حق تمام است کہ حق بیند و حق گوید و حق شنود۔ و ہر اعمال او حق و ہر افعال و اقوال او معرفت وصال بر حق تحقیق کہ وجود تا ابد الآباد می گردد حق۔ و ہر مقامات ذات و صفات را کند طی۔ باطن ہرگز نشود اثبات بغیر از تصور توحید معرفت اسم اللہ ذات کہ اسم ذات اصل است و آنچہ از اسم اللہ ذات اصل بیند ہمہ وصل است۔

مرشد یکہ از مشق اسم اللہ ذات ہفت روزہ ہفت اندام وجود را پاک نگرداند، از وصل اصل نکشاید و نعم البدل ہر مقام ننماید، طالب را صاحب گنج لایحتاج نگرداند، آن مرشد چہ طور است ؟ گاؤ عصار۔ بی خبر از معرفت پروردگار۔

ابیات

مرشد باطن بود قوت قوی	طالبان را می برد حاضر نبی

۱؎ الحدیث۔

باہر نکلنا نہ ہوتا، تو باطن کی راہ پر چلنے والے سب گمراہ ہو جاتے۔ لیکن باطن (کی تعریف) یہ ہے کہ اس کا وجود ذکر و فکر سے ظاہری اور باطنی طور پر پاکیزہ ہو جائے۔

حدیث

"ہر ایک باطن جو کہ ظاہر کے مخالف ہو، وہ (سراسر) باطل ہے۔"

اور باطن یہ ہے کہ بنائے اسلام کے متعلق جس چیز کو شریعت روا رکھے، وہ مبارک ہے، اس پر عمل پیرا ہو، اور جس چیز سے شریعت منع کرے، اس کو چھوڑ دے۔

البتہ باطن یہ ہے کہ متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپؐ کے قدم بقدم چل کر اپنے آپ کو باطن میں حضوری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرائے۔ دست بیعت تلقین اور تعلیم کرائے۔ یہ نعمت بھی صاحب باطن کامل مرشد سے عطا ہوتی ہے۔ وہ باطن کونسا ہے؟ جس کی ابتدا، و انتہا، میں باطل کی گنجائش نہیں، (بلکہ) وہ باطن حق تمام ہے۔ جس میں (صاحب باطن) حق کا مشاہدہ کرتا ہے، حق کہتا ہے اور حق سنتا ہے۔ اور اس کا ہر ایک عمل حق ہوتا ہے۔ اس کا ہر فعل اور قول حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اُسے یقیناً وصال بر حق ہوتا ہے۔ اس کا وجود ابد الآباد تک زندہ رہتا ہے۔ وہ ذات وصفات کے ہر مقام کو طے کر لیتا ہے۔ باطن کا اثبات اسم اللہ ذات کے تصور اور توحید و معرفت کے حصول کے بغیر ہرگز نہیں ہوتا، کیونکہ اسم اللہ ذات اصل ہے۔ اور جو کچھ اسم اللہ ذات سے حقیقت کا مشاہدہ کرتا ہے، وہ تمام وصل ہے۔

جو مرشد اسم اللہ ذات کی مشق سے سات روز کے اندر وجود کے ساتوں اعضاء کو پاک نہیں کرتا۔ وصل سے اصل نہیں کھولتا۔ اور ہر ایک مقام کی نعمت ابدی نہیں دکھاتا، طالب کو صاحب گنج لا یحتاج نہیں بنا دیتا، وہ مرشد کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو تیلی کا بیل ہے۔ وہ معرفتِ خداوندی سے بے خبر ہے۔

ابیات

مرشد کامل کے باطن میں بہت زیادہ قوت ہوتی ہے۔ وہ طالبوں کو (فوراً) بارگاہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر کر دیتا ہے۔

مرشدی باشد چنین باطن صفا — طالبان را باز دارد از ہوا
ابتدا ، در انتہا بخشد کرم — ہر کہ در فقرش در آید نیست غم
فقر فردوس است فیض و فضل حق — بہرہ گیرد خاک زآنجملہ خلق
فقر اوّل آخر او شد تمم ختم — کشتہ نفس و درد سوزش در تنم
الف اللہ یافتم ب بہرہ بس — ہر کہ طلبش غیر حق اہل از ہوس

○

باطن و ظاہر مرشدی و طالبی نہ آسان کار است ۔ در مرشدی و طالبی عظیم سِر اسرار پرور دگار است ۔ ہر آنکس داند کہ باین معرفت اللہ رسیدہ باشد و معرفت حق ورزیدہ باشد و دیدہ باشد ۔ و لذّت روح چشیدہ باشد ۔ و نفس و ہوا را از وجود کشیدہ باشد ۔ این راہ بقال تعلق ندارد و گفتگو ۔ آنچہ داری غیر حق از دل بشو ۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

طلب دنیا سر بدعت و گناہ است ۔ طلب مولیٰ سر ہدایت راستی راہ است ۔ اگر کسی گوید کہ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ[1] تصرف شبینہ بر وزینہ و تصرف روزینہ بشبینہ این است اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ و موزہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صاحب مدینہ ۔

دنیا جمع کردن کار کفار است ای احمق نابینا!
حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عِقَابٌ[2]

یک لکھ و ہشتاد ہزار پیغمبر کم زیادہ ہمہ فرمودہ اند و خصوص پیغمبر ما صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم می فرمایند ۔

---

[1] احیاء العلوم از امام غزالیؒ ، ج ۴ ، ص ۱۴ [2] الحدیث ۔

مرشد کا باطن اتنا مصفا ہونا چاہیے۔ کہ وہ طالبوں (اور مریدوں) کو نفسانی خواہشات سے باز رکھ سکے۔

اس کا کرم ابتداء سے انتہا تک گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ جو کوئی فقر کے مقام میں داخل ہو جاتا ہے، (پھر) اسکو کوئی غم لاحق نہیں ہوتا ہے۔

فقر جنت ہے اور فیض فضل حق ہے۔ تمام خلقت (فقیر کی) خاک (پا) سے حصہ (فیض) لیتی ہے۔

اس کا فقر اول آخر مکمل طور پر تمام ہوا۔ اس کا نفس مردہ ہو گیا، (مگر) درد دل میں اور سوزش و جلن تمام بدن میں ہے۔

میں نے اللہ کے الف (کی حقیقت) کو پا لیا ہے میرے لیے ب سے بس انتہائی جھگڑا ہی ہے۔ جو کوئی غیر اللہ کا طالب ہے، وہ اہل ہوس میں سے ہے۔

باطن و ظاہر میں پیری و مریدی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پیری اور مریدی میں اللہ رب العزت کے بڑے راز پوشیدہ ہیں۔ انہیں وہ جانتا ہے، جو اس معرفت خداوندی تک پہنچا ہو۔ اور جس نے معرفت حق اختیار کی ہو۔ اور اسے دیکھا ہو۔ اور اس کی روح نے لذت (معرفت) چکھی ہو۔ اور اس کے وجود سے نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا نکل گئی ہو۔ یہ راہ قال اور گفت گو سے تعلق نہیں رکھتی۔ غیر حق جو کچھ بھی تو رکھتا ہے۔ اپنے دل سے دھو ڈال۔

الله بس ماسوائے الله ہوس

دنیا کی طلب بدعت اور گناہ کی جڑ ہے۔ طلب مولیٰ ہدایت اور راستی راہ کی اصل ہے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ "دنیا تو آخرت کی کھیتی ہے۔" دنیا جس میں صبح کی روزی صبح اور شام کی روزی شام کو مل جائے۔ اسی کو دنیا آخرت کی کھیتی گردانتے ہیں۔ یہ طریقہ صاحب مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

دنیا جمع کرنا کفار کا کام ہے۔ اے احمق اندھے! دنیا میں جو حلال ہے، اس کا حساب لیا جائے گا اور جو حرام ہے، اس کے بدلہ میں عذاب ہوگا۔ ایک لاکھ اسی ہزار کم و بیش تمام پیغمبروں نے (عموماً) اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصاً فرمایا ہے:-

حدیث

تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ[1]

حیلہ ہمہ ہلاکت است. حیلہ دروغ پیش حق وسیلہ نگردد. حجت من قرآن است کہ در قرآن دنیا را ہیچ جا عزت ندادہ اند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ[2]

و دشمن فقیر سہ کس باشند۔ آن سہ کس کہ دوست دنیا اند: یکی منافق، دوم حاسد، سوم کافر۔

حدیث

اَلدُّنْیَا لِلسَّلَاطِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالْمَسَاکِیْنَ[3]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ[4]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا[5]

مرد آنست بہر حال کہ باشد از نفس خود انصاف دہد۔ نفس پرست ہمہ کس خدا پرست کم کس۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

صاحب نظر اینست مراتب ازلی منتہی تمام احوالات مرتبہ معلوم کند از مرتبہ خاص وعوام :۔

---

[1] ابن ماجہ وعین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔ [2] سورہ النساء ۴: ۷۷ [3] الحدیث [4] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [5] الحدیث۔

حدیث

"دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے۔"

(دنیا کو اکٹھا کرنے کے لیے) حیلہ جوئی سراسر ہلاکت ہے۔ حیلہ جوئی اور جھوٹ بارگاہ خداوندی میں نہیں چلتا۔ میری حجت قرآن ہے، کیونکہ قرآن پاک میں دنیا کو کسی جگہ عزت نہیں دی گئی۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دو۔ دنیا ایک تھوڑی سی پونجی ہے۔"

فقیر کے دشمن تین آدمی ہوتے ہیں، اور یہ تینوں ہی دنیا کو دوست رکھتے ہیں۔ (اور وہ یہ ہیں) ایک منافق، دوسرا حاسد اور تیسرا کافر۔

حدیث

"دنیا بادشاہوں اور کافروں کے لیے ہے اور نیک انجام پرہیزگار اور مسکین لوگوں کے لیے ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے پروردگار! مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار! مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اٹھا۔"

سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"اے اللہ! مجھے مظلوم بنا اور ظالم نہ بنا۔"

مرد وہ ہے، جو ہر حال میں اپنے نفس کا خود احتساب کرے۔ نفس کی پرستش سب کرتے ہیں، خدا کی پرستش کوئی کوئی کرتا ہے۔

اللہ ہمارے لیے کافی ہے، باقی سب ہوا و ہوس ہے۔

یہ مراتب صاحب نظر ازلی متقی کے ہیں، جو خاص و عام اور تمام مراتب و احوال کا علم رکھتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ[1]

بعدازان طالب اللہ را تلقین ذکر فکر و تعلیم علم فیض کہ بعلم فیاض فضل نصیب شد از آن روز ازل -

بیت

ہر حدیث و آیتی زان بشنوی ‏ ‏ ‏ ‏ مرد عارف آن بود حاضر نبیؐ

بدانکہ اول نفس امارہ و شیطان و دنیا - دنیا مردم را پیشہ نیک اعمال و در لذت نفس را بازوال با طمع بر خود مائل و مبتلا و دیوانہ گرداند - چون نفس و شیطان و دنیا اہل دنیا را یکتا و یگانہ سازند - بعدازان چنان در معصیت و بلای و ہلاکت اندازند کہ خود را غرق در گناہ معصیت می داند، لیکن از گناہ و معصیت نفس ہوا بیرون آمدہ نمی تواند مگر کہ خدا بخشد توفیق مرشد کامل بحق رفیق کہ بیرون برکشد ازین مراتب زندیق - از ہر مراتب بہتر است برگزیدہ درگاہ کہ نجشد یگانگت قرب اللہ، ترک گیرد از دنیا و اعمال دنیا عز و جاہ - نفس نافرمان باین چہار چیز در فرمان نہ در آید و سر راست نگردد - از خواندن بسیار علم و جمع کردن بسیار دنیا و از تداوی بسیار حکمت - و در قید آوردن بسیار ملک -

مگر نفس نافرمان بچہار چیز در فرمان در آید :-

اول : محبت اللہ -

---

[1] سورہ البقرہ ۲، ۲: ۲-۳ -

ارشاد خداوندی ہے :-

"اس میں اہلِ تقویٰ کے لیے ہدایت ہے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں"۔

بعدازاں طالب اللہ کو ذکر فکر کی تلقین اور علم فیض کی تعلیم دیتا ہے، کیونکہ علم سے ہی فیاّض کا فضل روزِ ازل سے نصیب ہوتا ہے۔

بیت

تُو ہر آیت اور حدیث اُن سے سُنتا ہے۔ مردِ عارف اس کو سن کر دربارِ رسالتؐ میں حاضر ہو جاتا ہے۔

(اے طالب صادق!) پہلے جان لے کہ نفس اماّرہ، شیطان اور دنیا تینوں کا آپس میں گٹھ جوڑ ہے۔ دنیا لوگوں کو نفسانی لذّات، بظاہر نیک اعمال، زوال پذیر ریا اور طمع سے اپنے اوپر مائل اور (اپنی محبت میں) مبتلا اور دیوانہ بنا دیتی ہے۔ جب نفس و شیطان و دنیا اہلِ دنیا کو یکتا اور یگانہ بنا لیتے ہیں، تو وہ اُسے بعدازاں اس طرح گناہ، بلا اور ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو گناہ اور معصیت میں غرق جانتے ہیں، لیکن وہ گناہ اور معصیت اور خواہشات نفسانی سے باہر نہیں نکل سکتے، مگر جسے رب العزت عزّوجلّ توفیق عطا فرمائے اور مرشد کامل کی رفاقت نصیب ہو، جو اسے ان زندیقی مراتب سے باہر نکالے۔ ہر مرتبہ سے بہتر برگزیدہ درگاہِ خداوندی ہے جو یگانگت اور قرب الٰہی بخشتی ہے۔ جس سے (انسان) دنیا اور (بد) اعمال دنیا اور عزّ و جاہ کو ترک کر دیتا ہے۔ نافرمان نفس ان چار چیزوں سے فرمانبردار اور درست نہیں ہوتا۔

۱۔ زیادہ علم پڑھنے سے۔

۲۔ زیادہ دنیا جمع کرنے سے۔

۳۔ بہت حکمت مستعمل کرنے سے۔

۴۔ اور زیادہ ملک اپنے قبضہ میں لانے سے۔

مگر نافرمان نفس ان چار چیزوں سے فرمانبردار ہوتا ہے :-

اوّل : اللہ کی محبت سے۔

دوم، خاص طلب اللہ۔

سیوم، غرق فنا فی اللہ۔

چہارم، ہر کاری وعبادت وریاضت، تقویٰ کند حسبۃً اللہ۔

مخ این ہر چہار را تصور تصرف اسم اللہ ذات، معرفت وتوحیدات است۔

معلوم شد کہ در وجود آدمی سہ چیز است۔

نفس نجس مردُود در طلب مردُود۔ ہر کہ طالب نفس مردُود خاتمہ با شر عاقبت مردُود۔

وزندہ قلب مقصود صاحب زندہ قلب برسد بمرتبہٴ مقصود۔

وروح محمود است کہ طالب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم محمود است۔ طالب محمود خاتمہ بالخیر عاقبت محمود۔

ترا از کدام چیز پسند است ای ہوشمند! وتمامی دنیا ترک تصور کردن فی سبیل اللہ وتارک فارغ شدن ہیچ مشکل نیست، آسان کار است وبعد از دنیا ترک باز در دنیا شود غرق۔ بیرون برآمدن وتارک شدن خیلی دشوار است۔ مرد را ہر دو کار نہ آسان۔ کار کسی را کہ بر خدای تعالیٰ اعتبار است آسان تر کہ در نظر اُو برابر است خاک وزر۔ اینست مراتب فقیر حاکم اولی الامر۔

بدانکہ از رجعت نفس ومعصیت شیطان وحوادث خلق باخبر باش، عالم را از آفات ورجعت طمع است وفقیر را آفات رجعت رجوعات خلق است۔ مرید شدن بادشاہ وامراء ونفس در آید با انا وہوا باز دارد از معرفت قرب خدا واہل دنیا را آفات رجعت بخل است۔

دوم: خالص طلب اللہ سے۔

سوم: غرق فنافی اللہ سے۔

چہارم: ہر وہ کام جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے۔ مثلاً عبادت، ریاضت اور تقویٰ۔

ان چاروں چیزوں کا مغز تصوّر و تصرف اسم اللہ ذات اور معرفت الٰہیہ اور توحید باری تعالیٰ ہے۔

(پس) معلوم ہُوا کہ آدمی کے وجود میں تین چیزیں ہیں (اور وہ حسب ذیل ہیں)۔

(۱) نفس نجس مردود، جو (دنیا) مردود کی طلب میں رہتا ہے۔ جو کوئی النفس مردود کا طالب ہے، اسکا خاتمہ شر پر ہوتا ہے اور اسکی عاقبت مردود ہو جاتی ہے۔

(۲) قلب مقصود، صاحب زندہ قلب، جو مرتبہ مقصود کو پہنچتا ہے۔

(۳) روح محمود ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محمود کی طالب ہے۔ طالب محمد کا خاتمہ بالخیر اور اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔

اے ہوشمند! تجھے (ان میں سے) کونسی چیز پسند ہے؟ تمام دنیا کو چھوڑنا، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں فی سبیل اللہ خرچ کرنا اور تارک فارغ ہونا کچھ مشکل نہیں ہے، (بالکل) آسان کام ہے۔ لیکن اگر (انسان) دنیا ترک کرنے کے بعد دوبارہ دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے، تو پھر اس سے باہر نکلنا اور تارک ہونا بہت دشوار ہے۔ انسان کے لیے یہ ہر دو کام آسان نہیں ہیں، لیکن جسے خدای تعالیٰ پر اعتبار ہے، اس کے لیے یہ دونوں کام آسان تر ہیں۔ کیونکہ اس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہوتے ہیں۔ یہ مراتب فقیر حاکم اولی الامر کے ہیں۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ تجھے نفس کی رجعت، شیطان کی نافرمانی اور حوادث خلق سے باخبر رہنا چاہیے۔ عالم کی آفات اور رجعت طمع میں ہے۔ اور فقیر کے لیے مصائب اور رجعت رجوعات خلق ہے۔ بادشاہ اور امراء کے مرید ہونے سے نفس میں انانیت آجاتی ہے اور حرص و ہوا معرفت اور قرب خداوندی سے باز رکھتی ہے۔ اہل دنیا کی آفات اور رجعت بخل میں ہے۔

○

شرح توجہ مرشد

یا طالب بدانکہ توجہ سہ قسم است:
توجہ ذکر فکر، توجہ مذکور، توجہ حضور۔
توجہ ذکر فکر مثل عوام، چنانچہ پری، موکلان فرشتگان پیغام۔
د توجہ مذکور با مذکور کہ از شہرگ نزدیک تر الہام این ہم حجاب است تمام۔
د توجہ حضور مثل صورت نور با جواب صواب در یکدم ہزاران ہزار آورد بر
بجواب صواب توجہ نور از حضور پس بغیر از توجہ مرشد کامل۔ اگر طالب تمام عمر
بر ریاضت مثل موی باریک و از بسیاری عبادت مثل کوزہ پشت گردد، از رنج
و محنت ہیچ سود ندارد و از ریاضت ہزاران ہزار بہتر است توجہ مرشد کامل
یکبار۔

حصول توجہ حضور

توجہ حضور از کدام چیز حاصل شود؟ از آنکہ توجہ بتصور اسم اللہ ذات۔
پس آن توجہ کہ از ذات است توفیق تصرف از توحید معرفت ذات است۔
کہ اصل او بر وصل است و وصل او بر اصل است کسی را کہ وصل اصل یکی گردد،
آن بذات یکتا شود مثل چنانچہ عارف خدا نہ خدا و نہ از خدا جدا۔ پس این را
حضور الحق گویند یعنی در حقیقت تحقیق و در معرفت صاحب توفیق و در
ذکر قلب او قلزم دریای عمیق۔ این تصرف را چہ دانند اہل مردہ دل زندیق۔
یعنی در قید نفس بزوال بی خبر از باطن الٰہی معرفت وصال۔ توجہ آنرا

مرشد کی توجّہ کی تشریح

اے طالب (صادق!) جان لے کہ توجّہ تین طرح کی ہے:۔

پہلی قسم: توجّہ ذکر و فکر۔

دوسری قسم: توجّہ مذکور۔

تیسری قسم: توجّہ حضور۔

ذکر و فکر کی توجّہ عوام کے لیے ہے، جیسے دیو پری، مؤکّل اور ملائکہ کو پیغام کے طور پر دی جاتی ہے۔

توجّہ مذکور یا مذکور جو شہ رگ سے بھی زیادہ اور الہام سے بھی زیادہ قریب ہے۔ یہ تمام کا تمام حجاب ہے۔ اور توجّہ حضور صورت نور کی مانند ہے۔ اس میں جواب باصواب ملتا ہے۔ ایک دم میں ہزاروں ہزار جوابات صواب کا آنا جانا رہتا ہے۔ پس یہ توجّہ نور حضور کامل مرشد کے بغیر میسّر نہیں ہوتی، خواہ طالب تمام عمر محنت و ریاضت کرتے ہوئے بال کی مانند باریک ہو جائے یا کثرت عبادت کی وجہ سے اس کی پیٹھ کبڑی ہو جائے۔ اس کی اس رنج و محنت سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ہزاروں سال کی ریاضت سے کامل مرشد کی ایک بار کی توجّہ بہتر ہے۔

توجّہ حضور کا وصال

توجّہ حضور کس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ یہ اسم اللہ ذات کے تصوّر سے حاصل ہوتی ہے۔ پس وہ توجّہ جو توجّہ ذاتی ہے، اُسے توفیق تصرّف ذاتی توحید و معرفت سے حاصل ہے، کیونکہ اس کی بنیاد وصل پر ہے اور اس کا وصل اصل پر ہے۔ جس کسی کا وصل اور اصل ایک ہو جائے، وہ ذات سے یکتا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ عارف خدا نہیں ہوتا، مگر وہ خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔ پس اسے حضور الحق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یعنی حقیقت میں صاحب تحقیق اور معرفت میں صاحبِ توفیق ہوتا ہے۔ اور ذکر میں اس کا دل گہرے پانی کا ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر رہتا ہے۔ اس تصرّف کو مُردہ دل زندیق (بے دین) کیا جانیں۔ یعنی وہ جو زوال پذیر نفس کی قید میں

گویند کہ ہر دو جہان کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم را در توجہ باطنی طی کند طالبان را از توجہ بکشاید و می نماید۔ این را توجہ گویند موجہات۔ در قید او شش جہات اہل ذات است۔ توجہ را دانستہ اصل توجہ از نفس ترک است فرحت روح، بفنا فی اللہ غرق است۔ مطالعہ لوح محفوظ یک سطر از حرف دل ورق است، از مردم عوام فرق است۔ این توجہ را فیض بخش عوام گویند۔ آخر کامل مکمل اکمل مجموعہ التوحید چیست؟

بدانکہ بختگی مرشد کامل ہفت چیز است کہ آنرا ہفت گنج گویند و ہفت اندام آدمی را کلید است۔

اول توجہ۔

دوم توحید۔

سیوم تصرف۔

چہارم تصور۔

پنجم تفکر۔

ششم تجلی۔

ہفتم تسلی۔

تم ختم آنست کہ اگر شخصی بمشرق است و صاحب توجہ باین صفت موصوف بمغرب بتوجہ جان آنرا بامر اللہ تعالی مثل عزرائیلؑ جان بی جان قبض۔ و ہر آنکس مردہ گردد۔ و اگر صاحب توجہ شخصی نادیدہ و ناشنیدہ را از تمام عالم کہ نصیب او پیش صاحب توجہ باشد، آنرا دریابد و با توجہ نصیب با و نصیب کند و طالب ولی حبیب اللہ شود۔ این طریقہ از توجہ کامل است۔

پھنسے ہوئے ہیں اور جن کا باطن معرفت وصال الٰہی سے بے خبر ہے۔

توجّہ اس بات کا نام ہے کہ دونوں جہان کی تمام اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق باطنی توجّہ میں طالب پر منکشف کرے۔ اسے توجّہ موجہات بھی کہتے ہیں۔ ایسے آدمی کی قید میں چھ اطراف ہوتی ہیں، کیونکہ یہ اہل ذات ہوتا ہے۔

دالستہ توجّہ کی اصل نفس کو ترک کرنا اور روح کی فرحت ہے اور فنا فی اللہ میں مستغرق ہونا ہے۔ لوح محفوظ کا مطالعہ دل کے اوراق کی ایک سطر کا ایک حرف ہے، لیکن (یہ بات) عوام النّاس (کے علم) سے باہر ہے، اس توجّہ کو فیض بخش عوام کہتے ہیں۔ کامل مکمّل اکمل جامع التوّحید کا انجام کیا ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ مرشد کامل کی پختگی سات چیزوں سے ہوتی ہے۔ جن کو ہفت گنج یعنی سات خزانے کہتے ہیں۔ اور جو ہفت اندام آدمی کے لیے کلید کی مانند ہے۔ (وہ سات خزانے یہ ہیں):-

پہلا خزانہ : توجّہ
دوسرا خزانہ : توحید
تیسرا خزانہ : تصرّف
چوتھا خزانہ : تصوّر
پانچواں خزانہ : تفکّر
چھٹا خزانہ : تجلّی
ساتواں خزانہ : تسلّی

اس کی حتمی صفت یہ ہے کہ جو صاحب توجّہ ان صفات سے متّصف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ شخص مشرق میں ہے اور دوسرا شخص مغرب میں ہے، تو وہ بحکم الٰہی اپنی توجّہ سے عزرائیل علیہ السّلام کی طرح اس کی جان قبض کر سکتا ہے۔ جس سے وہ شخص مر جاتا ہے۔ اگر اس قسم کے صاحب توجّہ کے پاس کسی کا نصیبہ موجود ہو تو خواہ اس نے صاحب نصیبہ کو تمام دنیا میں دیکھا بھی نہ ہو اور نہ اس کے متعلق سُنا ہو، وہ توجّہ ہی سے اس کا نصیبہ اس کو عطا کر دیتا ہے۔ جس سے وہ طالب ولی اللہ اور حبیب خدا ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ کامل توجّہ پر منحصر ہے۔

عجب دارم از آن احمق قوم کہ تابع نفس و میگوید خود را صاحب توجہ۔ این هم کار مجہول نارسیدہ نامعقول است۔ توجہ را مراتب عظیم است و در توجہ سرّ اسرار رب کریم است۔ راہ توجہ اولیاءٌ و انبیاءٌ از قدیم است۔ توجہ مہر با مہر، قہر با قہر، آئینہ با آئینہ ہر آئینہ معائنہ معمّا با معمّا۔

اللّٰہ بس ماسوی اللّٰہ ہوس

توجہ از درون دل کہ آنرا نور رب حضور می گویند۔ توجہ را خطرات خراب کند، چنانچہ گلُ باغ را خزان۔

بیت

از تنور لالہ طوفان خزان سر میکشد　　باغبان رخنہ دیوار را گل می زنند

پس معلوم شد خاص توجہ کہ از تصوّر اسم اللّٰہ ذات است، مطلق لازوال از خطرات است۔

مصنّف قدس سرّہٗ میگوید کہ بغیر از قاعدۂ توجہ طالب بحق متوجہ نشود و مرشد کامل خواہد کہ طالب اللّٰہ را بہر مقام توجہ بتوجہ طی کناند۔ اول صورت طالب بتوجہ در تصور تصرف خود در آرد۔ در نفی لَآ اِلٰہَ فنا کند۔ چون در نفی لَآ اِلٰہَ صورت نفس از طالب در نفی فنا شد، بعد ازان در تصوّر صورت طالب بتصرف آوردہ با ثبات اِلَّا اللّٰہُ بردہ قلب و روح زندہ گرداند کہ پردہ حواس خمسۂ باطنی بکشاید و اوصاف ذمیمہ برخیزد و از طالب ہیچ چیز پوشیدہ نماند و دوام در معرفت اللّٰہ ماند۔ بعد ازان صورت طالب بتوجہ در تصرف آرد در مجلس محمدی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم می برد از حضور مشرف گرداند و منصب بدھاند۔ طالب لایحتاج گردد و بہ ہیچ کس محتاج نماند۔ امّا اصل

میں ان احمق لوگوں پر متعجب ہوں جو نفس کی پیروی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحب توجہ ہیں۔ ایسے کام مجہول، نارسیدہ اور نامعقول لوگوں کے ہوتے ہیں۔ توجہ کے مراتب عظیم ہیں۔ اور توجہ میں رب کریم کے سر اسرار ہیں۔ توجہ کی راہ زمانۂ قدیم سے اولیائے کرامؒ اور انبیائے عظام کو حاصل ہے۔ توجہ مہر با مہر، توجہ قہر با قہر، توجہ آئینہ با آئینہ، توجہ معائنہ بامعائنہ اور توجہ معما با معما ہوتی ہے۔

اللہ ہی کافی ہے، باقی سب ہوا و ہوس ہے۔

توجہ دل کے اندر سے ہوتی ہے جسے نورِ ربّ حضور کہتے ہیں، توجہ کو خطرات اس طرح برباد کر دیتے ہیں، جس طرح باغ کے پھولوں کو بادِ خزاں برباد کر دیتی ہے۔

بیت

سرخ رنگ کے پھولوں کے تنور سے موسم خزاں کا طوفان سر اٹھاتا ہے (اور) باغبان دیوار کے رخنوں کو مٹی لگا کر بھر دیتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ خاص توجہ جو اسم اللہ ذات کے تصور سے ہے، وہ خطرات سے بالکل لازوال ہے۔

مصنف (حضرت سلطان باہوؒ) فرماتے ہیں۔ طالب توجہ کے قاعدہ کے بغیر حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ جب مرشد کامل چاہتا ہے کہ طالب اللہ کو ہر مقام پر توجہ کے ساتھ پہنچائے، تو پہلے طالب کی صورت کو توجہ کے ساتھ اپنے تصور و تصرف میں لاتا ہے اور لاَ اِلٰہ کی نفی میں اپنے آپ کو فنا کرتا ہے۔ جب لاَ اِلٰہ کی نفی میں طالب سے نفس کی صورت فنا ہو جاتی ہے، تو پھر طالب کی صورت کو تصور و تصرف میں لا کر اِلاَّ اللّٰہ کے اثبات میں لے جا کر اس کے قلب و روح کو زندہ کرتا ہے، جس سے باطنی حواس خمسہ کا پردہ کھل جاتا ہے اور اوصاف ذمیمہ زائل ہو جاتے ہیں، اور طالب سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ اور اسے دائمی طور پر معرفت خداوندی حاصل ہو جاتی ہے۔ بعد ازاں طالب کی صورت کو بذریعہ توجہ اپنے تصرف میں لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں لے جا کر حضوری سے مشرف کرتا ہے۔ اور منصب دلواتا ہے۔ جس سے طالب محتاج نہیں رہتا اور وہ کسی شخص کا حاجتمند نہیں

توجہ آنست کہ در یکدم و بر یک قدم یکصد مقام ذکر و در ہر یک مقام ہزاران ہزار بیشمار، چنانچہ قطرات مطرات می بارد. مقام اینست کہ ہر یک طی کناند. و سلامتی از ہر بلیات نفسانی و شیطانی بگذراند۔

قولہٗ تعالیٰ: وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط[1]

برساند مقام این است۔ توجہ معنی دارد، وجہ و وجہ روی است و ت درمیان پردہ ت از پردہ بردارند۔ ہر کاری را روبرو آورند۔ وجہ با وجہ۔ رُو با رُو و مشاہدہ با مشاہدہ۔ چون فقیر غرق بتوجہ مع اللہ شود، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ بآن یاد کنندہ فقیر اللہ بشود۔ پس معلوم شد ازین آیۃ کریمہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ط[2]

بدانکہ توجہ سہ قسم است، توجہ مخنث یعنی توجہ دنیا از برای دنیا۔ توجہ مؤنث از برای عقبیٰ۔ توجہ مذکر مرد طالب مولیٰ از برای مولیٰ اعلیٰ و اولیٰ۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ ط مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا فَلَهُ الدُّنْيَا وَمَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰى فَلَهُ الْعُقْبٰى وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ ط[3]

---

[1] سورہ آل عمران ۳، ۹۷ [2] سورہ الکہف ۱۸، ۲۸ [3] الحدیث

رہتا۔ لیکن توجہ کی اصل یہ ہے کہ ایک دم میں اور ایک ہی قدم پر سو مقام ذکر اور ہر ایک مقام میں ہزار ہا بیشمار مقامات بارش کے قطرات کی طرح برسنے لگتے ہیں۔ اس کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اُن سب مقامات کو طے کراتا ہے اور ہر قسم کی نفسانی و شیطانی آفات و بلیات سے سلامتی کے ساتھ پار کرا دیتا ہے۔ پھر وہ اس مقام پر پہنچا دیتا ہے، جس کے متعلق ارشاد خداوندی ہے :۔

"جو اس (حرم شریف) میں داخل ہُوا وہ امن میں آگیا۔"

توجہ کے معنی ہیں۔ یعنی وجہ اور وجہ چہرے کو کہتے ہیں۔ اور "ت" درمیان میں پردہ ہے۔ اور جب "ت" درمیان سے نکال دیں، تو ہر کام کو اپنے روبرو سے آتے ہیں۔ وجہ با وجہ، مشاہدہ با مشاہدہ، رُو با رُو۔ جب فقیر توجہ مع اللہ میں مستغرق ہوتا ہے، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف توجہ فرماتے ہیں جس سے وہ مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا فقیر بن جاتا ہے :۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) "اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ روکے رکھو، جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ کیا تم دنیوی زندگی کی زینت چاہو گے؟ اور اس کا کہا نہ مانو، جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا۔ اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ اسکا کام حد سے گذر گیا۔"

(اے طالب صادق!) جان لے کہ توجہ تین قسم کی ہے :۔

پہلی قسم : توجہ مخنث یعنی توجہ دنیا۔ جو دنیا کے لیے توجہ کی جاتی ہے۔

دوسری قسم : توجہ مؤنث جو آخرت کے لیے کی جائے۔

تیسری قسم : توجہ مذکر جو مرد طالب مولیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے۔ اور یہی توجہ سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے۔

حدیث

"طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مؤنث اور طالب مولیٰ مذکر ہے، جس نے دنیا طلب کی، پس اسکے لیے دنیا ہے۔ اور جس نے عقبیٰ طلب کی پس اس کے لیے عقبیٰ ہے اور جس نے مولیٰ کی طلب کی، اسکے لیے سب کچھ ہے۔"

بدانکہ عارف باللہ صاحب کل را لذّت ہم ذات کلّ است۔

بدانکہ چہار لذت جزاست کہ از لذت کلّ باز دارند۔

اوّل لذّت خوردن طعام بہر انواع لقمۂ چرب و شیرین لذت۔

دوم مجامعت زن ذوق آب منی کہ آن محض می منی است۔

سیوم حکومت بادشاہانہ کہ از سر تا قدم بہ لذت دنیا یگانہ۔

چہارم لذت علم مطالعۂ دوام۔

این ہر چہار لذت برابر است۔ تمام عمر تصرف در مطالعۂ سفید سیاہ، ہیہات افسوس! ہزار حیف کہ محرم نشدی بمعرفت، مشاہدۂ نور حضور، تجلیات ذات قرب اللہ ای عالم نادان! وقت مردن از برای معرفت اللہ ہزار غم می خوری و دم سرد می کشی، باہ آہ آہ۔ طلب مرشد کامل کن۔ رفیق ہمراہ کہ ترا نگہدارد از معصیت شیطان گناہ۔ در وجودی کہ لذت معرفت اللہ در آید، ہر چہار لذت از وجود می بر آید۔ بعد ازان معلوم شود کہ لذت خدا ہیچون لذت است از تو کہ راحت بخشد بروح عزیز و مردہ گردد نفس بی تمیز۔ اَلعِلمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ[1] واقع است۔ یعنی خلاف علم ہمہ حجاب است و اخلاص علم ہمہ صورت است۔ پس حضرت علم می فرماید کہ نفس امّارہ را بکش و شیطان را دشمن دار۔ مصاحب شیطان مشو۔ دنیا را ترک دہ۔

حدیث

تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ[2]

وطلب اللہ بکن کہ این عطا فیض فضل اللہ، قرب معرفت حقیقی حاصلیت از مرشد و اصلیت است۔ بسیار علم خواندن فرض نیست و از گناہان بیرون بر آمدن و

---

[1] کتاب التشرف [2] ابن ماجہ و عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

جان لے کہ عارف باللہ صاحب کُل کو لذت بھی ذات کُل سے ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ چار لذتیں جز ہیں جو لذات کُل سے باز رکھتی ہیں:

پہلی لذت: قسم قسم کے لذیذ چرب اور شیریں کھانوں کی لذت۔

دوسری لذت: عورت سے جماع کرنے کی لذت۔

تیسری لذت: حکومت شاہانہ کی لذت جو سراپا صرف لذت دنیا ہی دنیا ہے۔

چوتھی لذت: دائمی مطالعۂ علم کی لذت۔

یہ چاروں لذتیں برابر ہیں۔ تمام عمر نیک و بد کی تمیز کے مطالعہ میں صرف کر دی لیکن افسوس ہزار بار افسوس کہ تو معرفت، مشاہدۂ نور حضور، تجلیات ذات اور قرب خداوندی سے واقف نہ ہوا۔

اے نادان عالم! مرتے وقت معرفت خداوندی کے لیے ہزار غم کھاؤ گے، اور ٹھنڈی آہیں بھرو گے۔ آہ آہ کرو گے اور کف افسوس ملو گے۔ (اس سے بہتر یہ ہے) کہ کسی مرشد کامل کی تلاش کرو اور راستے کا ساتھی بناؤ جو معصیت شیطانی اور گناہ سے تمہاری نگہداشت کرے۔ جس وجود میں معرفت الٰہی کی لذت آجاتی ہے، اس سے چاروں لذات نکل جاتی ہیں۔ بعد ازاں معلوم ہوتا ہے کہ معرفت خداوندی کی لذت ایسی لذت ہے، جس سے تیری روح عزیز کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ اور بے تمیز نفس (اپنی خواہشات لذات) سے مردہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے (ظاہری) علم کو معرفت الٰہی کے لیے حجاب اکبر کہا گیا ہے۔ یعنی خلاف علم تمام حجاب ہے۔ اور اخلاص علم سر بسر صورت ہے۔ پس حضرت علم کا فرمان ہے کہ نفس امارہ کو قتل کرو۔ اور شیطان کو دشمن تصور کرو۔ شیطان کے مصاحب نہ بنو۔ اور دنیا کو ترک کرو۔

حدیث

▪ دنیا کو ترک کرنا تمام عبادات کی اصل ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طلب کر کیونکہ یہ عطا فیض، فضل اللہ، قرب معرفت حقیقی، مرشد واصل حق سے حاصل ہوتی ہے۔ بہت علم پڑھنا فرض نہیں ہے۔ گناہوں سے

تقوی کردن واز خدای تعالی ترسیدن وطلب مرشد کردن که آن رسانندۂ راستی راہ است، گمراہ را فرض عین است۔

اَلْعَاقِلُ یَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ ط

بدانکہ بوجود آدمی چہل ویک گنج است۔ وبیست ویک گنج ظاہر وبیست و یک گنج باطن۔ اگر ازین گنجہا دریابد گنج باجمیعت، لایحتاج گردد۔ کامل الانسان است والّا نہ بی جمیعت حیران پریشان است۔ کامل انسان انبیاءؑ واولیاءؒ است۔ دیگری را انسان نتوان گفت کہ نفس ہوا است:۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ[1] ط

از دو گنج باطن ہمہ گنجہا بکشایند۔ دو گنج ظاہر این است، یکی صحت جان۔ دوم غالب شدن بر تمام عالم جہان کہ آن محض توفیق الٰہی است۔

بیت

چرا نالد کسی از تنگ دستی — کہ گنج بہ قیاس است تندرستی

واز گنج توفیق می کشاید ظاہر گنج علم وگنج عمل، گنج حلم وگنج حکمت وگنج عقل وگنج توکل وگنج صبر وگنج شکر وگنج جمیعت۔ چون گنج جامع جمیعت مانند ازین بدست آید، گنج دنیا واہل دنیا غلام وفرمانبردار در حکم۔ بکرم اللہ غنی گردد وبہ از اقلیم بادشاہ۔ ودو گنج باطن اینست کہ ہر یک گنج باطن ازین دو گنج باطن بکشاید۔

---

[1] سورہ الاعراف، ۷: ۱۷۹۔

کنارہ کشی کرنا، تقویٰ اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور مرشد کا طلب کرنا، کیونکہ وہ راہِ راست پر لانیوالا اور گمراہی سے بچانے کا وسیلہ ہے، فرض عین ہے۔ عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہے۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ انسان کے وجود میں اکتالیس ۴۱ خزانے ہیں۔ جن میں بیس ظاہری اور بیس باطنی ہیں۔ اگران خزانوں میں سے جمعیت کا خزانہ پالے، تو (انسان) کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ (اگر ایسا کرے) تو کامل انسان ہے، ورنہ بے جمعیت (انسان) حیران پریشان ہے۔ کامل انسان انبیاء عظام اور اولیاء کرام ہیں۔ دوسروں کو انسان نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ وہ نفسانی خواہشات اور حرص و ہوا کے بندے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے، بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ۔"

دو باطنی خزانوں سے تمام خزانوں کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ دو ظاہری خزانے یہ ہیں:-

ایک صحت جان یعنی تندرستی (جو ہزار نعمت ہے) دوسرے تمام جہان پر غالب آنا، جو محض توفیق الٰہی ہے۔

بیت

کوئی آدمی تنگدستی سے کیوں روتا دھوتا ہے۔ اس لیے کہ تندرستی بذات خود بے مثل خزانہ ہے۔

اور گنج توفیق سے (حسب ذیل) ظاہری خزانے منکشف ہوتے ہیں۔ پہلا خزانہ علم ہے۔ دوسرا خزانہ عمل ہے، تیسرا خزانہ حلم ہے۔ چوتھا خزانہ حکمت ہے پانچواں خزانہ عقل ہے۔ چھٹا خزانہ توکل ہے۔ ساتواں خزانہ صبر ہے۔ آٹھواں خزانہ شکر ہے۔ نواں خزانہ جمعیت ہے۔ جب ان سب خزانوں کی جامع جمعیت کا خزانہ ہاتھ میں آتا ہے، تو اہل دنیا اور دنیا کے خزانے غلام اور فرمانبردار ہو جاتے ہیں، اور (فقیر) کے حکم میں آجاتے ہیں، اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے غنی ہو جاتا ہے اور وہ سانوں ولایتوں کے بادشاہ سے بہتر ہو جاتا ہے۔ وہ دو باطنی خزانے جن سے ہر ایک باطنی

اوّل گنج حاضرات ملاقات دست مصافحہ کردن با ہر یک انبیاؑ اولیاؒ را آن دعوت قبور است۔ دوم گنج تصور اسم اللہ ذات کہ محض استغراق معرفت توحید نور است کہ مطلق مشاہدۂ ربوبیت حضور است۔ و دیگر ہر یک باطنی گنج الہام مقام ذکر مذکور ذات صفات متبرکات مجلس محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرور کائنات مانند ازین سعادت عظمیٰ و مراتب اولیاء می کشاید۔

مرشد بیک روز اوّل چہل یک گنج طالب اللہ را نصیب کند۔ مرشد کامل خزانچی، ولی اللہ است، اہل ہدایت اللہ نافع المسلمین، خلق را رہنمائی لایق ارشاد۔ مرشدیکہ بدین صفت موصوف نباشد، راہزن طالبان، مرشد خام پس کلید است ہر کہ بتوحید کلید نرسد، از اہل تقلید است، بی خبر از توحید، مشاہدہ با مشاہدہ، نور با نور، حضور با حضور۔

ابیات

بدریای محبت را چہ آرائی خطاب — چون حباب از خود تہی شد گشت آب
ہر یکی از قطرہ یابد من بدریا یافتم — چون عین دریا یافتم خود گم بدریا ساختم

○

شرح مقامات

مقام علم و مقام بخش و مقام عطا و مقام معرفت و مقام فضل و مقام قرب و مقام ذکر و مقام فکر و مقام فیض و مقام قبض و مقام بسط و مقام قوت و مقام توفیق و مقام شوق

خزانہ کھلتا ہے، یہ ہیں:۔

اوّل گنج حاضرات، جس سے ہر ایک نبی اور ولی اللہ سے مصافحہ اور ملاقات ہوتی ہے۔ یہ دعوت قبور ہے۔ دوسرا خزانہ اسم اللہ ذات کا تصور ہے، جو محض معرفت توحید نور کا استغراق ہے، جو مطلق مشاہدۂ ربوبیت حضور ہے۔ اور دوسرا ہر ایک باطنی خزانہ الہام، مقام، ذکر مذکور ذات صفات، متبرکات مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سعادت عظمیٰ اور مراتب اولیا منکشف کراتا ہے۔

جو مرشد پہلے ہی روز اکتالیس خزانے طالب کو نصیب کر دیتا ہے، وہ مرشد کامل ہے، مرشد کامل اللہ تعالیٰ کے خزانوں کا خزانچی ہوتا ہے۔ وہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راہ کی ہدایت دینے والا ہوتا ہے۔ وہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے، وہ خلقت کا راہنما اور لایق ارشاد ہوتا ہے۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں، وہ طالبوں کا راہزن اور خام ہے۔ پس (فقیر ہی ان تمام امور کی) کلید ہے۔ جو شخص (اس) کلید توحید کو نہیں پاتا، وہ اہل تقلید میں سے ہے۔ اور توحید، مشاہدہ بامشاہدہ، نور با نور اور حضور با حضور سے بے خبر ہے۔

ابیات

تُو محبت کے دریا کو خطاب (خوش کلامی) سے کیسے سنوار سکتا ہے۔ وہ تو مثل بلبلہ ہے، کہ جب بلبلہ اپنے آپ سے خالی ہو گیا، تو پانی ہو گیا۔

ہر ایک آدمی ایک قطرہ پاتا ہے، (لیکن) میں نے دریا پا لیا ہے۔ جب میں نے خاص دریا پا لیا، تو خود کو دریا میں گم کر دیا۔

شرح مقامات

مقام علم، مقام بخش، مقام عطا، مقام معرفت، مقام فضل، مقام قرب، مقام ذکر، مقام فکر، مقام فیض، مقام قبض، مقام لبسط، مقام قوت، مقام توفیق، مقام شوق، مقام

ومقام ذوق ومقام ترک ومقام توکل ومقام مجاہدہ ومقام مشاہدہ ومقام غرق ومقام حضور ومقام توحید ومقام الہام ومقام دلیل ومقام وہم ومقام اوہام ومقام خیال و مقام وصال ومقام سکر ومقام محو ومقام حال ومقام مستقبل ومقام خلق ومقام سکوت ومقام ناسوت ومقام ملکوت ومقام جبروت ومقام لاہوت ومقام حیرت ومقام عبرت ومقام سودا ومقام سویدا ومقام ہویدا ومقام قلب ومقام وجد ومقام نور ومقام صدق ومقام جوہر الانفاس ومقام کنز راہ بنای اسلام ومقام طاعت و مقام ولایت ومقام عنایت ومقام غنایت ومقام مراقبہ ومقام محاسبہ ومقام مکاشفہ ومقام کرامت ومقام باللہ ومقام بقا باللہ ومقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومقام تجلی روح ومقام تمثل ومقام خفی ومقام طلب ومقام محبت ومقام مد نظر اللہ منظور کہ نظر بر قلب است نہ بر وجود ایشان کہ اہل قلب است۔ جیفہ طلب است نجس نجاست بعقل شیطانی منصوبہ اہل خراست۔

مقام استقامت مقام تجرید ومقام تفرید ومقام مفتاح ومقام رجاء ومقام خوف ومقام تصور ومقام تصرف ومقام مجموعہ۔

جملہ جمعبندی دفاتر حق فنا فی اللہ مطلق۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[1]

ہر کہ این ہر یک مقام را طلب تحقیق طی کرد، ہنوز خام است، مرشد او نام از برای آنکہ یک بیک تصور بی توجہ یکجا چرا نگرداند؟ از آن خام را مرشد نخواند۔ طالب عاجز ہمہ در طلب استوار جان دادن طیار است، اگر مرشد کامل معرفت بخشندۂ پروردگار ہشیار است۔ مرشد ناقص راہزن شیطان است کہ طالب او محتاج پریشان است۔ فقیر ہر چہ گوید از روی حساب نہ از روی حسد اَلْحَقُّ مُرٌّ واقع است۔ ہر کہ شود تلخ انسان نشود،

[1] مرغوب القلوب، ص ۱۸ و انیس الطالبین از حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندیؒ، ص ۶۳

ذوق، مقام ترک، مقام توکل، مقام مجاہدہ، مقام مشاہدہ ومقام غرق ومقام حضور ومقام توحید ومقام الہام ومقام دلیل ومقام وہم ومقام اوہام ومقام خیال ومقام وصال ومقام سُکر ومقام محو ومقام حال ومقام مستقبل ومقام خلق ومقام سکوت ومقام ناسُوت ومقام ملکوت ومقام جبروت ومقام لاہوت ومقام حیرت ومقام عبرت ومقام سودا ومقام سویدا ومقام ہویدا ومقام قلب ومقام وجد ومقام نور ومقام صدق ومقام جوہرالانفاس ومقام کنزراہ بنائے اسلام ومقام طاعت ومقام ولایت ومقام عنایت ومقام غنایت ومقام مراقبہ ومقام محاسبہ ومقام مکاشفہ ومقام کرامت ومقام باللہ ومقام بقار باللہ ومقام فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومقام تجلی روح ومقام تمثل ومقام خفی ومقام طلب ومقام محبت ومقام مدنظر اللہ منظور۔

(جو ان مقامات کے حامل ہیں) انکی نظر قلب پر ہوتی ہے، نہ کہ اُن کے وجود پر، کیونکہ وہ اہل قلب ہوتے ہیں، (لیکن بعض لوگ) مُردار طلب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ گدھے ہیں جو عقل شیطانی سے منصوبہ بندی کر کے (گویا) گندگی کے حصول میں سرگرداں ہیں۔ (جو مقامات مندرجہ بالا بیان ہوئے۔ ان کے علاوہ حسب ذیل مقامات بھی ہیں):

۱۔ مقامات استقامت۔ ۲۔ مقام تجرید۔ ۳۔ مقام تفرید۔ ۴۔ مقام مفتاح۔

۵۔ مقام رجا۔ ۶۔ مقام خوف۔ ۷۔ مقام تصوّر۔ ۸۔ مقام تصرّف۔ ۹۔ مقام مجموعہ

یہ تمام کے تمام مقامات فنا فی اللہ مطلق کے لیے حق کے دفاتر کی جمعبندی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جب فقر انتہاء کو پہنچتا ہے، تو وہ اللہ ہی ہوتا ہے۔"

جو کوئی طالب ان ہر ایک مقام (مذکورہ) کو طلب تحقیق کر کے طے کرے، وہ ابھی خام ہے اور صرف برائے نام مُرشد ہے۔ اس لیے کہ وہ ایک ہی تصور سے بغیر توجہ دیئے ہوئے (مرید کو) کیوں یکتا نہیں کر دیتا؟ ایسے خام کو مرشد نہیں کہہ سکتے۔ اگر خدا کی پہچان رکھنے والا مرشد کامل ہوشیار ہے، تو طالب بیچارہ تو ہمہ تن طلب میں جان دینے کے لیے تیار ہے۔ مرشد ناقص ابلیس کی طرح راہزن ہے۔ ایسے ناقص مرشد کا طالب محتاج و پریشان رہتا ہے۔ فقیر جو کچھ کہتا ہے، حسد کی بنا پر نہیں کہتا؛ بلکہ حساب کی رو سے کہتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ جو

مرتبۂ او ملخ۔ اگر ملخ بر ہوا پرد، ملخ و مگس مرتبۂ شہباز نیابد۔ مرشدیکہ منتہی نظار است، آنرا توجہ از برای طالبان چہ درکار است بدست بر و حضور سپرد۔ ہر کہ دوام حضور است، حضور کردن طالبان آنرا چہ مشکل و دور است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

غرق را غم نیست فی اللہ غار دل　　خلق را وہم است قالب زیر گل

●

بدانکہ از غایت تصور تاثیر اسم اللہ ذات چون اسم اللہ ذات از قدم قلب قالب رامی شود غالب اسم تمام جسم را در قبض و تصرف خود کند۔ خصالت نفسانیت کثافت جلیمۂ کثیف از وجود اربعہ عناصر برخیزد و نیک خوبئ روحانیت پیدا و ہویدا گردد۔ نور تصور اسم اللہ ذات و نور معرفت الٰہی، مشاہدۂ ذات۔ واز نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات و نور فنا فی اللہ و فنا فی الشیخ درجات موافق نص حدیث آیات۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ[1]

دم از دم زندگی مدام ابد الآباد تمام۔

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي[2]

چون روح اعظم در وجود معظم آمد و گفت یا اللہ۔ تا قیامت برخیزد، ہنوز ماہیت انتہا را باسم اللہ ذات نرسیدہ باشد۔

پس معلوم شد این چنین وجود نور را بہر حال و احوال وقال و افعال و اعمال معرفت

---

[1] سورہ الکہف، ۱۸: ۲۴ [2] سورہ الحجر، ۱۵: ۲۹

شخص کڑوا ہوتا ہے، اسے انسان نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مرتبہ مکڑی کے برابر ہے۔ اگر مکڑی اور مکھی ہوا میں پرواز کریں، تب بھی وہ شہباز کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جو مرشد خود منتہی نظار ہے، اُسے تو طالبوں کو توجہ دینے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ وہ تو طالب کا ہاتھ پکڑ کر حضوری میں جا سونپتا ہے، جو خود صاحب حضوری ہے، طالبوں کو حضوری میں پہنچا دینا کیا مشکل اور بعید ہے۔

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

بیت

ڈوبنے کا غم نہیں ہے۔ دل میں اللہ کا غار گھر ہے۔ مخلوق کا (یہ) وہم ہے کہ جسم مٹی (قبر) کے اندر ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ اسم اللہ ذات کی کثرت تصور کی برکت کی تاثیر سے قالب قلب کی مانند ہو جاتا ہے۔ اور اسم تمام جسم پر غالب آتا ہے۔ اور اسے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ اس اربعہ عناصری وجود سے نفسانی خصائل کا کثیف لباس اُتر جاتا ہے، اور روحانیت کے نیک خصائل پیدا اور ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اسم اللہ ذات کے تصور کے نور، معرفت خداوندی کے نور، مشاہدہ ذات کے نور، حضور پُر نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کے نور، فنا فی اللہ کے نور، اور فنا فی الشیخ کے نور سے درجات قرآن و حدیث کے مطابق حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جبکہ تو بھول جائے۔"

دم دم کی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حاصل ہوتی ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور اس میں میں نے اپنی روح پھونک دی۔"

جب روح اعظم وجود معظم میں آئی اور یا اللہ کہا تو خواہ قیامت تک ماہیت معلوم کرتا رہے، اسم اللہ ذات کی ماہیت کی انتہا کو نہیں پہنچے گا۔

پس معلوم ہوا کہ لیسے نوری وجود کو ہر حال و احوال اور قول و فعل اور عمل میں معرفت

قرب وصال از حضور است۔ چون نفس مطمئنہ تزکیۂ نور گردد، لباس قلب پوشد و قلب نور لباس نور پوشد و روح نور لباس سرّ پوشد و سرّ نور لباس اسرار پوشد۔ چون مجموعہ یکی نور گردد، در وجود صورت نور پیدا شود کہ آنرا محض مطلق توحید توفیق الٰہی می گویند۔

عجب دارم ازان طائفۂ احمق قوم کہ با تفکر تقلید بی خبر از باطن معرفت الٰہی توحید۔ دل را بستہ طرف چپ دل بگردانند۔ و می گویند این مقام قلب است۔ کلب را قلب دانند۔ اوّل کسی کہ دعوئ ذکر قلب کند کہ من ذاکر قلبی ام، آنرا دو گواہ است۔

اوّل صاحب نظر کہ از نظر او زنّار کافر ریسمان لعنت بگسلد۔

دوم گواہ او از نظر او اوّل تصدیق قلب پیدا شود و غلبات قلب ذکر جوہر نور بر زبان اقرار بر آید و بگوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ این مراتب نیز آسان کار است۔ طالب اللہ را بیک نظر بہ تصور اسم اللہ ذات بہ تمامیت معرفت رسانیدن مشکل خیلی دشوار است۔ ذکر جوہر قلب است۔ قلب جوہر جان است و جان جوہر ایمان است۔ مسلمان آنرا گویند کہ مال، فرزند، جان تصدّق و تصرّف کند بنام اللہ۔ جوہر ایمان اینست۔

رُباعی

آن دل کہ شکستہ از فخر نہد بر افسر
در حال شکستگی نیز زد بشر ر

قرب وصال اور حضوری حاصل ہے۔ جب نفس مطئنہ کا تزکیہ نور ہو جاتا ہے، تو دل کا لباس پہنتا ہے اور دل نور کا لباس پہنتا ہے۔ اور دل روح کا لباس پہنتا ہے اور روح سر کا لباس پہنتا ہے اور سر اسرار کا لباس پہنتا ہے۔ جب سب مل کر ایک نور ہو جاتے ہیں، تو وجود میں نور کی ایک صورت پیدا ہوتی ہے، جسے مطلق توحید اور محض توفیق الٰہی کہتے ہیں۔

میں ان احمق لوگوں پر متعجب ہوں، جو تقلیدی تفکر کرتے ہیں اور باطن میں معرفت الٰہی سے بے خبر ہیں۔ دل کو دم بند کر کے بائیں طرف پھراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ دل کا مقام ہے۔ وہ کلب (کتے) کو قلب (دل) سمجھے ہوئے ہیں۔ اول جو کوئی ذکر قلبی کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں ذاکر قلبی ہوں۔ اُسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دو گواہ درکار ہیں۔

اوّل گواہ (نشانی) یہ کہ وہ صاحب نظر ہو، تاکہ نظر اُسکی نظر سے کافر کی زنار لعنت توڑ سکے۔

دوم گواہ (نشانی) یہ کہ اس کی نظر سے (طالب صادق کے وجود میں) اوّل تصدیق قلبی پیدا ہو جائے۔ اور قلب غلبات ذکر جوہر نور سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان سے اقرار کرے۔

یہ مراتب بھی آسان کام ہیں۔ (لیکن) مشکل اور نہایت دشوار تو یہ ہے کہ تصور اسم اللہ ذات سے بیک نظر معرفت کی تمامیت تک پہنچا دے۔ ذکر دل کا جوہر ہے۔ دل جان کا جوہر ہے۔ اور جان ایمان کا جوہر ہے، مسلمان اسے کہتے ہیں جو اپنا مال، اولاد اور اپنی جان (تک) اللہ کے نام پر قربان کر دے۔ یہی جوہر ایمان ہے۔[۱]

رباعی

وہ دل جو کہ بادشاہ ہے اور فخر سے سر پر (تاج) رکھتا ہے۔ تنگدستی کی حالت میں شرارت کی طرف رجوع نہیں ہوتا۔

---

[۱] مولانا رومی فرماتے ہیں: ہر چہ داری صرف کن در راہ او۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

وین گوہر بوالعجب کہ دل نام وی است
ہر چند شکستہ تر بقیمت بہتر

رُباعی

از کبر مدار ہیچ در دل ہوسی
کز کبر بجای نرسیدہ است کسی
چون زلف بتان شکستگی عادت کُن
تا صید کنی ہزار دل در نفسی

رباعی

گفتم سخنت شکستہ وش چون آید
با آنکہ ہمہ چو دُرِ مکنون آید
گفتا سخن از چنین دہانی کہ مراست
گر نشکستمش چگونہ بیرون آید

پس سخن معرفت اللہ عظیم است۔ وھان تنگ، حوصلہ کم چہ کند ہر سخن سر بسنگ زند واز وجود سنگ دل لعل معرفت بر آید۔ ہر آنکس داند کہ باین مرتبہ رسیدہ و دیدہ باشد۔

بدانکہ نیز شرح ذکر چہار اند۔ ذکر نفس، ذکر قلب، ذکر روح، ذکر سر۔
ذکر نفس زبان است کہ با ذکر خدای تعالیٰ را یاد میکند۔ از برای لذت نفسانیت عز و جاہ مسخرات خلق و تابع فرشتہ ہوکل وجنونیت و ترقی زر و مال ناموس و نام۔
این مراتب بر ذاکر اہل قلب حرام و ذکر دم مطلق حوادث خطرات غم بلکہ رسم رسوم اہل کفار بُت صنم۔

اور یہ عجیب و غریب موتی ہے جس کا نام دل ہے کہ یہ جتنا زیادہ شکستہ اور ٹوٹا ہوا ہو۔ اتنا ہی زیادہ قیمت میں بہتر ہوتا ہے۔

رُباعی

دل میں تکبر کی ہوس بالکل مت رکھ۔ کیونکہ تکبر سے کوئی شخص کسی بلند مقام پر نہیں پہنچ سکا ہے۔

محبوبوں کی زلفوں کی طرح پریشان اور بکھری رہنے کی عادت کر، تاکہ ایک لمحہ میں ہزاروں دل شکار کرے۔

رُباعی

میں نے کہا کہ جب وہ سخت شکستہ (حال) ہو کر آئے۔ یا وہ تمام کا تمام پوشیدہ موتی کی مانند آئے۔

اس نے کہا میری وہ باتیں جو ایسے (میرے) منہ سے نکلتی ہیں اگر میں اُن سے اس کو شکستہ حال نہ کروں، تو وہ باہر کیسے آئیگا۔

پس معرفت الٰہی کی بات بڑی عظیم ہے۔ منہ تنگ ہے اور حوصلہ کم ہے۔ (اس کا علاج یہی ہے) کہ ہر ایک بات پر سر پتھر پر مارے اور وجود میں سنگدل سے لعل معرفت نکالے۔ اس بات کو وہی شخص جانتا ہے، جو اس مرتبہ تک پہنچا ہو۔ اور جس نے اس کا مشاہدہ کیا ہو۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ ذکر (کی تفصیل) بھی چار اقسام میں منقسم ہے:-

(۱) ذکر نفس (۲) ذکر قلب (۳) ذکر روح (۴) ذکر سِرّ۔

(۱) **ذکر نفس**:- اللہ تعالیٰ کے زبانی ذکر کو ذکر نفس کہتے ہیں۔ یہ نفسانی لذت، حصول عزو جاہ، مسخرات خلق، فرشتہ، موکل، جنات کو تابع کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، نیز مال و زر کی ترقی اور نام و ناموس کے لیے کیا جاتا ہے۔ (یہ اچھی طرح جان لو کہ) یہ مراتب ذاکر قلبی پر حرام ہیں۔ جو لوگ دم بندی کر کے ذکر کرتے ہیں، وہ مطلق حوادثات خطرات اور غم کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بلکہ یہ رسم رسوم اہل کفار اور بت پرستوں کی ہے۔

آن قلب کہ بذکر اللہ تعالیٰ را یاد میکند از غایت صفائی شاد شود۔ شوق و ذوق و محبت و طلب و طاعت دوام و توفیق و تصدیق۔ این چنین ذاکر دل صدیقان است۔

پس معلوم شد کہ ذکر نفس در طلب دنیا خام خیال خام است و ذکر دم مطلق جہل پریشانی زوال است۔ این ہر دو ذکر رجعت است۔ و رجعت ذکر آنرا گویند کہ بشروع ذکر چندان دنیا و خلق بنام ناموس جمع شود کہ جمعیت باطنی، رحمانی مرتبہ دنیا شیطانی ہوا باز دارد از خدا۔ و ذکر قلب وسیلۃ النجات در مردگی حیات رشنفیم بردم اثبات قدم و بر نفس امیر۔

اینست مراتب ذاکر قلبی نفیر۔ ذاکر قلبی را از ذکر قلب دل غنی۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

و از فکر فنای نفس فیض بر صاحب نظر و روح و ذکر روح کہ حق تعالیٰ را یاد میکند در یکدم دہ لکہ مقام منزل طی میکند۔ روح مثل معطر ریح است۔ دوام بذکر تسبیح است۔ ذاکر روحانی را مشاہدۂ معرفت الٰہی و مجلس ملاقات بہر ارواح مقام مراتب صحیح است۔ روح روشنی بخش مثل نوح است بمد نظر اللہ منظور۔ مثل آفتاب روحانی ذاکر ہمہ جا حضور کہ روح سرمایۂ ایمان نور است۔ این نور از قدرت الٰہی وارد نفس و نفسانی قادر نیک سعید مثل حضرت رابعہؒ و بایزیدؒ۔

و ذکر سر و ذکر سری را سرا پردہ فیما بین اللہ و العبد بکشاید بی حجاب عینہ را عین نماید۔

(۲) **ذکر قلب:** وہ دل جو ذکر الٰہی کرتا ہے، تو صفائی کی بنا پر خوشی کرتا ہے۔ ایسے ذاکر کو ذوق، شوق، محبت، طلب، دائمی اطاعت اور توفیق و تصدیق حاصل ہوتی ہے۔ اس قسم کے ذاکر کا دل صدیقین جیسا ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفسانی ذکر دنیاوی طلب کے لیے ہوتا ہے، جو محض خام خیالی ہے۔ اور جس دم کا ذکر محض جہالت ہو، وہ پریشانی اور زوال کا باعث ہے۔ یہ دونوں ذکر (بجائے خود) رجعت ہے۔ اور ذکر کی رجعت یہ ہے کہ ذکر کے شروع میں اس قدر دنیا اور خلقت شہرت اور ناموس کے نام پر اکٹھی ہو جاتی ہے کہ دنیاوی شیطانی خواہشات طالب کو جمعیت باطنی، مرتبۂ رحمانی اور خدای تعالیٰ سے دوری کا باعث بن جاتی ہیں۔ ذکر قلبی بوقت نزع نجات کا وسیلہ ہے اور روشن ضمیری کا سبب ہوتا ہے۔ جس سے (انسان) ثابت قدم اور نفس پر حکمران ہو جاتا ہے۔

یہ ہیں ذاکر قلبی فقیر کے مراتب۔ ذاکر قلبی کا دل ذکر قلبی سے غنی ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔

فکر فنائے نفس سے صاحب نظر فیضیاب ہوتا ہے۔

(۳) **ذکر روح:** اور جو روح حق تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔ وہ ایک لحظہ میں دس لاکھ منازل و مقامات طے کرتی ہے۔ روح خوشبودار ہوا کی مانند ہے، اور وہ ہمیشہ ذکر و تسبیح میں مشغول رہتی ہے۔ روحانی ذاکر کو معرفت الٰہی کا مشاہدہ، اور ہر روح کو مجلس و ملاقات اپنے اپنے مراتب اور مقام صحیح پر نصیب ہوتی ہے۔ اس سے روح حضرت نوح علیہ السلام کی روشنی بخش، بارگاہِ خداوندی میں منظور نظر اور روحانی ذاکر کو ہر جگہ سورج کی طرح حضوری حاصل ہو جاتی ہے، جو روح ایمان کا سرمایۂ نور ہے۔ جب یہ نور قدرت الٰہی سے نفس پر وارد ہوتا ہے تو نفسانی (نفس)، پر قادر حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ کی طرح نیک اور خوش بخت ہو جاتا ہے۔

(۴) **ذکر سری:** پس پردۂ اسرار جو بندہ اور رب کے درمیان موجود ہے، منکشف ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا (نور) بے حجاب اور عین بعین دکھائی دینے لگتا ہے۔

○

ابیات

الٰہی دیدہ از دیدار دہ بیند ترا　　قتل گردد نفس کبر و در ہوا
عارفان را راز وحدت عین بس　　این مراتب کی رسد اہل از ہوس

این مراتب قرب قادری است۔ دیگری کہ دعویٰ کند غیر غلط است۔ و می گویند
این ذاکر حبس است و ذکر حبس بحضوری مشاہدہ تعلق دارد۔ شرح ایشان را ذکر حبس
نیست، عبث است۔ و باز دل را بدم بستہ جانب راست می گردانند و می گویند
این مقام روح است و بی خبر اند از مقام روح۔
ذکر روح مثل دریا طوفان نوح است۔ در آن کشتی شوق است کہ از عرش
فوق است۔ و در سر دماغ می گویند کہ ذکر خفی است و خفی است و قربانی است و
سلطانی است۔ ایشان بی خبر از ذکر سلطانی، طالب دنیا، مشفق وسوسہ، واہمات،
خطرات، خناس، خرطوم در قید شیطانی است۔
ذکر اللہ، ذکر للہ، ذکر لہٗ، ذکر ہُو، ذکر سرّ ہُو، ذکر ہو الحق، ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔

جملہ ذکر ہفت است۔ ازین ہفت ذکر از ہر یک ذکر ہفتاد لکھ و سی و سہ ہزار
ذکر بکشاید، بلکہ ذکر اللہ بسیار بیشمار است کہ در تحریر قلم و تقریر زبان زیادہ
تر است کلمات ربانی ذکر اسم اللہ چون قلب بذکر اللہ زندہ شود، دل بی کدورت
بی زنگار صیقل زدہ مثل روشن۔ از تاثیر تصور اسم اللہ روشن ضمیر۔ چون دل شود روشن ضمیر نفس
نافرمان در قید بندیخانہ اسیر و روح بولایت وجود بادشاہ امیر، بلکہ وجودیہ

ابیات

الٰہی میں تیرا بندہ ہوں، مجھے دیدۂ دیدار عنایت کر، تاکہ میں تجھے دیکھوں۔ میرا نفس مُردہ ہو جائے، تکبر اور نفسانی خواہشات ختم ہو جائیں۔

عارف لوگ رازِ وحدت کو عین بعین دیکھتے ہیں اور یہ اُن کے لیے کافی ہے۔ یہ مراتب (بھلا) اہلِ ہوس کو کب حاصل ہوتے ہیں؟

یہ مراتب قربِ قادری کے ہیں۔ اگر قادری کے علاوہ کوئی دوسرا شخص دعویٰ کرے، تو وہ باطل پر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ذاکرِ حبس ہے۔ اور ذکرِ حبس حضوری اور مشاہدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ جو (بظاہر) ذکرِ حبس کی تشریح کرتے ہیں، یہ لاحاصل اور بے فائدہ ہے۔ اور پھر دل کو دم بند کر کے دائیں طرف پھراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ روح کا مقام ہے، لیکن حقیقت میں وہ روح سے بےخبر ہوتے ہیں۔

ذکرِ روحانی تو حضرت نوح علیہ السلام کے دریائے طوفان کی مانند ہوتا ہے۔ جس میں شوق کی کشتی کام دیتی ہے، جو عرش سے بھی اوپر جا ٹھہرتی ہے۔ وہ اپنے خیال میں کہتے ہیں کہ یہ ذکرِ خفی ہے اور ذکرِ مخفی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ ذکرِ قربانی و سلطانی ہے۔ وہ دراصل ذکرِ سلطانی کا علم ہی نہیں رکھتے۔ وہ (حقیقت میں) دنیا کے طالب ہیں، اور شیطانی خطرات و وساوس، توہمات اور خناس و خرطوم میں مبتلا ہیں۔

حقیقت میں ذکر کی سات اقسام ہیں۔

(۱) ذکرِ اللہ (۲) ذکرِ لِلّٰہ (۳) ذکرِ لہٗ (۴) ذکرِ ھُوَ (۵) ذکرِ سرِ ھُوَ (۶) ذکرِ ھُوَ الحق (۷) ذکرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

تمام ذکر سات ہیں۔ ان سات اذکار میں سے ہر ایک سے ستر لاکھ تینتیس ہزار ذکر کھلتے ہیں، بلکہ ذکرِ الٰہی بے شمار اور لاتعداد ہیں، جو تقریر و تحریر کے احاطہ سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسم کے ذکر کے کلمات کی بھی انتہا نہیں۔ جب دل ذکرِ الٰہی سے زندہ ہوتا ہے، تو اس سے کدورت اور زنگار دُور ہو جاتے ہیں اور دل روشن ہو جاتا ہے تصورِ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے روشن ضمیری نصیب ہوتی ہے۔ جب دل روشن ہو جاتا ہے، تو نافرمان نفس قید (وجود) کے قید خانہ میں اسیر بن جاتا ہے۔ اور ولایتِ وجود پر روح

جمیعت و آرام گردد۔

اما المطلب آنکہ طالب اللہ را قوت قدرت نیست کہ بر ذکر و بر اسم اللہ ذات کلمہ طیبات لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم و بر کلام اللہ قرآن آیات و بر اسماء الحسنیٰ نود و نہ نام باری تعالیٰ متبرکات۔ طالب انسان مخلوق را چہ قدرت است کہ بتوجہ، تفکر، تصور، تصرف، بر غیر مخلوقات غالب شود و بروی شود غلبات از تاثیر غیر مخلوق وجود مخلوق و قالب می گردد حیات کہ این اربع طیور را بکشد:

خروس شہوت و کبوتر ہوا و زاغ حرص و طاؤس زینت۔
چون این اربع طیور را ذبح کند، قلب و قالب تا ابد الآباد زندہ شود۔

○

بیت

خلق داند مردہ جسم او زیر خاک
قبر لحد خاک آنرا نور پاک

○

صاحب زندہ قلب قالب جثہ را از قبر بدر آوردہ لامکان، زود بحضور حق بردہ بموجب این آیت کریمہ (حیات و ممات اُو برابر می شود)

قولہٗ تعالیٰ:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

بادشاہ اور حاکم ہو جاتی ہے، بلکہ اس سے وجود کو جمیعت اور آرام نصیب ہو جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ طالب اللہ کو یہ قدرت اور قوت نہیں ہوتی کہ اسم اللہ ذات کے ذکر، کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر، قرآن پاک کی آیات، اسماء الحسنیٰ اور باری تعالیٰ کے متبرک ننانوے نام کو حاصل کر سکے۔ اور نہ ہی طالب انسان میں جو مخلوق ہے کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ توجہ، تفکر، تصور اور تصرف سے غیر مخلوقات پر غالب آسکے۔ البتہ مخلوقات پر غیر مخلوق (تصور اسم ذات) اور مخلوق وجود (ذکر) کے غلبات کی تاثیر سے (طالب کا) قلب زندہ ہو جاتا ہے، بشرطیکہ وہ ان مندرجہ ذیل چار پرندوں کو (اپنے وجود میں) ذبح کرے۔

(۱) شہوت کا مرغ (۲) ہوس کا کبوتر (۳) حرص کا کوا (۴) زینت کا مور۔

جب (طالب) ان چار پرندوں کو (اپنے وجود میں) ذبح کر لیتا ہے، تو قلب و قالب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتے ہیں۔

بیت

خلقت اس کے جسم کو مرا ہوا قبر میں مٹی کے نیچے دفن جانتی ہے، مگر اس کی قبر میں لحد کی خاک پاک نورانی ہوتی ہے۔

زندہ قلب قالب والا اپنے (نورانی) بدن کو قبر سے نکال کر لامکان میں لے جاتا ہے۔ اور بارگاہ خداوندی میں جلد پہنچا دیتا ہے۔ اور اس آیت کریمہ کے بموجب اس کی زندگی اور موت برابر ہو جاتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ فرمایا، کیا تجھے یقین نہیں؟ عرض کیا یقین تو ہے، لیکن اطمینان قلبی چاہتا ہوں۔ فرمایا: (اچھا) چار اڑنے والے پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے، پھر ان کے بدن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے۔

یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ع[1]

بیت

فرشتہ را قدرت نہ یابم راہ | لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ بر عارف گواہ

حدیث

لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ ع[2]

بیت

پا سر شدہ سر پا شدہ بی سر رود | پیش بی سر کیست با اُو دم زند

حدیث

مَشْیٌ عَنِ الرَّاْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ ع[3]

اینست مراتب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ط تمام ہر کہ در حیات مُردہ و فقیر کہ در مُردگی شد حیات، فی الدُّنیا و الآخرۃ شد نجات، ہم صحبت دوام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات از طریق تحقیق۔ این مراتب قادری سروری جامع العلوم فنا فی اللہ در مقام حیّ قیّوم۔ دیگری کہ دعوی کند کذّاب است۔

ابیات

بی سر را سر بود سرّ خدا | سرّ از سر بہتر است بیند لقا

---

[1] سورہ البقرہ ۲ : ۲۶۰
[2] الحدیث
[3] الحدیث

پھر ان کو بُلا۔ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور جان
لے کہ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے، حکمت والا ہے۔"

بیت

فرشتہ کو اس راہ کی قدرت نہیں ہے۔ ایک وقت عارف پر لِیْ مَعَ اللّٰہِ کا
آتا ہے، جو اس پر گواہی دیتا ہے۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہوتا ہے، جس میں مقرب
فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے، نہ نبی مرسل کی۔"

بیت

سر پاؤں ہو جاتے ہیں اور پاؤں سر ہو جاتے ہیں اور وہ بغیر سر کے جاتا ہے۔ بغیر
سر والے کے آگے کون اس کے ساتھ دم مار سکتا ہے؟

حدیث

(اس راستے میں) "پاؤں کے بغیر سر کے بل چلنا ہے۔"
یہ "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے" کے مراتب ہیں، جو کہ
زندگی میں پوری طرح مر چکا ہے، اور جو فقیر موت میں زندہ ہو چکا ہے، وہ دنیا و
آخرت میں نجات پا چکا ہے۔ اسے دائمی طور پر طریق تحقیق سے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کی مجلس میں شرفیابی حاصل ہو جاتی ہے، یہ مراتب
قادری سروری جامع العلوم مقام حی وقیوم میں فنا فی اللہ کے ہیں۔ جو کوئی دوسرا ان
مراتب کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا ہے۔

ابیات

بغیر سر والے کا سر اللہ تعالیٰ کے اسرار ہوتے ہیں۔ سر سے راز (خداوندی) بہتر ہے،

سرِ صورت ہمچو انسان سر بسر | سرّ و سر چون یک شود صاحب نظر
این نہ انسان است بی حکمت آواز | سرّ حکمت از سر زان اہل راز
باہُوؔ سرّ بین اسرار بین ہم راز کُن | راز کُن شد زانکہ از آواز کُن

○

قولہٗ تعالیٰ :-

اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[۱]

اللہ بس ماسوای اللہ ہوس

ہر کہ ظاہر چشم را بپوشد و در غرق در آید، چشم از سرّ قلب بگشاید۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ :-

غَمِّضْ عَیْنَیْکَ وَاسْمَعْ فِیْ قَلْبِکَ یَا عَلِیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ[۲]

قولہٗ تعالیٰ :-

قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِہٖ مَدَدًا[۳]

این جملہ مجموعہ اذکار توجہ تصور تصرف توحید حاضرات اسم اللہ ذات سروری قادری جامع مرشد کامل روز اوّل سبق می دھد۔ طالب قادری باخلاص خواند، آنچہ جز کل مقامات گنج درجات مخفی و پوشیدہ نماند۔ ہر طریقہای و منتہای با ابتدا قادری ہرگز نمی رسد، اگرچہ کسی بریاضت سر بسنگ زند و دیگر طریقہ ہا مثل چراغ است

۱۔ سورہ یٰس، ۳۶ : ۸۲
۲۔ الحدیث
۳۔ سورہ الکہف، ۱۸ : ۱۰۹

اس لیے کہ وہ اسرار میں فنا ہو کر بقا کے مقام کو دیکھتا ہے۔

ظاہری صورت کے اسرار مثل انسان کے سربسر ہوتے ہیں، مگر جس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے، وہ صاحب نظر ہو جاتا ہے۔

یہ انسان حکمت اور آواز کے بغیر نہیں ہے۔ جس کو سرِ حکمت حاصل ہوا، وہ اہل راز ہو گیا۔

اے باھوؒ! سر کو دیکھ، اسرار کو دیکھ۔ کُن کے راز کو دیکھ۔ کُن کی آواز سے کُن کا راز افشا ہوا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"(جب وہ کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے) تو اسے کہتا ہے، ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔"

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

جو کوئی ظاہری آنکھ بند کر لیتا ہے اور اللہ کے ذکر میں مستغرق ہو جاتا ہے، اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

"اے علیؓ! اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے دل میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سنو۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے پیغمبرؐ! کہہ دے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں کہ ان سے میرے رب کی باتیں لکھی جائیں، تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی ختم ہوں، سمندر خشک ہو جائیں، خواہ ان کی مدد کے لیے ویسے ہی اور سمندر ہی کیوں نہ آجائیں۔"

یہ تمام مجموعی اذکار اسم اللہ ذات کے حاضرات کے تصور، تصرف، توجہ اور توجہ سے سروری قادری جامع مرشد کامل پہلے ہی دن طالب کو سبق دیتا ہے، اور جب طالب قادری اخلاص سے پڑھتا ہے، تو کوئی جز و کل مقام، درجہ یا خزانہ اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں رہتا۔ کسی طریقہ کی انتہا بھی قادری طریقہ کی ابتداء کو ہرگز نہیں پہنچ سکتی۔ خواہ کوئی ریاضت میں سر پتھر پر مارے۔ دوسرے طریقے چراغ کی مانند ہیں، جو

بادِ نفسانی و بادِ زن آفات شیطانی و بادِ بلای دنیا پریشانی چراغ را کُشتہ گردانی و طریقۂ قادری مثل آفتاب روشن تر تا ابدالآباد خوف ندارد از زمانہ باد و اگر کسی از طریقہ ہا میگوید،

اگر گیتی سراسر باد گیرد　　چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

جواب مصنفؒ:۔

چراغی را چہ حاجت آفتابم　　چراغی را بآب کُشتہ سازم

و اگر کسی از طریقہ ہا می گوید:۔

چراغی را کہ ایزد بر افروزد　　ہر آنکس تُف زند ریشش بسوزد

●

باب چہارم

تصور تصرف مشق اسم اللہ ذات اگر کسی را لسان سیف اللہ است، لفظِ ترتیب قتل قاتل داند، آنرا چہ احتیاج است کہ دعوت، ورد وظائفؔ دعای سیفی خواند۔ اگر از توحید تیغ توجہ کشد، تمام عالم را قتل خراب کند۔ نقیر صاحب عمل، عامل، کامل، بی نیاز۔

بیت

ہر کہ باشد پسند خالق پاک　　ورنہ باشد پسند خلق چہ باک

●

نفسانی خواہشات اور شیطانی آفات کی باد سر سر اور دنیاوی آلام و مصائب کے جھونکوں سے بجھ جاتے ہیں، لیکن طریقہ قادری سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔ جسے ابد الآباد تک حوادثات زمانہ کی ہوا اور آندھی کا کوئی خوف نہیں۔ اگر کوئی شخص دوسرے طریقوں کے بارے میں یہ کہے کہ:۔

اگر زمانہ سراسر ہوا ہو جائے (یعنی آندھی بن جائے)، پھر بھی اللہ کے مقبول بندوں کے چراغ ہرگز نہیں بجھ سکتے۔

جواب مصنفؒ:۔

مجھے چراغ کی کیا ضرورت ہے؟ میں تو آفتاب ہوں۔ میں اس کے چراغ کو پانی سے بجھا دوں گا۔

اور اگر کوئی شخص دوسرے طریقوں کے متعلق کہتا ہے کہ:۔

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ جلاتا ہے، ہر وہ شخص جو اسے پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرے گا، اس کی داڑھی جل جائے گی۔

باب چہارم

تصور، تصرف، مشق اسم اللہ ذات

اگر کسی کی زبان سیف اللہ ہے، وہ قتل قاتل کے الفاظ کی ترتیب سے آگاہ ہے۔ اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ دعوت، ورد وظائف اور دعائے سیفی پڑھے؟ اگر وہ توحید سے توجہ کی تلوار سونتے، تو تمام عالم کو قتل اور خراب کر ڈالے۔ اس قسم کا فقیر صاحب عمل، عامل، کامل اور بے نیاز ہوتا ہے۔

بیت

جو اللہ تعالیٰ کو پسند آ جائے، وہ پاک ہے۔ مخلوق اسے پسند کرے نہ کرے، وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہے۔

فقیر غیبت ملامت گلۂ خلق بار بردارند و نگہبان اند و خلق را نیاز ارند۔ ہر کہ بر فقیر ستم کند، از جان بی جان شود۔ خون اُو زوال اُو بر گردن وبال اُو۔

بیت

بہر کاری بود بہرش خدا کُن　　　کہ محرم گشتہ از کُنہ زان کُن

ہر کہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را خالی، بی برکت، بی باطن، بی قوت داند، ہر آنکس خالی، بی برکت، بی باطن، بی قوت باشد۔

حدیث

کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ[1]

فقیر کہ از تصور حضور غرق دارد، بزبر دعوت مراتب مقامات الہام روحانی قبور دارد۔ این چنین فقیر کہ بر ملک امیر است، روشن ضمیر است۔ این مراتب فقیر جامع الجمیعت گویند۔

فقیر یکہ مراتب جمیعت ندارد، در محل جمعبندی دفاتر سلک سلوک فقیر نیست۔ از سلک فقر محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعید خارج است، خوار تر نفس پرست بر خود نگاہ۔ نظر فقیر یکہ دارد بر قرب اللہ نہ از برای طمع، فقیر شاہ بہتر از بادشاہ ہر کہ دعوت از برای طمع دنیا بخواند، معلوم شد کہ ناقص است، سلک سلوک ندارد۔ ہر کہ گنج خزائن اللہ فقیر را غیبی در نظر نگاہ مرشد کاملی کہ حقیقت علم کاملیت می خواند و می داند۔ وجود طالب خام ناقص را بتاثیر اسم اللہ ذات یکتا یکرنگ مبدل گرداند۔ برکت اسم اللہ ذات آنچہ فی السموٰت والارض از طالب اللہ مخفی و پوشیدہ نماند این مراتب طالب را جمیعت است۔

---

[1] مرغوب القلوب۔

فقیر خلقت کی غیبت و ملامت اور گلہ و شکوہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور نگہبان ہیں لیکن مخلوق خدا کو تکلیف نہیں پہنچاتے۔ جو کوئی فقیر پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس کا خون اس کی اپنی گردن پر زوال و وبال ہوتا ہے۔

بیت

ہر شخص کسی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ دیتا ہے، وہ کیسے محروم ہو سکتا ہے، کیونکہ اُسکی کنہ اس کی طرف سے ہے۔

جو شخص فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالی، بے برکت، بے باطن اور بے قوت تصور کرتا ہے، وہ خود خالی، بے برکت، بے باطن اور بے قوت ہو جاتا ہے۔

حدیث

"ہر ایک برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے، جو اس میں ہوتی ہے۔"

جو فقیر اسم اللہ ذات کے تصور سے غرق حضور ہے۔ اُسے بذریعہ دعوت مراتب ملاقات اور الہام روحانی قبور حاصل ہے۔ اس قسم کا فقیر ملک پر حاکم اور روشن ضمیر ہے۔ ان مراتب کے حامل فقیر کو جامع الجمیعت کہتے ہیں۔

جو فقیر جمیعت کے یہ مراتب نہیں رکھتا، وہ فقیر کے سلک سلوک اور اس کی تمام جمعبندیوں کے دفاتر سے خارج اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلک سے بعید اور خارج ہے۔ وہ خوار تر، نفس پرست اور خود پسند ہے۔ جس فقیر کی نظر قرب الٰہی پر ہے نہ کہ شاہی لالچ پر، وہ بادشاہ سے بڑھ کر ہے۔ جو کوئی دعوت دنیاوی طمع کے لیے پڑھتا ہے، سمجھ لو کہ وہ ناقص ہے۔ کہ ابھی دعوت کے سلک سلوک سے ہی واقف نہیں جس فقیر کی نظر نگاہ میں اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے ہوتے ہیں، وہ مرشد کامل ہے، جو علم کی حقیقت کو مکمل طور پر پڑھتا اور جانتا ہے۔ مرشد کامل خام اور ناقص طالب کے وجود کو اسم اللہ ذات کی تاثیر سے یکتا اور یک رنگی میں بدل کر رکھ دیتا ہے۔ اسم اللہ ذات کی تاثیر سے ارض و سماوات کی کوئی چیز طالب سے مخفی اور پوشیدہ نہیں رہتی۔ یہ مراتب طالب کے لیے بمنزلہ جمیعت ہیں۔

دیگر مرشد کامل بنظر وجود مس طالب اللہ را میکند مثل سیم زر۔ از ہدایت عنایت۔ این مراتب نیز جمعیت است طالب اللہ را قلب کہ در قلب بجز لاسوی اللہ نماند۔ لاغلط ولا رجعت ولا زوال ولاسلب این مراتب نیز جمعیت۔

دیگر بار گرانی اسم اللہ ذات از ہر دوجہان گران تر از چہار دہ طبقات کہ وقت شروع تصور اسم اللہ ذات لوح قلم عرش کرسی جملگی در جنبش در آیند و فرشتہ موکل مقرب حامل در حیرت و ہژدہ ہزار عالم در عبرت۔ بر داشتن حوصلہ وسیع وجودی نمود و نفس از بود نابود غرق فنا فی اللہ فانی۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ:۔
مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ ط[1]

وتجلیات ذات انواع نور غرق در مشاہدہ حضور بلذت مسرور۔ این مراتب نیز جمعیت۔ از آن روز ازل آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی برحق است کہ رسانندہ بحق است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

دانی کہ شیطان عالم فاضل ظاہر علم چندین داشت کہ تمام فرشتگان را تعلیم کردہ۔ علم شاگرد از دست۔ وحضرت آدم علیہ السلام ظاہر علم نداشت۔ این بود از علم تصور اسم اللہ ذات روشنی روحی یافت۔ وبر شیطان و فرشتگان از علم باطن توحید و معرفت الٰہی غالب آمد۔

---

[1] کیمیائے سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان۔

نیز یہ کہ مرشد کامل نظر ہی سے طالب اللہ کے وجود کے تانبے کو سونے چاندی کی طرح بنا دیتا ہے۔ ہدایت سے غنایت نصیب ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی طالب اللہ کی جمعیت قلب کے ہیں۔ ان سے طالب کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ غیر نہیں رہتا۔ وہ نہ تو کوئی غلطی کرتا ہے اور نہ ہی اس کو رجعت ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اس کو زوال اور نہ ہی نعمت سلب ہوتی ہے۔ یہ مراتب بھی جمعیت (قلب) کے ہیں۔

نیز اسم اللہ ذات کا بار گراں ہر دو جہاں کے چودہ طبقات سے گراں تر ہے کہ اسم اللہ ذات کے تصور کے شروع میں ہی لوح و قلم، عرش و کرسی سب کچھ کانپ اٹھتا ہے۔ مقرب فرشتے، مؤکلات اور حاملان (عرش و کرسی) حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار عالم دیدۂ عبرت بن جاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے حوصلہ وسیع ہونا چاہیے کہ وجود اور نفس دونوں کو فنا فی اللہ فانی اور نبود سے نابود بنا دے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے نفس کو پہچانا، بیشک اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اور جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا، پس اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا۔"

اور تجلیات ذاتی کے باعث مختلف انواع کے انوار میں غرق ہونا اور مشاہدۂ حضور میں ہونا اور لذت سے مسرور ہونا بھی مراتب جمعیت ہیں۔ یہ روز ازل سے "کیا میں تمہارا رب ہوں، انہوں نے کہا: ہاں تو ہمارا رب ہے" کی آواز سے برحق ہیں کہ حق تک پہنچاتا ہے۔

اللہ بس ما سوائے اللہ ہوس

(اے طالب صادق!) یہ تو تو جانتا ہی ہے کہ شیطان عالم و فاضل تھا ظاہری علوم کا اس قدر عالم تھا کہ تمام ملائکہ کو بھی تعلیم دیا کرتا تھا۔ تعلیم علم اور شاگردی اسی سے ہے۔ اور (اس کے برعکس) حضرت آدم علیہ السلام کو ظاہری علم نہ تھا۔ یہ تھا علم تصور اسم اللہ ذات جس سے (آدمؑ کی) روح کو روشنی نصیب ہوئی۔ اور علم باطن توحید اور معرفت خداوندی سے وہ ابلیس اور ملائکہ پر غالب آئے۔

÷

قولہٗ تعالیٰ :-

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ط[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ط[2] سبحان اللہ !

عِلمِ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ شیطان را از قرب دور تر برد و علم محبت معرفت سگ اصحاب کہف را در سلک اصحاب کہف شمرد۔ آن ست کہ محبت معرفت از باطل سرکشد، علم آنست کہ بمعرفت حق رساند۔

ابیات

علم روشن رای روشن حق طلب	بی علم جاہل بود از حق سلب
علم سہ حرف است زان شرف کرم	ہر کہ خواند علم آنرا نیست غم
علم از عین است عین از عین بین	از خلاف علم عالم الم بین

فَسَدَتِ الْعَالَمُ نَسَدَاتِ الْعَالَمُ واقع شد۔ علم غیر مخلوق کلام اللہ نور خدا است عالم فاضل وارث انبیاء دم مزن نفس پرست۔

بیت

ای باہوؒ راہ روشن راز از نبویؐ طلب	تا شوی با ہم جلیس عرق رب

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۳۱ [2] سورہ العلق، ۹۶ : ۵

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان تمام اشیاء کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا"

پھر ارشاد خداوندی ہے :-

"انسان کو وہ کچھ سکھلایا، جو وہ نہیں جانتا تھا" اس طرح سے وہ سبحان اللہ کا اقرار کرنے لگا۔

"میں اس سے اچھا ہوں" کا علم شیطان کو قرب الٰہی سے دور تر لے گیا۔ اور محبت و معرفت کے علم نے اصحاب کہف کے کتے کو بھی اصحاب کہف کی لڑی میں شمار کروا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ معرفت کی محبت (ضرور) باطل سے باہر نکل آتی ہے۔ علم وہی ہے، جو معرفت حق تک پہنچائے۔

ابیات

علم سے عقل روشن ہو جاتی ہے۔ اور صاحب عقل حق کا طالب ہو جاتا ہے۔

بے علم جاہل ہوتا ہے اور حق سے دور ہوتا ہے۔

علم کے تین حروف ہیں، اور یہ سب شرف و کرم والے ہیں۔ جو کوئی علم کو پڑھ لیتا ہے، (پھر) اسے کوئی غم نہیں (ہوتا) ہے۔

علم عین سے ہے اور عین کو عین سے دیکھ۔ اور علم کے خلاف دنیا کو رنج اور تکلیف سے دیکھ (یعنی دنیا میں خلاف علم جو کچھ بھی ہے، وہ الم و حزن ہے)

ایک عالم کی خرابی کل دنیا کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ علم غیر مخلوق کلام الٰہی نور خدا ہے۔ اور عالم و فاضل انبیائے علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اے خواہشات کے بندے! اس میں دم نہ مار۔

بیت

اے باہوؒ! راز کا روشن راستہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلب کر تاکہ تو فنا فی اللہ اور اللہ تعالیٰ کا ہم جلیس ہو جائے۔

این عطا، فیض، تفضیلت، جمعیت کل و جز از مرشد کامل است۔ اگر کسی خواہد
کہ طالب را یکبارگی و یکتا مع اللہ غرق کنم فی التوحید در دریای معرفت اِلَّا اللّٰہُ و
مجلس حضوری مشرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ طالب اللہ بی حجاب
اللہ بی حجاب و ہر اعمال او ظاہر باطن و شب و روز از قرب اللہ جان کباب، و
روح فرحت، نفس خراب، تصور، تصرف، توجہ، مشق مرقوم در سر دماغ اسم
بگیرد ترتیب، یک کلید کونین مشق مرقوم کردن معلوم علم حیّ و قیّوم این است:۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ

وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ

ھـــــــــــو

سِرِّ هُوْ سِرِّ هُوْ هُوَ الْحَقُّ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ
ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

نور غرق تجلیات مشاہدہ حضور

اذا تم الفقر فهو اللہ

باطن غرق فنا فی اللہ در وصل و دوام مجلس
مشرف حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مراتب مجذوب و ظاہر از شریعت یکسر موی خلاف نکند مراتب محبوب

جواب مصنّف غلام قادری :۔

یہ عطا، فیض، فضیلت، جمیعت کل و جز (بھی) مرشد کامل کے واسطہ سے ہی نصیب ہوتی ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ طالب اللہ کو یکبارگی و یکتا مع اللہ دریائے توحید میں غرق، معرفت الا اللہ میں داخل اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضوری سے مشرف کردوں کہ طالب اللہ بے حجاب اللہ بے حجاب (دیدار خداوندی سے مشرف ہو جائے)۔ اس کے ظاہر و باطن کے تمام اعمال قرب الٰہی سے ہوں۔ دن رات اس کی جان (عشق خداوندی) میں کباب کی مانند جلتی رہے۔ اس کی روح کو فرحت نصیب ہو۔ اور نفس کو خرابی حاصل ہو، تو اسے چاہیے کہ تصور، تصرف اور توجہ سے اسم ھُو کی مشق مرقوم سر و دماغ میں باترتیب کرے۔ اس کی مشق دونوں جہان کے لیے کلید کی طرح ہے۔ زندہ اور قائم رہنے والا علم یہ ہے ا۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ

ھو

سِرِّ هُوْ سِرِّ هُوْ هُوَ الْحَقُّ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ
ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ط

نور غرق تجلیات مشاہدہ حضور

مراتب مجذوب و ظاہر از شریعت یکسر موی خلاف نکند مراتب محبوب

ابیات

مرا داد است ایزد این بقوت — کہ ریشی را نگہدارم با فتوت
ہر آنکس را کہ خواہم می نوازم — ہر آنکس را کہ خواہم جان ببازم

انتہای طریقہ طالب مرید قادری از ذکر مذکور الہام بگذرد، غرق فنا فی اللہ فنا فی التوحید نور شود۔

○

ابیات

ذکر را بگذار بگذر از قلب — تا ترا حاصل شود توحید رب
قادری را این مراتب با حضور — قادری خاص است خاص الخاص نور
شد مریدم قادری روز نش ازل — این طریقہ فیض رحمت حق فضل
ہر کہ منکر زین طریقہ رو سیاہ — رافضی زندیق شد دشمن اللہ
باہُوؒ قادری را می شناسم بانظر — ہمچو زرگر می شناسد سیم و زر

عجب دارم از آن احمق قوم کہ می گویند دین و دنیا ہر دو برمن عطا است۔ این مکر فریب، حیلۂ شیطان از سر نفس ہوا است۔ دین دنیا ہر دو عطا بخش قوت قادری قدیہ کہ حاکم بر ہر دو جہان امیر۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ[1]

---

[1] سورہ آل عمران ۳: ۹۲

ابیات

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ طاقت عنایت فرمائی ہے کہ میں اپنی خداداد قوت سے ایک ریشے کی بھی نگہداشت کروں گا۔
میں جس کو چاہوں گا، نواز دوں گا۔ جس کو چاہوں گا، اس کی جان سے کھیل جاؤنگا۔ یعنی اس کی جان نکال دونگا۔
انتہائے طریقہ میں طالب و مرید قادری ذکر، مذکور اور الہام سے گزر کر فنا فی اللہ فنا فی التوحید نور ہو جاتا ہے۔

ابیات

ذکر کو چھوڑ اور دل کی دنیا سے بھی گزر جا۔ تاکہ تجھ کو رب کی وحدت (کا راز) حاصل ہو جائے۔
قادری کو یہ مراتب حضوری سے حاصل ہوتے ہیں۔ قادری خاصوں میں سے ہے، بلکہ خاص الخاص نور باری تعالیٰ سے ہے۔
میں ازل کے دن سے ہی قادری سلسلہ کا مرید ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کا یہی طریقہ ہے۔
جو اس طریقہ کا منکر ہے، وہ روسیاہ ہے۔ وہ اللہ کا دشمن رافضی اور بے دین ہو گیا ہے۔
اے باہوؒ! میں قادری سلسلے والے کو ایک ہی نظر سے پہچان جاتا ہوں۔ سنار کی مانند جو وہ سونے چاندی کے کھوٹے کھرے کو پہچان جاتا ہے۔
میں احمق لوگوں پر متعجب ہوں، جو کہتے ہیں کہ دین و دنیا ہر دو مجھے عطا ہوئے ہیں۔ ایسا سوچنا خود فریبی ہے۔ یہ شیطانی حیلہ نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہے۔ دین و دنیا ہر دو قادری کو عطا ہوئے ہیں، جس کے سبب وہ دونوں جہان پر حکمران اور غالب آتا ہے۔
ارشاد خداوندی ہے:۔ "تم ہرگز اس وقت تک نیکی حاصل نہ کر سکو گے، جب تک کہ تم اپنی عزیز ترین چیز کو راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے۔"

در تصرف اُو و تصرف اُو گنج خزاین اللہ غیبی بی جُست وجواز عنایت ہدایت ولایت غنایت دل غنی و دوام حاضر مجلس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ این چنین مراتب قادری چہ داند از اہل شقی۔

فقیر را از ہفت نظر باید شناخت۔ فقیر یکہ داشتہ باشد قرب ربانی چنانچہ فقیر قادر جیلانی اَز مشرق تا مغرب کشورستانی، چنانچہ غنایت از ہدایت دارد کہ نظر نکند بملک سلیمانی۔ این است ہفت نظر ناظر بمدّ نظر حاضر نظر اُو اکسیر کہ وجود مُردہ دل مس را نظر کند کیمیا زر گردد۔

دوم نظر اگر جانب کافر کند، ہموندم مسلمان شود و بگوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

سیوم نظر اگر جانب عالم کند، علم از سینہ اُو بستاند، تمام عمر علم نسیان ماند۔ علم باطنی، معرفت الٰہی چنان بکشاید کہ چہاردہ علم رسم رسوم بر لشپت ناخن می نماید۔

چہارم نظر اگر جانب جاہل نظر کند، کشف شود، علم علوم غالب آید بر عالمان رسم رسوم۔ رقم مرقوم ہر یک علم واضح گردد معلوم۔

و اگر نظر جانب منافق کند یا از نفاق بیرون آید، دل صفا یا دیوانہ شود۔ نفس اُو مطلق فنا۔ و اگر بہ مفلس نظر کند، غنی گردد۔ و اگر با جذب غضب قہر جانب غنی نظر کند، تن عریان کہ قوت یومیہ نباشد۔

اس کے تصرف و قبضہ میں تمام غیبی خزائنِ الٰہی ہوتے ہیں۔ اسے بے جستجو عنایت، ہدایت، ولایت اور غنایت چاروں حاصل ہوتی ہیں۔ اس کا دل غنی ہوتا ہے۔ اُسے دائمی طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حضوری نصیب ہوتی ہے۔ قادری کے یہ مراتب بدبخت لوگ کیا جانیں۔

فقیر کو (مندرجہ ذیل) سات قسم کی نگاہوں سے پہچاننا چاہیے۔

اوّل نظر یہ کہ جس فقیر کو قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ فقیر قادری (مرید غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) جو مشرق سے مغرب تک کا حاکم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسے ہدایت سے اس قسم کی غنایت حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملک سلیمانی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ اس قسم کی نظر والا بمد نظر اللہ حاضر ناظر ہوتا ہے۔ کہ اس کی ایک کیمیا نظر مردہ دل کے وجود کے تانبے کو زرِ خالص بنا دیتی ہے۔

دوسری نظر یہ ہے کہ وہ اگر کافر کی طرف نگاہ کرے، تو وہ اسی لمحہ مسلمان ہو جائے، چنانچہ وہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنے لگے۔

تیسری نظر یہ کہ اگر عالم کی طرف نظر کرے، تو اس کے سینہ سے علم اس طرح لے لیتا ہے کہ تمام عمر کے لیے اس کو بھول جاتا ہے۔ (اور اگر نیک نگاہ کرے تو) علم باطنی اور معرفتِ الٰہی اس طرح منکشف کر دیتا ہے کہ وہ رسم و رسوم کے چودہ علوم پشتِ ناخن پر دکھا دیتا ہے۔

چوتھی نظر یہ کہ اگر جاہل کی طرف نگاہ کرے، تو اس پر کشف کھل جائے۔ وہ تمام علم علوم اور ظاہری علوم کے علماء پر غالب آ جائے۔ رقم مرقوم ہر ایک علم اس پر واضح ہو جائے۔

پانچویں نظر یہ کہ اگر منافق کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے، تو وہ نفاق کو خیرباد کہہ دیتا ہے۔ اور یا تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے یا اس کا دل (عشقِ خداوندی) میں دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے نفس کو مطلق فنا حاصل ہو جاتی ہے۔

چھٹی نظر یہ کہ اگر مفلس کی طرف نظر کرے، تو اسے غنی کر دے، اور اگر غنی کی طرف جذبہ، غضب اور قہر کی نگاہ سے دیکھے، تو اُسے ایسا مفلس بنا دے کہ نہ بدن کے لیے کپڑا اور نہ پیٹ کے لیے روٹی میسر آئے۔

اگر جانب ذاکر نظر کند، بمرتبۂ الہام مذکور رسد۔ و اگر جانب مرتبہ اہل مذکور نظر کند، بمرتبۂ غرق در معرفت نور شود۔ و اگر بمرتبۂ اہل نور نظر کند، بمرتبۂ اہل حضور رسد۔ و اگر بمرتبۂ اہل حضور نظر کند، بمرتبۂ باطن معمور و شوق مسرور وجود مغفور، بر ہر دو جہان غالب، بر ہر امور در خلق مشہور۔

این چنین جامع مرشد صاحب با نظر مشق تصور اسم اللہ ذات در نظر عامل کامل کل کلید از توحید۔ این مراتب را چہ داند اہل تقلید کہ صاحب باطن طالبان را با نظر تلقین میکند کفیٰ باللہ و طالبان او بیکبارگی بقرب اللہ حضوری رسند و در مشاہدۂ ربوبیت غرق می شوند و سبق تلقین بہ نسخۂ دل می خوانند حسبی اللہ۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[1]

بیت

ناظران را نظر بر وحدت الٰہ ہر دم از دہنش بر آید آہ آہ

این مراتب ناظری حاضری، نگاہ آگاہ، حضوری راہ، بحفظ اللہ عنایت، عنایت، ہدایت، ولایت، سروری قادری اسرار الحق است۔ دیگری کہ دعویٰ کند، از اہل دروغ کذب۔ از آنکہ قادری طالب مرید بہتر از حضرت رابعہؒ و حضرت بایزیدؒ بسطامی کہ بی ریاضت غرق بدائمی نماز۔ اَجْسَامُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَقُلُوْبُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ الصَّلٰوةُ الدَّائِمُوْنَ يُصَلُّوْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ[2] شان ایشان است۔ از برای مراتب ایشان غوث قطب در حیرت پریشان است خالص فقیر۔

بدانکہ فقیر بدین صفت موصوف است۔ یک صفت توحید توکل۔

---

[1] سورہ النجم ۵۳ : ۱۷ [2] الحدیث

ساتویں نظر یہ کہ اگر ذاکر کی طرف نگاہ کرے، تو اس کو الہام مذکور کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ اور اگر اہل مذکور اور اہل مرتبہ کی طرف نگاہ کرے، تو نور معرفت کے مرتبہ میں غرق کر دے۔ اور اگر اہل نور کے مرتبہ والے پر نظر کرے، تو اہل حضور کے مرتبہ پر پہنچا دے۔ اور اگر اہل حضور کے مرتبے والے پر نظر کرے، تو اس کے باطن کو معمور، اور شوق میں مسرور کر دے اور اس کے وجود کو مغفور، دونوں جہان پر غالب اور جملہ امور میں خلقت میں مشہور کر دے۔

اس قسم کا جامع مرشد صاحب نظر اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے (سب کچھ کر سکتا ہے) عامل کامل کی نگاہ میں توحید کی کُل کلید ہوتی ہے۔ ان مراتب کو اہل تقلید کیا جانیں۔ کیونکہ صاحب باطن اپنے طالبوں کو نگاہ سے کفٰی باللہ کی تلقین کرتا ہے۔ اور ان کو فوراً قرب و حضور الٰہی تک پہنچا دیتا ہے اور مشاہدہ ربوبیت میں غرق کر دیتا ہے۔ اور وہ (طالب علم) تلقین کا سبق "میرے لیے اللہ ہی کافی ہے" نسخہ دل سے پڑھتے ہیں۔ "نہ انکی آنکھ بھٹکی اور نہ ہی انہوں نے نافرمانی کی" (کا مصداق بن جاتے ہیں)۔

بیت

ناظروں کی نظر (ہمیشہ) اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر رہتی ہے۔ ہر گھڑی ان کے منہ سے آہ و زاری جاری رہتی ہے۔

یہ مراتب ہر حاضر ناظر، نگاہ آگاہ، حضوری راہ، بحفظ اللہ کے ہیں۔ (اس طرح) کی عنایت، عنایت، ہدایت، ولایت، سروری قادری اسرار الحق کو حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی دوسرا اس کا دعوی کرے، تو وہ (سراسر) جھوٹا کذاب ہے۔ کیونکہ قادری طالب مرید حضرت رابعہ بصریؒ اور حضرت سلطان بایزیدؒ (البسطامی) سے بہتر ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بغیر ریاضت دائمی نماز میں غرق ہوتے ہیں۔ "ان کے جسم دنیا میں اور اُن کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ وہ دائمی نماز اپنے دل میں پڑھتے ہیں" ان کی شان میں وارد ہوا ہے۔ ان کے مراتب دیکھ کر غوث اور قطب بھی حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ وہ خالص فقیر ہیں۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقیر ان دو صفات سے متصف ہوتا ہے۔ پہلی صفت توحید۔ دوسری صفت توکل۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وسلّم :-

اَلتَّوحِیدُ وَالتَّوَکُّلُ تُوأمَانِ[1]

قولہٗ تعالیٰ :-

وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُونَ[2]

ویک صفت محمّدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فقر کریم وخلق عظیم، تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تعالیٰ[3] واقع شد۔

وچہار صفت بچہار اصحاب کبار۔

صفت صدّیق از صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وصفت محاسبۂ نفس عدل از حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وصفت حیا از حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وصفت علم وجود از حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔

وچہار صفت ملکی باشد روی فقیر باکرامت وعظمت، بجذب جلالیت از قرب نور جلالیت مثل حضرت عزرائیل علیہ السلام است وپیغام رحمٰن نص، حدیث از قرآن فصیح زبان فقیر را صفت جبرائیل علیہ السلام است وقدم مثل باران رحمت، جمیعت آبادانی برخیزد وحوادث پریشانی دم فقیر را مثل میکائیل علیہ السلام است۔ دم از آہ در نفسی سرد کہ تمام عالم را خراب وویران کند۔ فقیر را مثل صور اسرافیل علیہ السلام است۔ فقیری کہ بدین دہ صفت موصوف نباشد، آنرا فقیر نتوان گفت۔ درویش در بیش است گدا بہر نفس بہر در صدا۔

ابیات

باہوؒ فقرش طلب فقرش قرب فقرش قریب — شد نصیبی فقر باہوؒ از حبیب

---

[1] الحدیث [2] سورہ توبہ، ۹ : ۵۱ [3] نقل از انیس العارفین

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"توحید اور توکل جوڑے ہیں"۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور مؤمن اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرتے ہیں"۔

اور فقیر میں ایک صفت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق عظیم ہے، جس کے متعلق "اپنے اندر خصائل خداوندی پیدا کرو"، واقع ہوا ہے۔

فقیر میں صحابہ کرامؓ جیسی چار صفات ہونی چاہئیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا صدق۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا محاسبۂ نفس اور عدل۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی حیاء۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، جیسا علم اور سخاوت (شجاعت و فقر)

اس کے علاوہ فقیر میں چار صفات فرشتوں جیسی ہونا چاہئیں۔

فقیر کا چہرہ قرب الٰہی نور جمالیت سے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی طرح باکرامت عظمت اور باجذب و جلالیت ہونا چاہیے۔ فقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام، نص، حدیث، قرآن کی زبان کی فصاحت حضرت جبرائیل علیہ السلام کی مانند ہونا چاہیے۔ فقیر کا دم قدم مثل باران رحمت، جمعیت و آبادکاری حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہونا چاہیے، جس سے حوادث و پریشانی دور ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور کی طرح ایسا دم حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہ سرد آہ کھینچے، تو تمام عالم کو خراب و ویران کر دے۔ جس فقیر میں یہ دس صفات موجود نہ ہوں، تو اسے فقیر نہیں کہا جا سکتا۔ درویش تو قیمتی موتی کی طرح ہوتا ہے، ورنہ وہ گداگر ہے، جو نفس کے لیے ہر دروازے پر صدا لگا رہا ہے۔

ابیات باہوؒ

باہوؒ اس سے فقر کا طلبگار ہے۔ فقر اس کا قرب ہے۔ فقر اس کو قریب کرے گا۔ اے باہوؒ! فقر جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا کا حصہ ہے۔

فقـــر گنج از گنج گنجی بیشمار فقر با اخلاص صدق و اعتبار
فقر رحمت راز وحدت نور حق در حکم فقر شش بود جمله خلق
فقر را عاجز مبین مفلس حقیر نظر فقر شش کیمیا روشن ضمیر
باہُو فقر نفس را رسوا کند بہر از گدا مالک الملکی فقــر تہدی خدا

قولہٗ تعالیٰ:-

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ[1]

باب پنجم

نود و نُہ نام نود و نُہ کلید است۔ از ہر یک کلید حاضرات اسمات می کشاید۔ از ہر یک اسم تماشۂ کل مطالب دینی و دنیوی می نماید۔ در ہر یک دائرہ وسیع ولایت ہدایت گنج خزاین اللہ عنایت۔ ہر کہ ازین ہر یک دائرہ اسم ذات اسماء صفات نیافت معلوم شد کہ از علم ظاہر باطن بیدانش بی شعور است۔ ہلاکت فقر فاقہ عاجزی و محتاجی۔ سوال اُو بر گردن اُو وبال۔ از برای باطنی محروم از توحید معرفت الٰہی وصال۔ این بخش مُرشد کامل عارف باللہ صاحب معنیٰ اسم مسمّیٰ این است۔ ہر کہ حاضرات کلید معرفت توجہ داند، از اہل توحیدات مرشد کامل والآنہ ناقص است از تقلید۔

●

[1] سورۂ یوسف، ۱۲، ۲۱

فقر بے شمار خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ فقر اخلاص، صدق اور اعتبار سے عبارت ہے۔

فقر اس کی رحمت وحدت کا راز اور نورِ خدا ہے۔ تمام مخلوق اس کے فقر کی محکوم ہوتی ہے۔

فقر کو عاجز، مفلس اور حقیر مت جان۔ فقیر کی نظر کیمیا اور روشن ضمیر ہوتی ہے۔

اے باہُوؒ! فقر نفس کو گداگر سے زیادہ ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ فقر (درحقیقت) مالک الملکی ہوتا ہے، جو خوفِ خدا پیدا کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے"۔

باب پنجم

اللہ رب العزت کے ننانوے اسمائے مبارکہ ننانوے کلیدات ہیں۔ ہر ایک کلید (چابی) سے حاضرات اسم منکشف ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک اسم سے تمام دینی اور دنیاوی مطالب حاصل ہوتے ہیں۔ ہر ایک دائرہ میں ہدایت کی ولایت و عنایت کا وسیع خزانہ الٰہی ہے۔ جس کسی نے اس ہر ایک دائرۂ اسم ذات سے اسمائے صفات کو نہ پایا، تو سمجھ لو کہ وہ علم ظاہری اور باطنی سے بے دانش و بے شعور ہے۔ ایسا شخص فقر و فاقہ، عاجزی اور محتاجی کے سبب ہلاک ہو جائے گا۔ اس کا سوال اس کی گردن پر وبال ہوگا۔ توحید باطنی و وصال معرفت الٰہی سے محروم رہے گا۔ یہ بات مرشد کامل عارف باللہ صاحب مسمّا اسم بامسمّیٰ کو نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص حاضرات کلید سے واقف ہے اور معرفت توجہ کو جانتا ہے، وہی مرشد کامل اہل توجہ ہے۔ ورنہ ناقص اہل تقلید ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّاھُوَ ج عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ج
ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ط

یَااَللّٰہُ	یَارَحْمٰنُ	یَارَحِیْمُ	یَامَلِکُ
یَاقُدُّوْسُ	یَاسَبُّوْحُ	یَاسَلَامُ	یَامُؤْمِنُ
یَامُھَیْمِنُ	یَاعَزِیْزُ	یَاجَبَّارُ	یَامُتَکَبِّرُ
یَاخَالِقُ	یَابَارِئُ	یَامُصَوِّرُ	یَاغَفَّارُ
یَاقَھَّارُ	یَاوَھَّابُ	یَارَازِقُ	یَاشَکُوْرُ
یَاعَلِیُّ	یَاکَبِیْرُ	یَاحَافِظُ	یَامُقِیْتُ
یَاحَسِیْبُ	یَاجَلِیْلُ	یَاکَرِیْمُ	یَارَقِیْبُ

یا مجیب	یا واسع	یا ودود	یا مجید
یا باعث	یا شہید	یا حق	یا وکیل
یا قوی	یا فتاح	یا عالم	یا قابض
یا باسط	یا حفیظ	یا رافع	یا معز
یا مذل	یا سمیع	یا بصیر	یا حکیم
یا عدل	یا خبیر	یا حلیم	یا عظیم
یا علیم	یا غفور	یا متین	یا ولی
یا حمید	یا محصی	یا ابدی	یا محی

يَا مُمِيتُ	يَا حَیُّ	يَا قَيُّومُ	يَا وَاحِدُ
يَا اَحَدُ	يَا صَمَدُ	يَا قَادِرُ	يَا مُقْتَدِرُ
يَا مُقَدِّمُ	يَا مُؤَخِّرُ	يَا اَوَّلُ	يَا اٰخِرُ
يَا ظَاهِرُ	يَا بَاطِنُ	يَا وَالِیُ	يَا مُتَعَالِیُ
يَا بَرُّ	يَا تَوَّابُ	يَا مُنْعِمُ	يَا مُطِيعُ
يَا عَفُوُّ	يَا رَؤُفُ	يَا مَالِكَ الْمُلْكِ	يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
يَا رَبُّ	يَا مُقْسِطُ	يَا جَامِعُ	يَا غَنِیُّ
يَا مُغْنِیُ	يَا مُعْطِیُ	يَا مَانِعُ	يَا ضَارُّ

یَا نَافِعُ	یَا نُوْرُ	یَا هَادِیُ	یَا بَدِیْعُ
یَا بَاقِیُ	یَا رَشِیْدُ	یَا صَبُوْرُ	

اَلَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْئٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَعْدَ اللّٰهِ الْحَقُّ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ط

اَللّٰهُ بَس مَاسِوَی اللّٰهُ هَوَس

تَمَّتْ بِالْخَیْر

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

بیت باہُوؒ

ناں میں سیر ناں پا چھٹا کی ناں پوری سرساہی ہو
ناں میں تولہ ناں میں ماسا ہٹ گل رتیاں تے آئی ہو
رتی ہوواں وچ رتیاں تُلّاں اوہ بھی پوری ناہی ہو
وزن تول پورا وچ ہوسی باہُوؒ جداں ہوسی فضل الٰہی ہو

فارسی متن مع اردو ترجمہ

اسرار القادری

تصنیف لطیف

سلطان الفقر، سلطان العارفین، برہان الواصلین

حضرت سلطان باھوؒ

حق باھوؒ منزل، گلشن راوی، لاہور